

بنام آنکه او نامے ندارد بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

گرماء و برد و حدیث و کمال

اصطلاحات

بہت  
فرید احمد صدیقی  
کوچہ پنڈت دہلی

مرطوبہ دہلی پرنٹنگ و کرس دہلی

جنوری ۱۹۲۹ء

طبع اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مرغانِ حین بہرِ صبا ہے خواندِ ترا با صلا ہے

سرستانِ وحدت اور بادہ کشانِ معرفت اول تو "چشم بند و گوش بند  
لب بہ بند" پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر کبھی جذب و سکر کی حالت میں زبان سے کچھ  
نکل جاتا ہے تو دوسروں کے لئے اس کا سمجھنا دشوار ہے۔  
عشق را طرزیہ بیانے دیگرست

شعراے متصوفین کا جس قدر کلام ہے وہ بھی ایسے استعاروں و تشبیہوں  
اور اصطلاحوں سے بھرپور ہے کہ عوام کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ بلکہ بعض اوقات نا فہمی  
کی وجہ سے پڑھنے والا کچھ کا کچھ سمجھ کر گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہاں بابِ دل ایک  
حد تک مجبور بھی ہیں۔ کیونکہ جن کیفیات و احساسات کو وہ بیان کرنا چاہتے ہیں  
ان کے ادا کرنے سے زبان قاصر ہے۔ پس وہ استعارہ و تشبیہ اور مخصوص اصطلاحات  
کے ساتھ اپنا مدعا ظاہر کرتے ہیں۔

ہر چند ہو شاہدِ حق کی گفتگو  
بنتی نہیں ہے بادۂ دساغر کہے بغیر

اس خیال سے کہ لوگ ان اہلِ حال کا قالِ سمجھ کر نفاطِ روح اور سرایۂ  
ذوقِ حاصل کریں اور نیز اس لحاظ سے کہ غلط فہمی کی حالت میں کچھ کا کچھ نہ سمجھیں سخت  
ضرورت تھی کہ ایک ایسی کتاب تیار کی جائے جس میں ان اشارات و اصطلاحات  
کی پوری تشریح ہو تاکہ جب شعرا و متصوفین کا کلام اور اربابِ تصوف کی عبارتیں  
طالبانِ طریقت کے سامنے آئیں تو وہ آسانی کے ساتھ ان کے مطالب سمجھ سکیں

چنانچہ میں نے یہ دعا اپنے والد ماجد قدوة السالکین زبدۃ العارفين واقف رموز  
 طریقت آگاہ اسرار حقیقت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالصمد صاحب قبلہ مخدومی  
 فریدی حشمتی دام ظلہ العالی کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت مہدوح نے میری  
 ناچیز گزارش کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور یہ نادر و نایاب کتاب تحسیر  
 فرمائی۔ جو اصطلاحات صوفیہ کے نام سے ارباب ذوق کے سامنے پیش کی جاتی  
 ہے۔ اسید ہے کہ اس کے مطالعہ سے وہ تمام رموز و اسرار منکشف ہو جائیں گے  
 جن کی وجہ سے اہل سلوک و تصوف کا کلام سمجھنا دشوار ہے۔ اور اردو زبان میں  
 یہ اور ارق بے نظیر اضافہ سے تعبیر کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ  
 حضرت مصنف مدظلہ العالی کا سائیہ عاطفت ہم غلاموں کے سر پر عرصہ دراز تک  
 قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ اور ناظرین کو اس کتاب سے بہرہ اندوزی کی توفیق  
 عطا کرے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار

فرید احمد صدیقی

کوچہ پنڈت۔ دہلی

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## الف

الف سے اشارہ ذات احدیت ہے یعنی حق تعالیٰ باعتبار احدیت کے اول الاشیاء  
 اللہ اسم ذات باس واجب الوجود کا جو مجتمع ہے جمیع صفات کمال کا  
 ابر اس حجاب کو کہتے ہیں جو مراتب سلوک کے حصول کا باعث ہو۔ اور ابر  
 اس حجاب کو بھی کہتے ہیں جو حصول مطلب میں حائل ہو  
 ابر و اصطلاح میں کلام اور الہام غیبی کو کہتے ہیں اور خنج جمال قدس سرہ فرماتے  
 ہیں کہ ابر و اشارہ ہے مرتبہ قاب قوسین کی طرف۔ نیز سالک کے اپنے مرتبہ  
 سے بوجہ کسی قصور کے گر جانے کو ابر و کہتے ہیں  
 ادب عبد کو تمیز رکھنی چاہیے اُن چیزوں کی جو حق تعالیٰ کے لئے مختص ہیں۔ اور  
 نیز اُن کی جو عبد کے لئے مختص ہیں یہ ادب ہے  
 احسان طرز عبودیت سے احکام کی بجا آوری اور نظر بصیرت سے ربوبیت کا مشاہدہ  
 احد اسم ذات ہے باعتبار نفی تعدد صفات و اسماء کے اور نسبت و تعینات  
 اس میں نہیں ہے  
 وحدت حقیقت محمدیہ۔ بالادوارح مرتبہ وحدت اسم اعظم تین اول ظہور اول کو  
 کہتے ہیں کثرت اس کی منافی ہے۔  
 احدیۃ الکثرت۔ یعنی وسے واحدیت کہ درال تعقل کثرت نسبتہ نہیں شود و این را  
 مقام جمع واحدیۃ الحجج نامند۔ یعنی وہ ایسی ذات واحد ہے کہ اس میں اور ک  
 کثرت کا ہوتا ہے اور اسی کو کثرت فی الوجود کہتے ہیں۔

احدیت العین۔ اس ذات کا مستغنی ہونا سن و تو اور اسما سے اور اسی کو جمع الجمع بھی کہتے ہیں۔

اخلاص اپنے دل کو ماسوائے اللہ سے خالی کرنا۔ اور دوسرے یہ کہ اس کا ہر فعل خالصاً اللہ ہو۔ اخلاص و صدق قریب قریب ہیں فرق اتنا ہے کہ صدق اصل ہے اور وہ فرع جو اخلاص سے پہلے حاصل ہوتا ہے اور اخلاص اس کا تابع۔

ارادہ غداے روح طلب کرنا ہے۔ (۲) خواہشات نفس کو مٹانا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہونا ہے۔ (۳) اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آتش محبت کا ایک شعلہ ہے جو دل میں حقیقت کی طلب پیدا کرتا ہے

استقامت قائم ہو جانا جملہ احکام شریعت و طریقت پر مضبوطی کے ساتھ اور اس پر مداومت کرنا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (حدیث شریف) خیر العمل ما قل ودنا۔ بہترین عمل وہ ہے جو تھوڑا ہمیشگی کے ساتھ ہو۔ علماء کے

نزدیک وہ راستہ ہے جس میں افراط و تفریط نہ ہو اور مداومت ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استقامت کے تین درجے ہیں۔ اول تقویم اس سے مراد تادیب نفس ہے دوم اقامت اس سے مراد تہذیب و ترویج سوم استقامت اس سے مراد تقرب اسرار ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں استقامت یہ ہے۔ ان لا تتأثر علی اللہ شیئاً یعنی اللہ کریم کے

مقابلہ میں کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ اور بعض حضرات اخلاص کے معنی کہتے ہیں۔ اصحاب تحقیق فرماتے ہیں کہ خواہشات نفس و عادات و رسوا خلق کو چھوڑ کر عبادت حق میں مشغول رہنا اور معرفت حق میں مستغرق رہنا۔ ایک یہ بھی ہے کہ سالک کو جو درجہ اللہ کریم کے فضل سے عنایت ہوا اس کی

پوری پوری نگہداشت رکھنا۔

الہیۃ و الہیۃ تمام حقائق وجودیہ کی احادیث جمع ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام تمام افراد الہیۃ بشریہ کے لئے احادیث جمع ہیں اور بعض نے کہا ہے جو اسم الہی بشر کی طرف مضاف ہو وہ الہیۃ ہے۔

ایمان اللہ تعالیٰ کی جستجو کو ایمان کہتے ہیں۔ ایمان کی دو قسمیں ہیں حقیقی و تقلیدی۔ ایمان حقیقی تو انبیاء و اولیاء اللہ کا ہے کہ جو اللہ کریم کے وجود کو وجود حقیقی سمجھتے ہیں۔ اور اسوائے اللہ کو اعتباری اور ایمان تقلیدی عوام مومنین کا ہے جو اپنے نبی کے فرمودہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانتے ہیں۔ احکام شریعت کی پابندی کرتے ہیں اور حقیقت کا علم نہیں رکھتے کہ وہ کیا ہے ایمان ثابۃ صور علیہ کو کہتے ہیں یعنی جو علم الہی میں حقائق عالم کی تمام صورتیں محفوظ ہیں اور صور علیہ کو حقائق الاشیاء بھی کہتے ہیں

اعیان خارجیہ عالم ارواح کو کہتے ہیں

الصفات یعنی الصفات بحد کا ساتھ ذات اور صفات حق تعالیٰ کے ایک مسئلہ مشہور ہے ان کے ہاں حقیقت میں ذات و صفات حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور بندے کی ذات و صفات محض اعتباری و مجازی ہے وجود و صفات بندہ وجود و صفات حق تعالیٰ کا ظل ہیں

ازل اس کو کہتے ہیں جس کی ابتدا نہیں

ازل الازال ذات بحت یعنی مرتبہ ذات بلا صفات

ازل ممکنات تعین ثانی پر بوجہ جاتا ہے جس میں تفصیل صفات اور حقائق الہی اور

اعیان ثابۃ اور حقائق اشیا ثابۃ ہیں اور اس کو علم الہی اور تقدیر الہی

بھی کہتے ہیں۔

ابد جس کی انتہا نہیں یعنی ذات کے واسطے جیسے ابتدا نہیں ویسے ہی انتہا بھی نہیں کیونکہ ذات میں جیسے کہ سب اشیا، ظہور سے پہلے مندرج تھیں ویسی ہی بعد ظہور ہونے کے ذات کی طرف سب رجوع ہوتی ہیں اور ظہور اشیا، غیر متناہی ہے۔

اول ذات بلا صفات کو کہتے ہیں

آخر ظہور ذات بصورت صفات و اسماء و کمالات

انفعال کمال ظہور ذات مع التشبہہ کو کہتے ہیں اور وہ عالم اجسام ہے۔

ابو الوقت اس صوفی کو کہتے ہیں کہ جس کا زمانہ اور وقت تابع ہو۔ وقت بغیر ان کے ارادہ کے نہیں گزرتا، قطب الاقطاب کو بھی کہتے ہیں۔

ابن الوقت اس صوفی کو کہتے ہیں جو وقت کا تابع ہو اور بمقتضائے وقت عمل کرے۔

اعترکات دنیاوی کاموں سے قلب کو رافع (محموظ کر کے) اس کی طرف دل لگانا ہے

افق اعلیٰ۔ انتہائی مقام روح کو کہتے ہیں اور وہ مرتبہ واحدیت اور حضرت الوہیت ہے

افق سین انتہائی مقام قلب

الہام سالک کے صفائی قلب کے بعد جو اذات قلب ہوں اور ان پر سالک کا

بغیر استدلال یقین کامل ہو

ابدال حج بدل جن کو بلا بھی کہتے ہیں۔ یہ سات اولیاء اللہ میں جن کے انتظام میں

مہنت اقلیم ہے اور بسبب لطافت کے جس عنصر اور جس شکل کے ساتھ چاہیں

صورت بدل لیتے ہیں اور سفر کرتے ہیں اور ایک جہد اپنی صورت کا اس

جگہ پر چھوڑ دیتے ہیں جسے کوئی نہیں پہچان سکتا کہ انہوں نے اس جگہ

سے سفر کیا ہے یا نہیں اسی سبب ان کو ابدال کہتے ہیں۔ اور مطالب رشیدیہ

میں یہ حالہ حدیث مرفوعہ ابدال کی تعداد چالیس لکھی ہے۔

انابت توبہ کرنا۔ رجوع الی اللہ ہونا۔ اور تعینات سے خلاصی پانا۔

انزجاج صحبت نصیحت اور سماع وغیرہ کے اثر سے وجدانی کیفیت کے ساتھ  
متوجہ الی اللہ ہونا۔

انصناع سلوک کے ایک مقام کا نام ہے جو فرق ہے بعد جمع کے بہ سبب طہور کثر  
اور اعتبار صفات کے

الآن الایم مرتبہ تفصیل صفات کو کہتے ہیں

الآن نقد وقت۔ وقت حاضر

انا اشارہ ہے مرتبہ وحدت اور حقیقت محمدیہ کی طرف اسی کو غم محل و تعین  
اول بھی کہتے ہیں

انانیت یہ حقیقت عبد کی ہے اور ہر وہ شے جو عبد کے ساتھ متعلق ہے اسی حقیقت عبد

کی طرف منسوب ہوتی ہے مثلاً روحی نفسی۔ مادی قلبی۔ شہتی۔ فریدی۔ فخری وغیرہ

اناعبارت ہے اصل ذات و وجود حق تعالیٰ سے کہ ذات خود اس کے ساتھ

اپنے کو تعبیر کرتی ہے خواہ مطلق ہو خواہ مقید ہو اور انانیت منسوب ہے طرف

انا کے اور حدیث شریف اسی انا کی طرف اشارہ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انا فی جسد آدم مضغۃ و فی المضغۃ فادو و فی الفواد روح

و فی المروح سکر و فی السکر خفی و فی الخفی الخفی و فی الاخفا انا۔ یعنی

فرمایا حضور صلعم نے آدم کے جسم میں ایک لوتھر ہے اور لوتھر کے میں دل ہے

اور دل میں روح اور روح میں سر اور سر میں خفی اور خفی میں اخفا اور

اخفا میں انا۔

انسان کامل اس کو کہتے ہیں جو جمیع علوم الہیہ و کونیہ جزئیہ و کلیہ کا جامع ہو

اہل ذوق وہ لوگ ہیں جن کو تجلیات کا حکم روح و قلب سے اُن کے نفس اور قوے



کی طرف نازل ہوتا ہے۔ گویا بہولت محسوس کرتے ہیں اور ذوق سے دریافت کرتے ہیں بلکہ یہ حال اُن کے وجود سے ظاہر ہوتا ہے

**افراد** اولیاء اللہ میں سے تین ہوتے ہیں جو فرویت کی تجلی سے باعث متابعت حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممتاز ہیں اور یہ بوجہ اپنے انتہائی کمال کے دائرہ قطب الاقطاب سے خارج ہیں

**اوتار** یہ اولیاء اللہ میں چار شخص ہوتے ہیں۔ غرب میں عبد العظیم شرق میں عبد المجید شمال میں عبد المجید جنوب میں عبدالقادر۔ کہ تمام معمرہ دنیا کی محافظت ان کی برکت سے ہے۔

**امان** یہ دو شخص ہیں ایک قطب کے داسنی جانب رہتا ہے اور اس کی نظر ملکوت پر ہوتی ہے۔ دوسرا قطب کے بائیں طرف اس کی نظر عالم شہاد پر رہتی ہے۔ یہ صاحب ملکوت سے افضل ہے اور یہی قطب کے بعد قطب کا جانشین ہوتا ہے۔

**امنا** ملامتہ فرقہ کو کہتے ہیں اور ملامتہ ایک گروہ ہے جس کے باطن کی حالت اُن کے ظاہر سے پوشیدہ رہتی ہے۔

**انس** جمال حضرت الہیہ کے مشاہدہ سے جو اثر دل میں پیدا ہو اس کو انس کہتے ہیں اثبات احکام عبادت کی پابندی کو کہتے ہیں وقیل اثبات المواصلات اور بعض نے کہا ہے کہ قائم کرنا اُن باتوں کا جو اللہ تعالیٰ سے ملاتی ہیں۔

**اصطلام** ولولہ شفیگی۔ فریفتگی طالس کو کہتے ہیں جس سے دل مغلوب ہو جائے۔

**اسم** اصطلاح صوفیہ میں اسم سے محض لفظ مراد نہیں بلکہ اس سے معنی کی ذات باعتبار اپنے صفت وجودیہ و عدمیہ کے مراد ہے۔ اسم ذات صفت

وجودیہ کے جیسے علیم قدیر وغیرہ اور اسم ذات صفت عدمیہ کے جیسے قدوس سلام وغیرہ

اسماء ذاتیہ یہ وہ اسماء ہیں کہ جن کا وجود غیر کے وجود پر موقوف نہیں گو بعض اسماء ذاتیہ کا تعقل غیر پر موقوف ہے اور انہی کو اسماء اول اور منفاتح الغیب ائمۃ الاسماء بھی کہتے ہیں۔

اور بعض عارفوں نے اسماء باری تعالیٰ کی چار قسمیں فرمائی ہیں پہلی قسم اسماء صفات ذاتیہ جیسے احد واحد فرد و تر حمد قدوس - حی - نور دوسری اسماء صفات جلالیہ - جیسے کبیر متعال عزیز عظیم جلیل قہار - قادر - مقدر - ماجد جبار شکبر - خافض - مذل - رقیب - واسع - شہید - قوی - یتیم - منتقم - ذوالجلال والاکرام - مانع - ضار - وارث - صبور - ذوالبطش - بصیر - دیان - معذب - مفضل - المجید الذی لم یکن لہ - کفو احد ذوالحول الشدید - قاهر غیور - شدید العقاب - تیسرے اسمائے صفات جمالیہ جیسے حلیم - رحیم - سلام - مہین - باری - بصور - غفار - وہاب - رزاق - محتاج - باسط - رافع - لطیف - خیر - معزز - حفیظ - مقیت - حبیب - جمیل - علیم - کریم - وکیل - حمید - مبداء - محی - واجد - وایم - باقی - برہنم - عفو - غفور - رؤف - معنی - معطی - نافع - ہادی - بدیع - رشید - مجمل - قریب - محیب - کفیل - خزان - یمان - کامل - لم یلد ولم یولد - کافی - جواد - ذوالطول - شافی - وافی -

چوتھے اسماء صفات مشترکہ جیسے رحمان - ملک - رب - مہین - خالق - سمیع - بصیر - حکم - عدل - حکیم - ولی - قیوم - مقدم - مؤخر - اول - آخر - ظاہر - باطن - دال - متعال - مالک - الملک - یقسط - جامع - غنی - الذی لیس کمنہ شیء - محیط - سلطان - مرید - تکلم - ان اسماء مشترکہ کو اسماء کمالیہ بھی کہتے ہیں۔

ایہ اس حالت انقباض کو کہتے ہیں

اتحاد حق سبحانہ تعالیٰ کی سہتی میں سالک کے مستغرق ہونے کو کہتے ہیں اور دوسرے

معنی یہ ہیں کہ وجود مطلق اس طرح پر مشاہدہ ہو کہ تمام موجودات و افراد عالم حق تعالیٰ کی ہستی سے موجود ہیں اور اس کے عین ہیں اور خود کوئی ہستی نہیں رکھتے۔

**ام الکتاب** عقل اول اور حقیقت محمدیہ کو کہتے ہیں اور مرتبہ احدیت کو بھی ام الکتاب کہتے ہیں۔

اخیار تین سو چھپن مردان غیب ہوتے ہیں ان میں سے سات منتخب مردان غیب کو اخیار کہتے ہیں۔

**امر** اس عالم کو کہتے ہیں جو بلا مادہ کے بنا ہے جس طرح عقول و نفوس ارواح اور اسی کو عالم ملکوت اور عالم غیب بھی کہتے ہیں۔

**اسم اعظم** اکثر صوفیہ کرام کے نزدیک اسم اعظم لفظ اللہ ہے اس لئے کہ وہ جمیع اسماء کا جامع ہے کیونکہ وہ اسم ذات ہے اور ذات متصف ہے جمیع اسماء و صفات سے اور بعض حی قیوم کو اور بعض رحیم و رحمان کو اور بعض مہین کو اور صمد کو بھی اسم اعظم بتاتے ہیں۔ اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسم ہو۔ اسم اعظم ہے اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ سب سے پہلے عالم ظہور میں ہوا یا ہے اور اسم ہو کو جملہ اسماء کی اصل جانتے ہیں۔

**آدم** خدا تعالیٰ کے خلیفہ اور عالم کی روح کو کہتے ہیں

آن بادشاہ عالم و رستہ بود محکم پوشیدہ دلق آدم امر و زبرد آرد

**ایمان** علمی صورتوں کا نام ہے

امور کلی جو باتیں عقل میں موجود ہوں اور خارج میں معدوم ہوں اس کو امور کلی کہتے ہیں۔ اسراف لغت میں بے اندازہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں حد سے گزرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ۵

یوازہ درگدشتی شطرنج نیست اگرچہ طاعت آمد جز گنہ نیست

باہر ان ائمہ فقہائش بلند است اگرچہ درفشانہ پند است

احدیت ذات پاک کے اُس مرتبہ کو کہتے ہیں جس میں کسی دہم و خیال کسی غفلت کی گنجائش

نہیں جس کی تعبیر سے زبان قاصر جس کے اور اک سے عقل عاجز اسی لئے

اس مرتبہ کے واسطے ایسے نام مقرر کئے ہیں۔ مرتبہ لاتعین۔ مرتبہ مالا نسب شری

ذات بحت وجود المطلق۔ بیچون و بے چگون

اسلام پیروی اعمال صالحہ کو کہتے ہیں۔ اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ مجازی و حقیقی۔

مجازی اس کو کہتے ہیں کہ ممکن اور واجب کو دو سمجھے۔ اور حقیقی اس کو کہتے ہیں

کہ ممکن کو واجب سے جدا نہ جانے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اسلام کی دو قسمیں

ہیں ایک شرعی دوسری طریقی۔ شرعی یہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ

کی پابندی کرے۔ اور طریقی یہ ہے کہ اس کے علاوہ ذکر و شغل مراقبہ تزکیہ

نفس سے روح کو ترقی دے۔

آفتاب کنا یہ روح سے ہے۔ روح جسم انسان میں مثل آفتاب کے ہے اور نفس

بمنزلہ ماہتاب اسی واسطے کہل ہے۔ کہ جب سالک نور مثل آفتاب کے دیکھے

تو سمجھے کہ یہ نور روح ہے۔ اور جب نور مثل ماہتاب دیکھے تو خیال کرے کہ ظہور

نفس لیکن اس پر قانع نہ ہو بلکہ کوشش کر کہ تو نور ذات حقیقی سے مستفیض ہو

تو تو گم شو کہ تفرید این بود گم شدن گم کن کہ تجرید این بود

امیری یعنی مرشد کا اپنی عقیدہ بندی کو سالک کے دل میں جاری کر دینا را اثر پیدا

کر دینا

اشنائی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ نازک رشتہ ہے جو مخلوق سے فرداً فرداً جس شکل ہو

او باش وہ ہے جو خوت اور ثواب دونوں کو ترک کر دے اور یہ دو طرح ہو سکتا ہے

گہنگاری سے اور انتہائی محبت میں عبادت سے۔

اعمال احکام الہی کی بجا آوری کا نام ہے۔

آمدن معنی عالم ارواح یا حالت استغراق سے عالم کون و فساد کی طرف لوٹنا۔  
ابان دل کی خوشی کو کہتے ہیں۔

آرزو تھوڑی بہت واقفیت کے بعد اصل مقصد سے ملنے کی خواہش کا نام ہے  
آہ انتہائے عشق کی علامت ہے جس کو زبان ادا نہ کر سکے۔

آزادی وہ مقام ہے جب عاشق ذات اعلیٰ کی تقلید میں اپنی ذات کو محو کر دے۔  
افتادگی اظہار حالت کو کہتے ہیں۔

اشتیاق خواہش شوق جوش طلب اور عشق دوامی کو کہتے ہیں جو محبوب کے ملنے  
اور نہ ملنے دونوں حالتوں میں یکساں رہے

انتباہ وہ تنبیہ و سرزنش ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور ہدایت کرتا ہے۔  
ادب ذکر بعض صوفیائے کرام کے نزدیک ادب ذکر میں ہیں۔ پانچ ذکر شروع

کرنے سے پہلے ملحوظ رکھے جائیں وہ یہ ہیں (۱) توبہ (۲) طہارت (۳)  
اطمینان قلب و سکون جسم (۴) استمداد شیخ سے (۵) استمداد شیخ کو بجینے  
استمداد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا اور استمداد رسول صلعم کو بجینے استمداد  
حق جل شانہ سمجھنا۔

بارہ آداب ذکر وہ ہیں جو ذکر کے وقت ملحوظ رکھنے چاہئیں (۱) چار زانو یا  
دو زانو بیٹھا (۲) دونوں ہاتھ زانو پر رکھنا (۳) ذکر کی جگہ خوشبودار اور محضر  
رکھنا (۴) پاک صاف لباس پہننا (۵) تاریکی جھڑ (۶) دونوں آنکھ بند  
رکھنا (۷) توجہ اور (۸) ہمت خلا کی طرف رکھنا (۹) تصور شیخ پر سبک زیادہ  
ضروری بات ہے (۱۰) ظاہر و باطن کی سچائی (۱۱) اخلاص (۱۲) اختصار

یعنی مراقبہ موجود حقیق کے ساتھ اس کل طیبہ کے معنی سمجھ کر وجود ہی کی نفی کرنا تین ادراک  
 ذکر جو بعد ذکر مٹھا رکھنے چاہئیں وہ یہ ہیں (۱) ذکر کے بعد تریک خاموش اور ساکت رہنا (۲)  
 جس نفس (۳) ذکر کر نیکی بعد جب تک ذکر کی گرجی جسم سے زائل نہ ہو سرور پانی نہ پینا ٹھنڈی ہوا  
 میں نہ کھانا اور بعض صوفیاء کو ام جس نفس کو ذکر کے وقت ضروری سمجھتے ہیں اس کے عجیب و غریب فائدہ ہیں  
 ادراک لغت میں کسی بات کا معلوم کر لینا کسی شے کا پالینا بالغ ہونا ہوا اور اصطلاح صوفیہ میں حق سجانہ لگانا  
 کو پالینا اس کے سچا نا ادراک ہوا کی دو قسم ہیں بیدار مرکب ادراک بیدار یہ کہ سالک حق سجانہ کی محنت  
 میں ایسا مستغرق و محو ہو جائے کہ اسے بندے اور مولائی اضافی نسبت کا شعور باقی نہ رہے اور  
 ادراک مرکب یہ کہ سالک کو حق سجانہ تعالیٰ کی محنت بھی حاصل ہو اور اسی اضافی نسبت کا شعور بھی باقی رہے

اضافت بندے اور خدا کے درمیان جو نسبت ہے اسے اضافت کہتے ہیں۔ اضافت  
 کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی یعنی عبد با اعتبار حقیقت اور دوجہ اپنے کے عین  
 رب ہے۔ (۲) اضافت اعتباری یعنی عبد اور رب میں غیریت اعتباری  
 ہے یا باعتبار تین واطلاق کے۔ جیسے دریا۔ موج۔ حباب۔ تخم۔ درخت۔

ایجاد اعیان ثابتہ میں وجود حقیقی کے ظہور کو ایجاد کہتے ہیں  
 اصفیاء ان کو کہتے ہیں۔ جو اپنے قلوب کو لوٹ دنیا سے پاک کر کے اپنے خالق اور  
 مالک کی طرف خلوص سے متوجہ ہو گئے۔

صحاب وہ اللہ کے خاص بندے ہیں کہ جن کا جسم غصہ می ہوا سے زیادہ لطیف  
 طیران ہو جاتا ہے اور جسم شالی ان کا بہت قوی ہو جاتا ہے لہذا وہ حکم خداوندی  
 ہوا پر طیران کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

امیہ محبوب حقیقی یعنی ذات حق جل و علی شانہ کو کہتے ہیں۔ اور تجلی روح کو بھی  
 کہتے ہیں۔

آزاد جو شخص ہمہ تن جلال و جلال حق سجانہ کی طرف اس طرح متوجہ ہو کہ دونوں  
 جہان سے اس کا دل سرور ہو۔ تمام مقیودات بشری اور رسومات جسمانی سے

اُسے خلاصی حاصل ہو۔ بلکہ فکر معاش و معاد سے بے فکر ہو اُسے آزاد کہتے ہیں  
ایسا شخص سوا ذات حق سبحانہ کے کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔

اقامت غلبہ عشق کو اصطلاح میں اقامت کہتے ہیں  
اولیاء اُن برگزیدہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ جنہیں قرب ذات حق تعالیٰ حاصل ہو اور  
اسرار ذات اُن پر منکشف ہوں اُن کے چند گروہ ہیں مثلاً ابدال۔ اوتاد  
اقطاب۔ افراد۔ شطاریہ۔ ابرار وغیرہ

اختیار وہ اولیاء اللہ ہیں جو سلوک کی منزلیں بذریعہ احکام شریعت صوم صلوٰۃ حج  
زکوٰۃ جہاد وغیرہ کے طے کر کے واصل بحق ہوتے ہیں

ابرار وہ اولیاء اللہ ہیں جو احکام شریعت معمولہ کے علاوہ عبادت میں بڑی بڑی  
ریاضت اور سخت سے سخت مجاہدہ کر کے نفس کی بُری صفات کو کھوتے  
ہیں۔ اور صفات حمیدہ حاصل کرتے ہیں اور اسی ذریعہ سے مراتب سلوک  
پورے کر کے واصل بحق ہوتے ہیں۔

ایقان عارف کا وہ انتہائی مقام ہے کہ عارف کو اس امر کا عین یقین حاصل  
ہو جائے کہ ہر ذرہ میں ذات ہے اور اسی میں محویت ہو جائے۔

اتحاد سارے عالم اور تمام موجودات کو وجود مطلق اور ذات بحت سے اس طرح  
متحد سمجھنا کہ یہ سب وجود مطلق سے ہی موجود ہیں اور ان کا وجود کوئی الگ  
چیز نہیں ہے۔ اسے اتحاد کہتے ہیں بعض کہتے ہیں حضرت حق سبحانہ کی ہستی  
میں سالک کے مستغرق ہونے کو اتحاد کہتے ہیں

القصال وہ عارف کامل کا اپنی ذات کو وجود مطلق سے متصل ملاحظہ کرنا جو اس طرح کہ اپنی  
ذات اور وجود مطلق کی اصناف غیرت بالکل اٹھ جائے۔ اس حالت میں  
عارف کامل وجود مطلق اور ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی بقا سے باقی رہتا ہے۔

احوال اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر جو فیوضات نازل ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے اس کا باطن صاف ہوتا ہے اور یہ بندہ اپنے مولا کی طرف قریب ہوتا ہے ان فیوضات کے نازل ہونے کے اثرات کو احوال کہتے ہیں اور ان فیوضات کا نزول کسی بھی ہوتا ہی۔ اور وہی بھی۔

احصاء الاسماء اس سے یہ مراد ہے کہ عہد کی ہوا، نفسانیہ رسومات، خلقیہ قنایاں ہیں اور عہد کا تحقق الٰہیہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ حضرت واحدیت میں ہو جائے اور بقا اسکی حضرت احدیت کی بقا کے ساتھ ہو جائے اسے احصاء الاسماء الٰہیہ کہتے ہیں اسکی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ بندہ محض بسبب متابعت سرور کائنات علیہ السلام تخلیق با سماء الٰہیہ اور متصف با سماء الٰہیہ نہ ہو جائے بدوں ملاحظہ معانی اسماء الٰہیہ کے اس کا ثمرہ جو بندہ کو حاصل ہوتا ہے اس کو خبۃ النفس، خبۃ الوراثة، خبۃ الاخلاق کہتے ہیں اس آیت پاک میں اسی طرف اشارہ راو لنگ ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس۔ دوسرے یہ کہ ان اسماء الٰہیہ کے معنی کا تیقن ہو اور موافق مضمون اسماء الٰہیہ عمل کرے اس سے بندہ کو عالم مجاز میں صحیح توکل حاصل ہوتا ہے۔ اس کو خبۃ الاعمال، خبۃ الافعال کہتے ہیں۔

ارائک التوحید اسماء ذاتیہ کو کہتے ہیں۔ ارائک جمع لفظ ارکیہ کی۔ ارکیہ کے معنی تخت کے ہیں۔ چونکہ اسماء ذاتیہ اعلیٰ ہیں اور ان کا ظہور حضرت واحدیت میں پہلا ہے اس لئے ان کو ارائک التوحید کہتے ہیں۔

اعراف بعض کہتے ہیں حنبت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار حاجب ہے اس کو اعراف کہتے ہیں بعض کہتے ہیں اعراف دوزخ اور بہشت کے درمیان ایک مقام ہے اس میں وہ لوگ رہیں گے جو اہل دوزخ اور اہل حنبت کے احوال سے واقف ہیں۔ اور جو غیائے کرام کی اصطلاح میں تمام مخلوقات اور جملہ کائنات کی ان



تجلیات اور روشن صفات کو اعراف کہتے ہیں جن کے ذریعہ شہود وجود حق سبحا  
ان مصنوعات میں ہوتا ہے اس آیت پاک و علی الاعراف رجال یعرفون کلایماتم  
اور اس حدیث شریف ان لکل آیتہ ظہراً و بطناً و حداً و مطلقاً میں اسی طرف  
اشارہ ہے

الصداع وحدة الوجود طاری ہونے کے بعد وحدت میں کثرت کے مشاہدہ کرنے کو  
اجمع الصداع اجمع کہتے ہیں۔

اندوہ مراد حیرت ہے ایسے کام سے جو نہیں جانتا۔  
آزادی مقام حیرت و بیباکی کو کہتے ہیں۔

اشتیاق کمال دل کی اُس تڑپ اور بچپنی کو کہتے ہیں کہ جس میں پوری توجہ اور  
کامل طلب اور دائمی عشق ہوا اور وہ بھی ایسا کہ وصال اور عدم وصال میں  
برابر ہو نہ حالت وصال میں سکون پذیر ہو اور نہ عدم وصال میں مضطرب  
یہ اعلیٰ مرتبہ محبت کا ہے کہ جس میں کمی و بیشی اور تغیر و تبدل کو گنجائش نہیں  
نہ وصل اور مشاہدہ میں اور نہ فصل و جستجو میں۔

انگشت محیط کی حالت مراد ہے

امکان جس کا عدم وجود لذاتہ نہ ہو اُسے ممکن کہتے ہیں اور اس سے مراد ماسوائے اللہ  
ہوتی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ واجب الوجود ہے  
آپ سے آپ ہی اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں اور شریک باری تعالیٰ  
ممتنع الوجود ہے یعنی اس کا وجود محال ہے اور یہ تمام عالم اپنے وجود و عدم  
میں محتاج ذات پاک کا ہے اس لئے اس کو ممکن کہتے ہیں۔

القار عارف ساکب کے دل پر جو خدا کی طرف سے علم غیب وارد ہوتا ہے۔  
اُسے القار کہتے ہیں۔

انزوا ترک دنیا ترک عقبیٰ کو انزوا کہتے ہیں یعنی جب سالک کا دل اسباب اور تعلقات دنیا سے صاف اور طلب ثواب سے پاک ہو جائے تو انزوا حاصل ہوتا ہے۔

اندماج جب ایک شئی دوسری شے سے ملکر اس جیسی ہو جائے اُسے اندماج کہتے ہیں یعنی سالک کا ذات پاک میں محو ہونا ہونا اسی میں ملجانا اندماج ہے۔

امانت اس آئیہ پاک دانا عرضنا الا مانتہ علی السموات الخ میں اس امانت کا ذکر ہے جس کے لینے سے تمام عالم تھرتھاتا تھا اور سب نے مارے خوف کے لینے سے انکار کیا اس وقت حضرت انسان نے سب سے آگے بڑھ کر میدان میں بڑیا اور بے دھڑک بے سوچے سمجھے بار امانت سر پر لیکر ان کی لالچ رکھ لی انھوں نے خوش ہو کر یہ امانت انسان کے سپرد کی اور تمنہ اشرف المخلوقات عطا فرمایا۔ علماء اور صوفیاء کرام نے اس امانت کی حقیقت کو مختلف عبارات ظاہر کیا بعض کہتے ہیں امانت سے مراد نور محمدی ہے بعض کے نزدیک سرالہی مراد ہے بعض عشق مراد لیتے ہیں اور اکثر صوفیاء کرام امانت حقیقی کو امانت فرماتے ہیں یعنی حقیقتہً ہوتیہ مجتہب تعینات اور شہونات سے اور متصف ہر جمیع صفات الہیہ سے جسکی تعبیر لفظاً مطلق سے کی جاتی ہے ۛ

باء بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ باء سے تعین اول کی طرف اشارہ ہے اور بار کے نقطہ سے ذات بحت و جو مطلق کی طرف اشارہ ہے۔

برزخ لغت میں برزخ اس چیز کو کہتے ہیں کہ دو مختلف چیزوں کے درمیان حال ہو خواہ ان چیزوں کی اس میں مناسبت ہو یا نہ ہو اور اصطلاح صوفیہ میں اس کے کئی معنی ہیں۔ (۱) تعین اول یعنی حقیقتہً محمدیہ کو برزخ کہتے ہیں کیونکہ یہ درمیان ہے ذات اور صفات کے اور واسطہ ہے درمیان خفا اور ظہور کے اس کے یہ چند نام ہیں۔ برزخ البرازخ۔ برزخ کبریٰ۔ برزخ جامع۔

برزخِ اعظم۔ برزخِ اول۔ یہ برزخ تمام برزخوں کی اصل ہے (۲) دوسرے عالم مثال کو عالمِ برزخ کہتے ہیں اس لئے کہ وہ درمیان ہے عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام کے (۳) تیسرے تجلی روح کو بھی برزخ کہتے ہیں اس لئے کہ وہ درمیان ہے عالمِ ارواح اور اعیانِ ثابۃ کے (۴) چوتھے دلِ برزخ ہے درمیانِ روح اور مضغہ کے (۵) پانچویں صدرِ برزخ ہے درمیانِ دل اور داغ کے (۶) چھٹے علمِ برزخ ہے درمیانِ عالم اور معلوم کے (۷) ساتویں اسماءِ برزخ میں درمیانِ اعیانِ ثابۃ اور وجود کے (۸) بعض صوفیاء تصویف کو بھی برزخ کہتے ہیں اور اس زمانہ کو رجوت سے حشر تک ہے بھی کبھی برزخ کہتے ہیں۔

بیعت چند قسمیں ہیں۔ بیعتِ اسلام، بیعتِ جہاد، بیعتِ طلبِ اسرار، بیعتِ توبہ۔ بیعتِ اسلام وہ ہے جو اسلام قبول کرتے وقت لی جاتی ہے بیعتِ جہاد وہ ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام وقتِ عزمِ جہاد مسلمانوں سے لیتے تھے۔ بیعتِ طلب وہ ہے جو طالبِ مولیٰ سے لی جاتی ہے بیعتِ اسلام فرض ہے بیعتِ جہاد سنت، بیعتِ طلب اسرار واجب اور بیعتِ توبہ مستحب، بیعتِ اسرار کے نسبت اختلاف ہے بعض اس کو مستحب بعض واجب بعض فرض کہتے ہیں جو گروہ اس کو فرض کہتے ہیں وہ اپنے استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ ترجمہ طلب کرنا علم فرض ہے ہر مسلمان مرد و عورت پر۔ اور ایک حدیث ابن ماجہ کی پیش کرتے ہیں من مات اویس فی عنقہ بیعت مات مقیتہ جاہلیۃ یعنی جو شخص بلا بیعت کے مرادہ جاہلیۃ کی موت مرا۔ اس حدیث شریف سے بیعت کا حکم شدید معلوم ہوتا ہے لیکن اکثر علماء و مشائخ کا اس پر اتفاق ہے

کہ سبیت کے سنت مؤکدہ ہونے میں شک نہیں اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قول اجمیل میں اچھی تصریح فرمادی ہے

بسٹ سالک کی کشادگی دل و سرور کو بسط کہتے ہیں اور اس کی ضد کو قبض کہتے ہیں سالک پر سیر الی اللہ کی حالت میں بعض واردات ایسے وارد ہوتے ہیں جن سے عشق اور محبت کا غلبہ اور دل میں سرور و شوق پیدا ہوتا ہے عبادت میں لذت آتی ہے جس سے سالک کی ترقی باطن ہوتی ہے یہی بسط ہے اور قبض اس کے برعکس صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حالتیں قبض و بسط سالک پر وارد ہونے لازمی ہیں۔

بقا سالک کے اس مقام کو کہتے ہیں کہ جب وہ اپنے وجود کی نفی کر کے اپنے آپ کو ذات حق سبحانہ کے ساتھ باقی سمجھے یعنی ماسوائے اللہ کو معدوم اور ذات باری تعالیٰ کو موجود سمجھے۔

بعد ذات حق تعالیٰ سے غفلت اور دوری

برق وہ ایک نور ہے جو سالک کے دل پر وارد ہوتا ہے اور سیر الی اللہ میں اس کی مدد کرتا ہے

بسٹ تمام کائنات میں اس ہی ایک ذات کو دیکھنا

بصیرۃ روشن ضمیری کو کہتے ہیں جس طرح انسان اس ظاہری آنکھ سے تمام اشیاء کو دیکھتا ہے اسی طرح روشن ضمیر اُن اشیاء کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرتا ہے فلسفی اس بصر کو عاقلہ نظریہ اور قوت قدسیہ کہتے ہیں۔

بازمی سالک کے اس جذبہ کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ طلب حق میں سرگرم رہتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو کام اور عبادت کربے غلوں اور محبت سے کرے کسی نتیجہ کا خطرہ بھی نہ لائے یہ بازی ہے

بہجت اس واردات کو کہتے ہیں کہ جس سے سالک کو سرور حاصل ہوتا ہے۔  
بالغ مرید صادق و کامل کو کہتے ہیں

بطون یہ لفظ بطن کی جمع ہے ہر چیز کا بطن ذات بحت ہے یعنی تمام کائنات کے  
مقابلہ میں ذات بحت کو بطن کہتے ہیں اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ عالم شہادت  
کا بطن عالم مثال ہے اور عالم مثال کا بطن عالم ارواح ہے اور عالم ارواح  
کا بطن عالم اعیان ہے اور عالم اعیان کا بطن ذات بحت ہے۔

بادہ فروش صوفیائے کرام کی اصطلاح میں بادہ فروش پیر کامل کو کہتے ہیں اس نے  
کہ وہ شراب عشق کے جام پلا پلا کر بے کیفوں کو باکیف اور بیہوشوں کو  
باہوش بناتا ہے۔

بتکدہ عارف کامل کے بطن کو بتکدہ کہتے ہیں اس لئے کہ اس کے بطن میں جملہ  
حقائق و معارف بھرے ہوتے ہیں

بت خانہ بتخانہ بھی عارف کامل کے بطن ہی کو کہتے ہیں اور بعض صوفیائے کرام عالم لاہوت  
کو بھی بت خانہ کہتے ہیں

بت اس کے کئی معنی ہیں۔ (۱) معشوق حقیقی کی وہ تجلی جو سالک کے دل پر دار و ہر  
حجاب اٹھا دے اور یہ تجلی ہر آن نئے نئے رنگ سے دار و ہوتی ہے (۲)

مقصود اور مطلوب محبوب معشوق حقیقی کو بھی بت کہتے ہیں (۳) منظر ہستی  
مطلق کو بھی بت کہتے ہیں اسی وجہ سے ایسے بت پرست کو حق پرست کہتے  
ہیں کیونکہ حبوہ حق بصورت بت ظاہر ہوا ہے (۴) اور انسان کامل کو  
بھی اسی وجہ سے بت کہتے ہیں کہ وہ ذات حق کا منظر اتم ہے (۵) وحدت  
ذاتہ کو بھی کبھی بت کہتے ہیں

یو سمہ اصطلاح صوفیائے کرام میں بوسہ کے چند معنی ہیں (۱) عشق و محبت (۲) اس

خاکی پتے کے ساتھ جو روح کا تعلق ہوتا ہے جس کا اس آیت پاک میں اشارہ ہے  
ونفخ فیہ من روحی۔ اسے بھی بوسہ کہتے ہیں (۳) سالک کے جذبہ باطن کو بھی  
بوسہ کہتے ہیں کیفیت کلام صوری و معنوی کے قبول کرنے کی استعداد اور  
قابلیت کو بھی بوسہ کہتے ہیں۔

**بادہ** جام شراب حقیقت کو بادہ کہتے ہیں۔ نیز جو تقدیر کے موافق ہو اور اس عشق و  
محبت الہی کو جو سالک کے دل پر اس طرح وارد ہو کہ اسے مست و بخود  
بنادے بھی بادہ کہتے ہیں۔

**باداد** جب سالک کے دل سے مہموہات چیزیں فنا ہو جائیں اس وقت کو  
باداد کہتے ہیں اور کیفیات سلوک میں واردات غیبی کی ابتدا کا ہونا  
**باب الہی** تمام گناہوں سے توبہ کرنے کو باب الہی کہتے ہیں اس لئے کہ سلوک  
کے بہت سے باب یعنی دروازے ہیں اور توبہ سب سے پہلا باب ہے۔  
اس میں سے گزرنے کے بعد طالب دوسرے دروازوں میں داخل ہوگا۔  
**باطل** غیر اللہ اور ماسوائے اللہ کو باطل کہتے ہیں اس لئے کہ حقیقتاً اس کا وجود  
ہی نہیں ہے غیر المدلول عدم محض ہے۔

**بیت الحکمتہ** وہ دل جس میں اخلاص بھرا ہو بیت الحکمتہ ہے۔  
**بیت القدس** وہ دل ہے جسے غیر خدا سے ذرا بھی تعلق نہ ہو یعنی جب سالک کے  
دل سے غیریت اعتباری اٹھ جاتی ہے اور اس کا دل وحدۃ الوجود سے  
معمور ہو جاتا ہے ایسے دل کو بیت القدس کہتے ہیں۔

**بیت انقرہ** جب سالک فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اس وقت اس کے دل کو بیت انقرہ  
یعنی قلب کہتے ہیں۔

**بارال** رحمت مراد ہے۔

بوستان مقام سرت مراد ہے

بازو ارادہ الہی مراد ہے

بہشت وحی یا الہام کو کہتے ہیں

بندگی سلوک کے تئیں کالیف کے درجہ کو کہتے ہیں۔ مقام عبدیت کو کہتے ہیں اور

مقام سبب اعلیٰ مقام ہے چنانچہ عبدہ و رسولہ اس کا ثبوت ہے۔

بارقہ سالک پر شروع میں ایک تیز روشنی جلدی سے زائل ہو جاتی والی وارد

ہو کر تھی ہے اس کو بارقہ کہتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اس کو قیام ہونے لگتا ہے

بوادرہ سالک کے دل پر غیب سے دفعۃً ایسی واردات ہو کہ اس کے دل کو گھیر لے

یعنی قلب پر چھا جائے اور اس سے دفعۃً خوشی یا خوف طاری ہو جائے

بیابان راہ سلوک کے واقعات کو کہتے ہیں۔

بوئے مقام جمع میں ہنچکر سالک کے دل کو جو تعلق عالم حقیقت اور عالم حضور سے

ہوتا ہے اسے بوئے کہتے ہیں اور کبھی صرف آگاہی کو بھی بوئے کہتے ہیں

بنا گوش مجذب کی چھوٹی سے چھوٹی چیز اور معمولی سے معمولی ادا کو بنا گوش کہتے ہیں

بیہوشی حالت سکر یعنی مستی و بخود کو کہتے ہیں اس حالت میں سالک صفات ذات

میں محو ہو جاتا ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ مقام محویت مراد ہے کہ جو پہلا درجہ

رکھتا ہے۔

بیداری حالت صحو کو کہتے ہیں

بمت ترسا حقیقت محمدیہ کو کہتے ہیں

بے آرامی زلف اس سستی مطلق کا جلوہ اور ذات بحت کا ظہور جو ہر ذرہ میں ہوتا

رہتا ہے اور ہر آن نئی شان دکھاتا ہے اسے بے آرامی کہتے ہیں اس آیت

میں اسی کی طرف اشارہ ہے کل یوم ہونی شان۔

لبے خرابی حالت عشقیہ میں استخراق ہونا لبے خرابی ہے  
برافشا ندن زلف تعینات اور پیودات اٹھا دینے کو کہتے ہیں  
بہار مقام علم یعنی حقیقتہ محمدیہ کو کہتے ہیں اور بعض صوفیائے کرام سالک کے ذوق  
شوق کو بھی بہار کہتے ہیں

بام منظر تجلیات ذات کو بام کہتے ہیں  
بدل کردن ایک شے چھوڑ کر دوسری شے حاصل کرنا  
بازگشت اس جملہ کا نام ہے۔ خداوند مقصود من توئی و رضا تو صوفیا نقشبندیوں  
کی اصطلاح ہے ان کے یہاں کلمہ طیبہ کے ذکر کے وقت ہر کلمہ کے بعد  
یہ جملہ بازگشت کہا جاتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ ذکرِ مہم تن خالص ذات  
حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہے اور ماسوائے اللہ سے فارغ ہو جائے۔

بیرون حالت طلب کو کہتے ہیں  
بتان سالک کے وجود کو کہتے ہیں اور کبھی صفت بساطت کو بھی کہتے ہیں  
بیاری قلق اور مبتابی کو کہتے ہیں نیز وہ کیفیت مراد ہے جو محبت کے برخلاف ظاہر  
ہو اور محب اس کی تاب نہ لاسکے۔

بنفشتہ وہ نکتہ ہے جہاں ادراک کا گذر نہ ہو  
بادیانی نفس رحمانی کو کہتے ہیں  
باد صبا بادیانی باد صبا دونوں مراد ہیں یعنی ایک معنی ہیں معشوق کو عاشق یا عاشق  
کو معشوق کی طرف سے جو ایک بوئے محبت اور کشش کی ہوا آتی ہے اس کو  
بادیانی یا باد صبا کہتے ہیں

بیگانگی عالم الوہیت کے استغناء کو کہتے ہیں اس لئے کہ الوہیت کسی وجہ اور  
کسی چیز کی محتاج نہیں کسی چیز سے اس کی مشابہت نہیں دیکھتے وہ محض



خالص کھیتی ہے۔

پیمانہ پیالہ قدح۔ وہ شے کہ جس میں انوار غیبی کا مشاہدہ ہو۔ مرشد کی چشم رسالت کے دل کو بھی پیمانہ کہتے ہیں اور عارف کامل کی نظر میں ہر ذرہ پیمانہ ہے۔

پیر میکدہ پیر خاں پیر خرابات۔ مرشد کامل کو کہتے ہیں۔

پردہ وہ روک جو عاشق و معشوق کے درمیان ہو نہ بوجہ ان کے عشق کے بلکہ لازمہ طریقت کے اعتبار سے۔

پیچ زلف اسرار الہی کی موٹہ کل گھاٹیاں جن میں سے ہر شخص نہیں گذر سکتا۔ اللہ کریم کی معرفت اور اسرار حقیقت کا حاصل ہونا۔

پیام حکم اور مخالفت جس کی پابندی بندہ پر لازم ہو اور وہ چند کلمات مخصوصہ جو معشوق کی طرف سے عاشق کو کہے جاتے ہیں

پاکبازی وہ خالص محبت جو کسی غرض سے نہ ہو یعنی نہ حبت کی طلب نہ خوف و ترس نہ ثواب مقصود نہ ہو نہ علوئے مرتبہ اور اس درجہ قبولیت کا نام ہے جسے سالک بتدریج جناب الہی کا قرب حاصل کرتا ہے۔

پرچین بودن زلف عالم کثرت کی اعتباری غیریت جو اٹھ جانبی الی چیز ہے

پائے کو قلعن حالت وجد کی بے قیاری و بیچینی میں مضطربانہ حرکات

پیشانی اسرار الہی کا ظہور۔ اسرار الہی کی صفات ظاہر ہونا۔

پارسائی خواہشات طبعی اور خواہشات نفسانی سے پاک ہونا۔ اگر سالک کی پارسائی خود بینی کا سبب بن جائے تو وہ اس کیلئے مقام کفر ہے۔

تجلی اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ ذات بحت کسی لباس نقین میں ظہور فرما  
اس کی تفصیل یہ ہے کہ سب سے پہلا درجہ ذات خالص ذات بحت کا ہے

اس مرتبہ میں ذات ہی ذات ہے اس کا کسی طرح سے بیان ممکن نہیں ہے نہ اس کیلئے کوئی لفظ ہے۔ اس مرتبہ ذات کو لاتعین اور احدیت کہتے ہیں۔ جب ذات نے چاہا کہ اپنا ظہور فرمائے تو مرتبہ احدیت سے تنزل فرمایا اور لباس تعین پہنکر حقیقت محمدیہ کہلائی اور پہلا ظہور شروع ہوا ذات کے اس مرتبہ ظہور کو تعین اول - علم مجل - علم ذاتی - مرتبہ وحدت مرتبہ انا حقیقتہ محمدیہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ مرتبہ وحدت ظہور ذات کا پہلا درجہ ہے اس لئے اس کو تجلی اول کہتے ہیں اور یہی تجلی ذاتی ہے۔ پھر ذات نے اس مرتبہ وحدت سے تنزل فرمایا اور اپنے اجمال کی تفصیل فرمائی۔ ذات کے اس مرتبہ کو تفصیل صفات نفس رحمانی و مرتبہ ثبوت اعیان ثابۃ و احدیت حقیقتہ اوم کہتے ہیں اور ظہور ذات کا چونکہ یہ دوسرا مرتبہ ہے اس لئے اس کو تعین ثانی اور تجلی ثانی کہتے ہیں اور اسی کو تجلی صفاتی کہتے ہیں پھر اس مرتبہ و احدیت سے عالم ارواح ظاہر ہوا وہ تجلی ثالث ہے اور عالم ارواح سے عالم مثال ظاہر ہوا وہ تجلی رابع ہے اور عالم مثال سے عالم اجسام ظاہر ہوا وہ تجلی خامس ہے۔

بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں چونکہ ذات بحبت معنی احدیت بلا اعتبار کسی لباس تعین کے خود اپنے آپ میں تجلی ہے اور اپنے وجود میں کسی اجمال اور تفصیل کی محتاج نہیں ہے اس لئے تجلی اول یہی ہے اور تجلی ذاتی اسی کو کہنا چاہئے اور یہی غیب الغیوب ہے جملہ کائنات کی حقیقتیں اس میں اس طرح موجود ہیں جیسے بیج میں درخت کے پتے شاخیں پھول پھل وغیرہ۔ اور تجلی ثانی مرتبہ و احدیت ہے تفصیل صفات اسی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کو تجلی صفاتی کہتے ہیں

اب رہا احدیت اور و احدیت کے درمیان کا مرتبہ یعنی درجہ وحدت چونکہ اس

میں تفصیل صفات نہیں ہوتی ہے اس کو مرتبہ ذات احدیت کے عین مانا ہے اور تجلی ذاتی کو تجلی اول ہی میں شمار کیا ہے

تجلی کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ انوار غیبی دل پر روشن ہوں اس تجلی کی چند قسمیں ہیں کیونکہ جو انوار تجلی غیب سے دلوں پر وارد ہوتے ہیں ان کے مختلف رنگ ہوتے ہیں دل جو نور تجلی سبز رنگ یا سرخ رنگ و اہنی طرف سے دل پر وارد ہو وہ اپنے شیخ کا نور ہے اور جو زریاہ و نیلا بائیں جانب سے ظاہر ہو وہ تجلی نفس۔ زرد رنگ کا نور اگر ردو ہو تو تجلی قلبی اور شیت پر ہو تو شیطانی اور سفید نور اگر سامنے ظاہر ہو تو روحی ہے۔ رنگ سفید قدرے مائل بہ بنبری اور اس میں کسی قدر غلکی پائی جائے اور اس کے دیکھنے سے دل میں سرور اور لذت حاصل ہو اس کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے۔ اور جو تجلی بنبرنگ اور بے جہت وارد ہو وہ تجلی ذات اور بعض مرتبہ تجلی نور محمدی بھی بلا جہت ہوتی ہے۔

تجلی شہودی۔ عالم شہادت یعنی عالم اجسام میں جب وہ ذات پاک سرا پا نور مختلف شانوں میں اپنے مختلف ناموں کے موافق ظاہر ہوتی۔ اس کو تجلی شہودی کہتے ہیں یہ تجلی شہودی بذریعہ نفس رحمانی یعنی درجہ واحدیت کے ہوتی ہے کیونکہ تفصیل صفات ذات اس مرتبہ تنزل سے شروع ہوتی ہے اور ذات کا تفصیل صفات میں آنا ہی باعث ایجاد جملہ کائنات ہے اور اسی تجلی شہودی میں ذات کی جملہ تجلیاں جمع ہیں

تجربہ علائق دنیا سے اپنے آپ کو پاک کرنا  
تفسیر اپنی انانیت اور خودی کو مٹانا کہ گناہ کبیرہ ہے  
تختی خلوت اختیار کرنی اور وہ باتیں کہ یاد حق میں مغل ہوں ان کو ترک کرنا۔

تصوف متصف ہونا اخلاق الہیہ کے ساتھ حضرت خواجہ جنیدؒ فرماتے ہیں تصوف ہو  
تصحیح الخیال یعنی پاک کرنا اپنے قلب کو کدورات و خیالات غیر اللہ سے سبج  
تصوف وہ علم ہے جس میں بذریعہ ہدایت نور نبوتؐ و تعلیم سرور کائنات علیہ السلام حق  
تعالیٰ کی ذات و صفات اور اسرار علم لدنی اور وصول الی اللہ کے طریقے اور  
جملہ لوازمات سلوک طریقت کے اصول۔ رموز معرفت و حقیقت بیان کئے  
جاتے ہیں۔ غرض اور غایت اس علم کی انسان کامل بننا اور متخلق باخلاق اللہ  
اور متصف باوصاف اللہ ہونا۔ واضح رہے کہ قرآن پاک، حدیث شریف  
صحاح کرام تابعین۔ تبع تابعین کے کلام میں صراحتہ اور اشارۃً اس حقیقی  
علم یعنی تصوف کے اصول و رموز بکثرت موجود ہیں اور خیر القرون میں اسکی  
تعلیم و تلقین بہت کثرت سے تھی۔ مگر اس وقت تک تصوف اور صوفی لقب  
مشہور نہ تھا چنانچہ صحابہ کرام میں سے بعض صحابہ نبی کریم علیہ السلام کے علم باطن کی ترویج  
فرماتے رہتے تھے۔ جیسے اصحاب صفہ اور بعض صحابہ حضور علیہ السلام کے علم ظاہر یعنی  
شرعیات کی تبلیغ فرماتے تھے اور بعض علم ظاہر و باطن دونوں کی ترویج و تبلیغ  
فرماتے تھے جیسے خلفاء راشدین خصوصاً حضرت علیؓ۔ حذیفہ بن یمانؓ۔ سلمان  
فارسیؓ۔ عبدالبر بن مسعودؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ ابو ہریرہؓ۔ انس بن مالکؓ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم اجمعین اسی طرح زمانہ تابعین اور تبع تابعین میں چونکہ قرن اول  
یعنی حضور اکرم صلعم کے زمانہ میں صحابی کے لقب سے کوئی لقب بڑھا ہوا نہ تھا  
اور قرن ثانی میں تابعین اور قرن ثالث میں تبع تابعین کے لقب سے کوئی بڑھ کر  
لقب شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ اس لئے کسی دوسرے لقب کی ضرورت نہ تھی  
اور باطنی حالات عموماً قومی اور ہیتہ تھے اور علیٰ حالت بہت ترقی پر تھی اور  
نبی کریم علیہ السلام نسبتہ عشقیہ عموماً بہت قوی اور کامل تھی اس لئے اس علم

تصوف کی تدوین کی چندان حاجت نہ تھی۔ خیر القرون کے بعد نسبت میں صنعت آیا اختلافات بکثرت ہوئے۔

اس وقت اہل سنت و الجماعت کے گروہ میں سے خواص علماء جو باوجود کمال علوم ظاہری کے باطنی کمال رکھتے تھے اور باطنی طریقہ سے ہمہ تن امت محمدیہ کی اصلاح اور خدمت کرتے تھے لقب صوفی سے طعنت ہوئے اور ان حضرات نے علم تصوف کی تدوین فرمائی اور کتابیں لکھیں سب سے پہلے سید ابوالہاشم محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کا نام صوفی ہوا۔ ان کا وصال ۱۰۶۷ھ میں ہوا ہے۔ اور تصوف کی سب سے عمدہ اور جامع کتاب شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی نے تحریر فرمائی ہے اور یہ دونوں حضرات و نیز حضرت بایزید بسطامی و سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی حضرت امام غزالی حضرت شبلی حضرت غوث پاک حضرت خواجہ نقشبند و حضرت خواجہ بہرورد و حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس علم باطن کے امام اور مجتہد وقت تھے۔ ان حضرات کی وجہ سے امت محمدیہ کی اصلاح ہوئی اور ان حضرات کے طفیل امت محمدیہ پر خدا تعالیٰ و رسول علیہ السلام کے بڑے بڑے انعامات ہوئے ہیں اور ان حضرات نے وصول الی اللہ کے طریقوں میں سالکوں کی سہولت کے واسطے نور نبوت سے استفادہ کر کے مفید باتیں بڑھائی ہیں۔



تلموین تکمیلین رتبات مطلوب حقیقی کی طلب میں سالک کا ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل ہونے رہنا اور ایک صفت سے دوسری صفت میں منتقل ہونے رہنا تلموین ہے۔ اور جب سلوک پورا کر کے سالک مطلوب حقیقی سے اصل ہو گیا۔ وہ تکمیلین اور رتبات ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ تلموین سے

تمکین اعلیٰ مقام ہے۔ لیکن تلوین کے دوسرے معنی ہیں جو حضرت شیخ اکبر نے بیان کئے ہیں کہ سالک پر وحدۃ الوجود طاری ہو جائے اور کل یوم ہونی شان کی حقیقت کھل جائے اور ہر ذرہ میں اُسے آشکارا دیکھے اور یہ کثرت اُس کیلئے حاجب اور پردہ نہ رہے یہ تلوین تمکین سے اعلیٰ مقام ہے

توبہ کی تین قسمیں ہیں (۱) منوعات شرعیہ یعنی صغیہ و کبیرہ گناہ سے توبہ کرنا اور پچھلے گناہوں پر ندامت (۲) گناہانِ طریقت سے باز رہنا جیسے حسد نبض کبر کینہ بخل عجب ریا حب مال حب جاہ وغیرہ (۳) گناہ حقیقت سے پرہیز کرنا کہ وہ اپنی خودی ہے اس کو مٹا دینا

عام را توبہ زکار بد بود خاص را توبہ ز دید خود بود

تذاتی تدلی معراج مقربین یعنی سالک عروج کر کے اجسام سے مثال مثال سے ارواح سے مرتبہ واحدیت میں پہنچتا ہے تو ذات حق بجانہ سے قریب ہو جاتا ہے صرف مرتبہ وحدت طے کرنا ہوتا ہے وہ اس سے بہت سخت ہے یہ تذاتی ہو پھر سالک عروج کرتا ہے اور مرتبہ وحدت سے گزر کر ذات احدیت میں فنا ہوتا ہے اور بقا بالہرگز خدمت خلق اور رفقاء عالم کی غرض سے ذات احدیت کے عین ہو کر مرتبہ صفات کی طرف نزول کرتا ہے یعنی احدیت سے وحدت (حقیقہ مجہدیہ) وحدت سے واحدیت میں جلوہ گر ہو کر تمام عالم ارواح و مثال و عالم اجسام کو نفع پہنچاتا ہے حق تعالیٰ اس بندہ سے بہت خوش ہوتا ہے اور اس پر بہت مہربان ہوتا ہے یہ تذاتی ہے

تلقی جو واردات کہ قلب سالک پر وارد ہوں اُن پر مستقیم رہنا۔

تختتم عارفوں کے دلوں پر حقانیت کی مہر ہوتی ہے اسی وجہ سے تمام برائیوں سے وہ بچے رہتے ہیں اور اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں اسے تختتم کہتے ہیں

تحقیق ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے عرفان کو تحقیق کہتے ہیں نیز طریقت معرفت تحقیق کی رموز سے آگاہ ہونے کو بھی تحقیق کہتے ہیں۔

ترک تازہ بعض سالک پر یہ واقعہ گزرتا ہے کہ باوجود ریاضت اور مجاہدہ کے مقام نہیں کھلتا۔ اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے سالک کے دل پر ایسا جذبہ طاری ہوتا ہے جو اسے مطلوب حقیقی تک پہنچا دیتا ہے۔

تاراج جملہ احوال و افعال ظاہری و باطنی میں سالک کا پسند ارادے کو باطل کر دینا تاراج ہے۔ اور سالک کے اختیارات کا سلب ہونا بھی مراد ہے۔

ترانہ ارادہ محبت یا منزل عشق میں قدم رکھنے کو ترانہ کہتے ہیں۔

ترسیم ظاہر و باطن کی صفائی کو تسمیم کہتے ہیں  
ترسانی تجرید و تفرید کو کہتے ہیں

ترسا جب سالک صفات ذمیمہ اور نفسانہ سے پاک ہو جائے اور اس میں حمیدہ صفات اور اخلاق الہیہ پیدا ہو جائیں اس وقت سالک کو ترسا کہتے ہیں

ترسا بچہ عالم غیب سے سالک کے دل پر جو فیوضات نازل ہوتے ہیں ان کو ترسا بچہ کہتے ہیں۔ نیز تجلی باری تعالیٰ کی حالت کا نتیجہ جو روشن اور واضح حقیقت ہے اور مرد و روحانی جس کے عالم روحی سے دل عقل اور نفس میں لطف کا اثر پیدا ہو گیا ہو۔

ترسا زادہ وہ مرشد کامل جسے صفت ترسائی حاصل ہے۔

تنخجوات سالک کی طبیعت کے مناسب ہوا سے تنخج کہتے ہیں

تکبر جب سالک کو اعمال سے بے نیازی حاصل ہو جائے اسے اصطلاحی تکبر کہتے ہیں  
تیکج صفت ذمیمہ والا تکبر نہیں ہے

تاب زلف اسرار الہی کا نام معلوم ہونا۔

تظلم اللہ تعالیٰ کی جناب میں نفس امارہ اور شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کو ظلم کہتے ہیں  
 تابستان مقام معرفت کو کہتے ہیں اور معرفت و حقیقت الہی سے مراد ہے۔  
 تدمی صفت قہاری کو کہتے ہیں۔ اور بعض فرماتے ہیں بے نیازی باری تعالیٰ  
 بمصدق واللہ غنی عن العالمین

توانائی فاعل مختار ہونے کی صفت کو کہتے ہیں۔

توانگری جمیع کمالات کا حاصل ہونا اور ہر صفت کمال کے اظہار کی قدرت رکھنا  
 تیرماہ مقام جہود یعنی انتہائی قبض جو سالک کو پیش آتا ہے۔

تسلی بتایا دیدی انوار کی تجلی کا محکم ہونا

تندرستی سالک کے دل کا مطمئن ہونا

تراہات دہدہ اور کرامات کا ظاہر کرنا تراہات ہے اور کاطوں کے جذبہ اقبال اور  
 شطیحات کو بھی تراہات کہتے ہیں۔

توسہ ادنیٰ اور معمولی شے سے اعلیٰ اور اکمل کی طرف رجوع کرنا

ترانہ راز محبت مراد ہے۔

تعیین ذات کے مرتبہ ظہور کو تعین کہتے ہیں وہ پانچ ہیں (۱) تعین اول مرتبہ وحدت

حقیقۃ محمدیہ اس مرتبہ میں ذات نے اپنے کو انا سے تعبیر فرمایا ہے اور یہ

ذات کا علم اجالی ہے (۲) تعین ثانی۔ اس میں ذات نے اپنی صفات کا

تفصیلی علم ظاہر فرمایا ہے اسی کو مرتبہ واحدیت اور حقیقت اوم اور نفس

رحمان کہتے ہیں۔ یہ دونوں تعین داخلی کہلاتے ہیں (۳) تعین ثالث یعنی

عالم ارواح (۴) تعین رابع یعنی عالم مثال (۵) تعین خامس یعنی عالم اجسام

یہ تینوں تعین خارجی کہلاتے ہیں کیونکہ ان میں ذات کے اسماء اور افعال

اور صفات کا ظہور ہوا ہے۔



تخلیہ اپنی خودی کو مٹانا  
 تزکیہ نفس کو صفات ذمیمہ سے پاک کرنا  
 تجلیہ روح کو ان کدورات سے پاک کرنا جو اس میں جسم غصہ کے پیدا ہو جاتی ہیں  
 تصفیہ دل کا ماسوائے اللہ سے پاک کرنا اور دلیس غیر اللہ کو صلب نہ دینا۔  
 تسلیم اپنے نفس کو معشوق حقیقی کے سپرد کر دینا اور اسکی اطاعت میں گردن جھکا دینا  
 تسلیم ہے۔

تفرقہ ذات اور صفات حق سبحانہ میں فرق کرنا یعنی ذات کو ذات دیکھنا اور خلق کو  
 خلق دیکھنا۔

توجہ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی قلبی طاقت دوسروں کے دلوں پر ڈالنی  
 اور ان کو اپنے اختیار میں لانا اور دوسرے یہ کہ اپنی وجود کو دیکھ کر نا یعنی اپنی  
 خودی مٹانا اور فقط ذات حق تعالیٰ کو موجود اور بہت جاننا۔

توکل سلوک کے پنج گانہ مقام ہیں صبر قناعت۔ رضا۔ تسلیم۔ توکل۔ پہلے تین آگے  
 بیان ہوئے تھے۔ تسلیم بیان ہو چکی۔ توکل کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اسباب ظاہری  
 کی طرف بالکل متوجہ نہ ہونا بلکہ اسباب ظاہری کو بالکل منقطع کر دینا۔ اور دوسرے  
 میں صرف ذات کی طرف متوجہ رہنا۔ یہ توکل خواص اولیاء کرام کا ہے۔ دوسرے  
 معنی یہ ہیں کہ ظاہری اسباب کو استعمال تو کیا جائے لیکن بھروسہ ذات حق  
 تعالیٰ ہی پر ہو چنانچہ اس توکل کی طرف حضور اکرم علیہ السلام کے اس قول میں اشارہ  
 ہے۔ بر توکل زانوا شتر بہ بند۔ اور خواص کے توکل کی مثال اصحاب صفہ میں چنانچہ  
 حضرت ابو ہریرہ انہی میں سے تھے آپ کا مشرب تھا کہ ایک پانی پاس رکھنی  
 حرام ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے کامین اس مشرب کے ہوئے ہیں  
 تعلیم ولی کامل کا طالب حق کو عرفاں سکھانا اور حقیقت سے آگاہ کرنا تعلیم ہے

”ملقین کامل کا طالب کی خودی کو شادینا اور اس کو اپنی ہستی سے نکال کر ہستی حق میں  
ڈال دینا ملقین ہے۔“

تفصیل ذات کے تعین ثانی یعنی مرتبہ واحدیت کو تفصیل کہتے ہیں کیونکہ اس مرتبہ  
میں ذات کی تمامی صفات کا ظہور ہوتا ہے۔

تشبیہ ذات کے مراتب ظہور کو تشبیہات کہتے ہیں وہ پانچ ہیں۔ یعنی پانچوں تعین  
جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے اور بعض تعینات اور تنزلات خارجی یعنی عالم اول  
عالم مثال عالم اجسام کو مراتب تشبیہ کہتے ہیں۔

تنزیہ اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ ذات حق تعالیٰ کو جملہ عیوب اور نقائص  
امکانیہ سے پاک جاننا۔ دوسرے یہ کہ ان تعینات سے بالا درجہ جس کو  
احدیت اور ذاتِ محبت اور وجود مطلق کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں (مرتبہ  
تنزیہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ ذات اس مرتبہ میں ہر اسم ہر صفت سے ستر اور منزہ  
ہے اور بعض مرتبہ وحدت اور مرتبہ واحدیت کو بھی مرتبہ تنزیہ کہتے ہیں  
میسرے معنی یہ ہیں کہ ذات حق سبحانہ باوجود مختلف شانوں میں ظاہر ہونے  
کے اور اپنی صفات و اسماء میں آشکارا ہونیکے بھی ویسی ہی منزہ ہے  
چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے الان کما کان کیونکہ ذات کے سو کوئی  
دوسری ہستی نہیں ہے ع بخلا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست

اور صفات عین ذات ہیں لہذا وہ ذات باوجود اس کثرت اور مراتب ظہور  
اور تعینات کے اپنی بباطت اور صرافت اور احدیت پر ہے ان معنی  
کو عالم کثرت میں ملاحظہ کرنا اور کل عالم کو ایک دیکھنا ایک سمجھنا تنزیہ ہے

تنزل ذات حق تعالیٰ کا تعینات میں ظاہر ہونا تنزل ہے تنزلات متہ لصفوت کا  
مشہور مسئلہ ہے اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ صوفیائے کرام نے ذات کے

چھ مراتب قرار دیئے ہیں (۱) مرتبہ احدیت اس کو لاتعین۔ ذات بحت کہتے ہیں (۲) مرتبہ وحدت علم محل۔ علم ذاتی حقیقت محمدیہ اس کو تعین اول کہتے ہیں اسی مرتبہ میں ذات نے اپنے آپ کو اناسے تعبیر فرمایا ہے (۳) مرتبہ واحدیت علم تفصیلی۔ نفس رحمان حقیقت ادم ہے اس کو تعین ثانی کہتے ہیں اس مرتبہ میں ذات کو علم تفصیلی اپنی صفات و اسماء کا ہے ان تینوں مراتب کو مراتب باطنی اور داخلی کہتے ہیں۔ (۴) مرتبہ عالم ارواح یہ عالم بھرنا پیدا کننا ہے۔ ایک طرف ذات بیچوں سے کیفیت بیچونی متصل ہے دوسری طرف عالم اجسام سے متصل ہے۔ روح مقیلم سی کو کہتے ہیں روح الروح روح اعظم اسی کا نام ہے یہ ایک عالم بسیط اور الطیف ہے بلکہ کیفیت ہے شش جہات سے بری ہے قرب اور بعد سے پاک ہے۔ افراد عالم میں ہر کسی کی استعداد کے موافق اس میں متصرف ہے۔ جماد میں روح جمادی۔ نباتات میں روح نباتی حیوان میں روح حیوانی۔ انسان میں روح انسانی اسی کا نام ہے جب کسی جسم کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے ظاہر و باطن میں اس کے متصرف ہوتی ہے اسی کا نام حیات ہے اور جب اس کا تعلق جسم سے منقطع ہو جاتا ہے۔ تصرف ظاہر و باطن سے اٹھ جاتا ہے وہ موت ہے۔ اور حالت نوم میں اس کا تصرف ظاہری بند ہو جاتا ہے اور باطنی قائم رہتا ہے اسی لئے نوم کو موت کی بہن کہا جاتا ہے۔ حدیث (النوم اخ الموت) (۱) عالم مثال اس کو عالم برزخ اور روح جاری بھی کہتے ہیں یہ ایک لطیف جسم ہے۔ قابل طیر و سیر ہے خواب اور مشاہدہ میں نظر آتا ہے اسے بات سے چھوٹا نہیں جاتا۔ آنکھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کی صورتوں کے

مطابق عالم اجسام کا ظہور ہے (۱۶) عالم اجسام عالم شہادت اسی کو کہتے ہیں یہ قابل اس ہے اسے ظاہری آنکھ سے دیکھا جاتا ہے یہ عالم ذات کا انتہا ظہور ہے یہ تینوں عالم یعنی عالم ارواح عالم مثال عالم اجسام ذات کے مراتب خارجی کہلاتے ہیں واضح رہے کہ ذات کے یہ چھ مراتب ہیں ان کو تنزلات ستمہ کہتے ہیں اور یہ سب علین ذات میں غیریت محض اعتباری ہے اور وہ ذات مطلق باوجود ان تعینات اور تنزلات کے ویسی ہی بے چون و بے جگون ہے اس مقمہ کا کھل جانا توحید ذوقی ہے توحید اس کے تین مراتب ہیں (۱) توحید عامہ یعنی توحید شرعی (۲) توحید خاص

(۳) توحید خاص انخاص۔ ان دونوں کو توحید ذوقی کہتے ہیں توحید عامہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پر ایمان لائے یعنی زبان سے کہے اور دل سے اعتقاد رکھے کہ خدا تعالیٰ سہیشہ ہمیشہ تک رہنے والی ذات لائق پرستش ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں ذات میں نہ صفات مختصہ میں وہ تمام صفات کاملہ کا جامع۔ ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے۔ نہ

اس میں کوئی عیب تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہو گا۔ تمام عالم اس کا مخلوق ہے جو اس کے پیدا کرتے سے پہلے موجود نہ تھا۔ اس نے اپنی کمال قدرت اور حکمت سے پیدا کیا ہے مخلوق میں سے کوئی جز اس کی ذات یا لوازم سے نہیں ہے وہ ہر طرح بے چون و بے جگون ہے کیا ہے نہ اس کا کوئی مقابل ہے نہ مماثل ہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ کل انبیاء و حضوریہ علیہ السلام اور کل کتب سماوی حق ہیں ہر خیر و شر اسی کی طرف سے ہے ہر حکم شرعی اُس کا واجب الاطاعت ہے۔

اس توحید عامہ کے تمام افراد انسان مکلف ہیں سب پر اس کا ماننا فرض ہے

لیکن اس توحید شرعی کے اعتقاد میں یہ ضروری نہیں ہے کہ موحد پر یہ معنی بھی کھل جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کیا ہے اور اس کے ایک ہونے کا کیا مطلب ہے مگر انسان جب اس توحید شرعی پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور شریعت کی پیروی خلوص و محبت سے کرتا ہے اور اولیاء اللہ کے فیضان صحبت اور ان کی تعلیم و تلقین سے بہرہ ور ہوتا ہے اور عشق حقیقی میں قدم رکھتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے معنی اس پر کھلتے ہیں۔ اور انسان توحید شرعی سے آگے بڑھ کر توحید ذوقی یعنی وحدت الوجود کے مزے لیتا ہے جس کا بیان کسی عبارت کسی لفظ سے ممکن نہیں۔

تاہم اہل سلوک کے سمجھنے کے لئے اس کے اشارات بیان کئے جاتے ہیں سالک پر جب یہ معنی کھل جاتے ہیں اس کو توحید ذوقی کہتے ہیں اس کے دوسرے یہ ہیں۔ ایک توحید خاص دوسرا توحید اخص الخاص۔

توحید خاص میں توحید عام کے اقرار و اعتقاد کی حقیقت کھل جاتی ہے اور تمام افعال کا خالق خداوند تعالیٰ ہی نظر آتا ہے اسی وجہ سے یہ واحد ایذا دینے والوں سے انتقام کا قصد تک بھی نہیں کرتا۔ ہر امر شرعی میں امتثال اور امر تکوینی میں اس کی رضا واجب جانتا ہے اسی یقین اور تسلیم و رضا کے ذریعہ یہ مضمون حل ہو جاتا ہے۔

اس توحید خاص میں سالک پر وحدت الوجود کا انکشاف یا اس طرح ہوتا ہے کہ اس ذات واحد وجود مطلق کو ہر ذرہ میں عیاں دیکھتا ہے اس کو وحدت فی الکثر کہتے ہیں یا اس طرح ہوتا ہے کہ اسی ذات احد میں جملہ کائنات کا مشاہدہ ہوتا ہے اس کو کثرت فی الوحدت کہتے ہیں گویا توحید خاص کے یہ دو درجے ہیں سالک ان درجوں کو طے کر کے آگے بڑھتا ہے اور

توحید اخص انخاص کے مزے لیتا ہے تو حقیقت کی آنکھ سے دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سوا کوئی دوسرا حقیقی وجود نہیں ہے سب موجودات اس کا ظل اور سایہ ہیں وہ کسی قید سے مقید نہیں ہوتا مگر پھر بھی باوجود مطلق ہونے کے حکم کل یوم ہونی شان سب میں جلو نما ہے اور سارا عالم اسی مطلق کی قیود سے عبارت ہے اور لائقین کے تعین کی اشارت تمام عالم اسی ذات اور اسی وجود سے قائم ہے موجودات کو اس ذات سے ایسی ہی نسبت ہے۔ جیسے جاب کو دریا سے یا مختلف آئینوں کے عکس کو آفتاب سے اور اس پر ایمان رکھتا ہے کہ نور حق ہر ذرہ میں ساری و طاری ہے اور ذات باین ہمہ مجرد ہے نہ اس میں عقل کام کرتی ہے نہ ہم نہ وہ ہم سے ہے پرے جدا دراک سے اپنا بسجود قبلہ کو اہل نظر قبلہ نہ کہتے ہیں اپنی ذات و صفات و اسماء میں کسی چیز سے مشابہ نہیں اس توحید پر ایمان لانے والوں کے فعل خاص ہوتے ہیں ایک استقامت دوسرا احسان اونٹنی درجہ یہ ہے کہ جو ان کو ستائے یہ ان کے واسطے دعائے خیر کرتے ہیں۔ سالک اس درجہ میں دونوں قسم کے مزے لیتا ہے کبھی کثرت فی الوجدت کبھی وحدت فی الکثرت کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہی لوگ جامع تشبیہ و تشریح ہوتے ہیں۔



تعلیلین لغت میں عالم جن و عالم انس اور اصطلاح میں عالم دنیا و عالم عقبیٰ کو اور کبھی ذات کے مرتبہ خارجیہ عالم اجسام عالم مثال و عالم ارواح اور مرتبہ داخلیہ احدیت وحدت و احدیت کو تعلیلین کہتے ہیں

ثقہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام پاک کی تصدیق کے کرنے والے

کو ثقہ کہتے ہیں اور جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اس کو بھی ثقہ کہتے ہیں

## ج

جبروت اسماء الہی اور صفات الہی کے عظمت و جلال کو جبروت کہتے ہیں اور کبھی مرتبہ وحدت و مرتبہ شئون کو بھی جبروت کہتے ہیں۔  
جذبہ کشش حق تعالیٰ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کا بندہ کو اپنی طرف کھینچ لینا بغیر اس کی سعی کے۔

جسم اس مرکب کو کہتے ہیں جو جنس عالی اور عرض واحد سے یاد و عرضوں سے یا چندا عرض سے مرکب ہونہ یہ کہ دو جوہروں سے مرتب ہو جسے فلاسفہ کہتے ہیں جسد عالم مثال کی وہ صورت ہے کہ کسی سے متشکل ہو کر جسم ذوری میں ظاہر ہو۔  
جلال جمال ذات حق سبحانہ تعالیٰ مرتبہ گنج مخفی و کنت کثر سے تنزل فرما کر لباس نقین اول یعنی حقیقہ محمدیہ میں جلوہ گر ہوئی۔ یہاں سے اس ذات بے چون و بے چلون کا ظہور شروع ہوا اور تمام افراد عالم اسی حقیقت محمدیہ سے ظہور میں آئے یہ حقیقت محمدیہ کل مراتب ظہور کی جامع ہے۔ یہ ہی حقیقت محمدیہ مرتبہ واحدیت میں اگر متصف بجمع صفات و مسمی بجمع اسماء ہوئی اور باعتبار جمال کے متصف ہو کر مسمی باسم ہادی اور باعتبار صفات جلال کے متصف ہو کر مسمی باسم مضل ہوئی اور جمع اسماء جمالی و جلالی کا یہیں تحقق ہوا اور حقائق جالیہ و جلالیہ متین ہوئیں اور اس مرتبہ واحدیت سے نیچے نزول کر کے عالم ارواح میں ماتحت اسم ہادی کے حقائق جالیہ سے ارواح ملائکہ و ارواح اہل جنت ظہور میں آئیں اور ماتحت اسم مضل کے مشیاطین و ارواح دوزخ کا ظہور ہوا اس کے موافق عالم مثال میں اور مثال کے

موافق عالم اجسام میں ظہور ہوا۔

الغرض مرتبہ وحدت جس کو تعین اول کہتے ہیں یعنی حقیقت محمدیہ جلال و جمال دونوں کا منظر ہے یہ چہرہ و صفویہ اکرام کا سلم مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ذات حق سبحانہ کے دو منظر ہیں ایک روح اعظم وہ منظر اسم ہادی ہے اور مخلوق باسما رجالی ہے دوسرا شیطان وہ اسم مضل کا منظر ہے اور مخلوق باسما رجالی ہے۔

جلال تجلی تہاری ہے جملہ افعال و آثار ضلالت و معصیت و شر کا صدور اس سے ہوتا ہے۔

جمال تجلی لطف و رحمت ہے جملہ افعال و آثار خیر و طاعت و عبادت و حسنات کا صدور اسی سے ہے۔ اور کبھی جلال سے مرتبہ احدیت اور جمال سے مرتبہ وحدت مراد ہوتا ہے۔ اور کبھی ذات کے مرتبہ خفا کو جلال اور مرتبہ ظہور کو جمال کہتے ہیں اس تقدیر پر ذات کے جملہ مراتب میں جلال و جمال دونوں پائے جائیں گے اس لئے کہ ذات حق سبحانہ کے ہر مرتبہ میں ایک جہت خفا کی ہے اور ایک جہت ظہور کی یعنی تنزیہ و تشبیہ اور بعض ذات کے مراتب داخلی احدیت - وحدت - واحدیت کو حد جلال میں اور مراتب خارجی ارواح و امثال - اجسام کو حد جمال میں شمار کرتے ہیں اور بعض عالم ارواح و امثال کو جلال اور عالم اجسام کو جمال کہتے ہیں اس لئے کہ عالم اجسام میں پورا ظہور ہے اس سے زیادہ نمایاں اور عیاں کوئی نہیں ہے اور جمال کے معنی غایتہ ظہور کے ہیں باقی مراتب سب اس سے خفی اور شانِ ظہور میں کم ہیں چنانچہ غایت خفا میں مرتبہ گنج مخفی ہے اسے جلال سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی جلال سے استغناء و محشوق اور جمال سے مہربانی و مشوق



والہام غیبی و کشف الہامی مراد لیتے ہیں۔

شہود حق بلا خلق کو کہتے ہیں۔

**جمع الجمع** ہر ذرہ ذات کا مشاہدہ کرنا اور ذات میں جملہ کائنات کا مشاہدہ کرنا اور ذات کو ذات دیکھنا اور مخلوق کو مخلوق دیکھنا اور مخلوق کو عین حق اور حق کو عین مخلوق دیکھنا۔

**جمع مع الفرق** وحدت فی الکثرت اور کثرت فی الواحدت کو کہتے ہیں یعنی ذات حق سبحانہ تعالیٰ کو ہر ذرہ میں دیکھنا اور جملہ کائنات کو ذات میں دیکھنا۔ اور ذات و صفات کو عین دیکھنا

**جعد** تجلی جلالی و قہاری کو کہتے ہیں

**جمعیت** ماسوائے اللہ سے روگردانی کرنا اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے  
**جرس** خطاب جلالی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سالک کے دل پر عظمت و جلال کے ساتھ دار دہوتا ہے۔

**جنائب ان مردان خدا** کو کہتے ہیں جو مقامات سلوک طے کرتے ہوئے زہد و تقویٰ اور اطاعت کو لئے ہوئے مقامات قرب الہی میں پہنچتے ہیں اور سیر فی اللہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

**جہتی الضیق والسعة** ذات کی دو جہت ہیں دو اعتبار ہیں ایک جہت تنزیہ کی ہے

اس کو جہت ضیق کہتے ہیں کیونکہ اس میں کسی بات کی گنجائش نہیں ہے

اس مرتبہ میں ذات کو کسی لفظ نام صفت سے متصف نہیں کر سکتے

آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے حتیٰ کہ وہم خیال بلکہ عقل بھی وہاں ٹنگ ہے

اسی مقام کے واسطے صوفیائے کرام فرماتے ہیں لا یعرف اللہ احد سوی

اللہ یعنی اللہ کو اللہ کے سوائے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ دوسری جہت

تشبیہ ہے اس کو جہت وسعت کہتے ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ میں ذات اپنے تمام اسماء وصفات و مظاہر میں ظہور فرما کر آشکارا ہوتی ہے  
**جہتی الطلب** ذات کے مرتبہ واحدیت میں دو جہت طلب ہیں ایک طلب جہت وجوبیہ یعنی ایمان ثابۃ میں اسماء الہی کا اپنے ظہور کے لئے طالب ہونا اور یہ طلب جہت وجوبیہ ذات کے مرتبہ داخلی میں ہوتی ہے۔ دوسری طلب جہت امکانیہ۔ یعنی مظاہر کو نبیہ میں ایمان ثابۃ کا اپنے ظہور کے لئے طالب ہونا۔ یہ طلب جہت امکانیہ ذات کے مراتب خارجیہ میں ہوتی ہے۔

جواہر العلوم ۰ وہ اصول دین اور حقائق آہیہ ہیں جو کسی حال میں بدلی نہیں جاتی مصلحت والا نبیاء وقت اور زمانہ کے تغیرات سے ان میں کچھ تغیر نہیں آتا کیے بعد دیگرے والمعارف بنی کے آنے سے اور شریعت کے بدلنے سے ان میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی اس آیت پاک میں اسی طرف اشارہ ہے **شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقموا الدین ولا تتفرقوا فیہ**

**جنت** مظہر جمال باری تعالیٰ کو جنت کہتے ہیں اور اس کی چار قسمیں ہیں جنت الافعال جنت النفس جنت الصفات جنت الذات۔ جنت الافعال وہ ہے کہ الیکرم نے اپنے بندوں کے اعمال صالحہ کے بدلے میں دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور اسی کو جنت عوام کہتے ہیں اس لئے کہ یہ عام مومنین کو حاصل ہوگی۔ اور اس جنت الافعال کی آٹھ قسمیں ہیں۔ دار المقام۔ دار القرار۔ دار السلام جنت عدن جنت الفردوس۔ جنت النعیم۔ جنت المادی جنت النخل۔ ان جنتوں میں دنیا کی تمام خور و نوش کی چیزوں سے بدرجہا اچھی چیزیں میسر ہوں گی۔ جنت النفس اور اسی کو جنت الوراثت کہتے ہیں۔ جنت النفس ان اخلاق

کا نام ہے جو بہ سبب اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو حاصل ہوتے ہیں  
جنت الصفات تجلیات اسماء الہیہ و صفات الہیہ سے سرور ہوتا ہے اور اس  
مقام میں بندہ متعلق باخلاق اللہ ہوتا ہے اور اسی کو جنت المحویٰ و جنت القلب  
بھی کہتے ہیں۔

جنت الذات جس کو جنت الروح بھی کہتے ہیں۔ اس میں مشاہدہ جمال باکمال  
احدیث ذاتیہ کا حاصل ہوتا ہے۔ جنت الاول یعنی جنت الافعال یہ خاص عالم  
آخرت کیلئے ہے باقی تین مذکورہ بالا تمام انبیاء علیہم السلام اور خواص اولیاء اللہ کے  
واسطے دنیا و آخرت دونوں میں حاصل ہوتی ہیں۔

چہتم ایک طبقہ و ذرخ کا نام ہے اور و ذرخ منظر حلال اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ساتھ  
جہتے ہیں۔

جہل لبدیط۔ علم الہی میں اعیان ثابۃ کا تقرر  
جہل مرکب اعیان ثابۃ پر آثار و احکام کا مترتب ہونا۔  
چغا سالک کو اپنے مشاہدہ سے روکنا جسے اس کی تاویب مقصود ہو۔ انوار و معارف  
و مشاہدات سے دل سالک کو منور کرنا  
جور سالک کو اس کے عروج سے روکنا

حلاوت مشاہدہ انوار کو کہتے ہیں  
جانان ذات کی اس صفت قیومی کو کہتے ہیں کہ سبب تمام کائنات کی بقا کا ہے۔  
جان روح انسانی کو کہتے ہیں۔  
جانفرا صفت بقائے ابدی کو بھی کہتے ہیں اور عاشق و معشوق کی طرف بھی اطلاق  
ہوتا ہے۔

جان افزا اس ذکر کو کہتے ہیں جو مطلوب تک پہنچا دے۔

جرعہ ایک گھونٹ کو کہتے ہیں اور مقامات اور حالتوں کے بھید جو راہ طلب میں سالک سے پوشیدہ رہتے ہیں ان کو بھی جرعہ کہتے ہیں۔

جد مطلوب حقیقی کی پوری طلب کو کہتے ہیں۔ نیز عالم فراق کے بعد جو ایک امید اور طلب کی حالت پیدا ہوتی ہے اس کو بھی جد کہتے ہیں

جو بہار مراسم عبودیت اور جن باتوں سے شان عبودیت ظاہر ہوتی ہے ان کو جو بہار کہتے ہیں

جنگ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے بذریعہ تکالیف ظاہری و باطنی امتحان لینا۔ اور جانچ کے لئے طرح طرح کی بلائیں عاشق کو بھیجنا۔

جہان تاریک تمام محابات اٹھنے کے بعد جو سالک کی اپنی ہستی اور اپنے وجود کا چھاپا باقی رہتا ہے اس کو جہان تاریک کہتے ہیں۔

جام حالات عارف۔ و باطن عارف کو کہتے ہیں اور حقیقت جامعہ کو بھی کہتے ہیں۔ جلاؤ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا تقینات میں ظہور فرمانا۔

جمال معشوق کا اپنے کمالات کو عاشق کے عشق کی زیادتی کیلئے ظاہر ہونا۔

جلال اظہارِ عظمت معشوق

جاننا اللہ تعالیٰ کی دائم قائم صفت قیومی سے مراد ہے جس سے تمامی موجود عالم برقرار ہیں جاں فزا وہ صفت باقی مراد ہیں کہ جس سے سالک کو صفت بقا حاصل ہوتی ہے

## ج

چشم صفت جمال کو کہتے ہیں یعنی سالک کے دل پر جو تجلی الہامی غیب سے وارد ہوتی ہے اور اس کے واسطے سے سالک مقام قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ بندگی شیخ جمال قدس سرہ فرماتے ہیں کہ چشم سے کبھی بصارت ازلیہ بھی مراد لیتے ہیں اور بعض دفعہ

چشم سے وہ سستی مراد لیتے ہیں کہ جس سستی کی بے خودی میں عاشقان دل سوختہ  
ایسے محو ہو جاتے ہیں کہ مشاہدہ جمال جانناں سے محروم رہ جاتے ہیں  
چشم خماری اللہ تعالیٰ کا سالک کی تفصیر پر چشم پوشی کرنا۔ اور خلق میں اس کو رسوا کرنا اور  
معاف کر دینا

چشم مست اس کے معنی بھی چشم خماری کے ہیں  
چشم صر خمار اس کے بھی وہ ہی چشم خماری کے معنی ہیں  
چشم بزرگ اہل کمال کا اپنے کمالات اور مراتب عالیہ کو اس طرح چھپانا کہ بجز ذات حق  
تعالیٰ کے کسی کو خبر نہ ہو۔

چشم ابھوانہ اللہ تعالیٰ کا سالک کی تفصیر کو معاف کر دینا۔ اور کسی غیر پر اسے ظاہر نہ ہونے  
دینا لیکن سالک پر اس کی تنبیہ کی غرض سے ظاہر کر دینا۔  
چلیپا عالم طبائع کو کہتے ہیں۔

چہرہ سالک پر ایسی تجلیات کا دار و ہونا جو اس کے حسب حال ہوں۔  
چہرہ گلگوں روحانی اور لطیف تجلیات کو کہتے ہیں جن کا ظہور مادی نہ ہو۔  
چوگان تغیر اور بطریق جبر و قہر اور جو سختیاں عاشق پر وارد ہوتی ہیں انکو بھی چوگان کہتے ہیں  
چین برافشاں زن زلف تعینات اور شیونات کے اٹھ جانے کو کہتے ہیں  
چنبر حلقہ زلف کو کہتے ہیں۔

چاند زرخ علم واضح کو کہتے ہیں مشاہدہ ذات و صفات کی وہ لذتیں جو شکل اور وقت سے  
میسر ہوتی ہیں اور ان اسرار کے مشاہدہ کی لذت جو شکل اور وقت سے منکشف  
ہوتے ہیں۔

ح

حق یہ اسم حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے اللہ تعالیٰ کا اور ذات حق سبحانہ کے تینوں مراتب

داخلی یعنی احدیت ذات بحت - مرتبہ وحدت - حقیقہ محمدیہ - مرتبہ احدیت نفس  
رحاں پر بولا جاتا ہے۔

حقیقت ہر شے کی اصل اور مہتی اور ماہیت اور ذات کو حقیقت کہتے ہیں اور اس کا  
مقابل مجاز اور اعتبار ہے چنانچہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور  
باقی باعتباری ہے ماسوائے اللہ کو مجازاً موجود کہا جاتا ہے نہ حقیقہً - اور کبھی لفظ  
حقیقت باطن کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے اس وقت اس کا مقابل ظاہر ہوتا  
ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ عالم شہادت یعنی عالم اجسام ظاہر اور مجاز ہے اور باطن  
اور حقیقت اس کی عالم مثال ہے اور عالم مثال ظاہر اور مجاز ہے عالم ارواح کا کہ  
وہ اسکی حقیقت اور باطن ہو اور عالم ارواح ظاہر اور مجاز ہو عالم عیان یعنی مرتبہ واحدیت کا  
کہ وہ اسکی حقیقت اور باطن ہو اور عالم عیان یعنی مرتبہ واحدیت ظاہر اور مجاز ہو مرتبہ احدیت  
یعنی حقیقت محمدیہ کا کہ وہ اسکی حقیقت اور باطن ہو اور حقیقت محمدیہ ظاہر اور مجاز ہو ذات بحت  
احدیت کا کہ وہ اس کی حقیقت اور باطن ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ ذات  
بحت جملہ کائنات کی حقیقت ہے اور سب کا باطن ہے اس لئے اس کو  
الطن البطلون اور حقیقۃ المحائق کہتے ہیں۔ اور بعض صوفیائے کرام ذات حق کے حجاب  
اور بے تعینات ظاہر ہونے کو حقیقت کہتے ہیں۔

حروف ایمان ثابہ کے متعلق لیبٹہ کو کہتے ہیں۔

حروف عالیات ان ایمان ثابہ اور شیون ذاتیہ کو کہتے ہیں جو غیب الغیب اور  
بطن البطلون میں اس طرح پوشیدہ ہیں جیسے درخت کے پتے پھل پھول  
شاخ کلی گٹھلی میں

حقیقۃ المتحائل ذات بحت مرتبہ احدیت وجود مطلق کو کہتے ہیں اس لئے کہ وہ جملہ  
کائنات کی حقیقت ہے اسی سے سب کا وجود ہے۔

حقائق الاشیاء صدر علمییہ یعنی اعیان ثابۃ کو کہتے ہیں جو کہ مرتبہ واحدیت یعنی تعین ثانی میں علم الہی میں مقرر اور متعین ہوتی ہیں ان کو حقائق المکنات اور ازال المکنات بھی کہتے ہیں۔

حقیقۃ انسانی حقیقۃ آدم حضرت جمع حضرت ربوبیت حضرت ارتسام حضرت الوہیت۔  
مرتبہ واحدیت کو کہتے ہیں کیونکہ اس مرتبہ میں ذات کا ظہور اپنی صفات میں ہوتا ہے  
اور ذات کو اپنی صفات کا علم تفصیلی ہوتا ہے اور جملہ کائنات کی حقیقتیں ہیں  
متعین اور مشتم ہوتی ہیں اور حقائق الہی اور حقائق کیانی اسی جگہ ظہور پاتے ہیں  
حاصل امر عالم ارواح کا نام ہے

حقائق القلوب عالم برزخ یعنی عالم مثال کا نام ہے۔

حقائق الہی ان اسماء الہی کلیہ کو کہتے ہیں جن کے ماتحت تینوں عالم ہیں یعنی عالم ارواح  
عالم مثال عالم اجسام ان سب کا نظم نسق انہیں اسماء کے ذریعہ سے ہوتا ہے  
اسی لئے ان اسماء کو ارباب کہتے ہیں اور ظہور ان اسماء کا مرتبہ واحدیت میں  
ہوتا ہے تعداد ان کی ۲۸ ہے۔ بدیع باعث باطن آخر ظاہر حکیم محیط شکور  
غنی مقتدر رب علیم قاہر نور موصو محیی مبین قاضی۔ حی۔ محی۔ بحسب عزیز رازق  
ذل قوی لطیف جامع رفیع۔ ان ۲۸۔ اسماء الہیہ کلیہ سے ۲۸ حقیقتیں پیدا  
ہوتی ہیں ان سے تمام عالموں کا اور جملہ کائنات کا ظہور ہوا ہے ان کو حقائق  
کیانی کہتے ہیں۔

حقائق کیانی۔ اوپر معلوم ہو چکا ہے وہ یہ ہیں عقل کل۔ نفس کل۔ طبیعت کل جو ہر ہا  
شکل کل جسم کل۔ عرش کرسی۔ فلک البروج۔ فلک المنازل۔ فلک زحل۔  
فلک مشتری۔ فلک مریخ۔ فلک شمس۔ فلک زہرہ۔ فلک عطارد۔ فلک قمر۔  
کرہ نارسہ ہوا۔ کرہ آب۔ کرہ خاک۔ مرتبہ جوار۔ مرتبہ نبات۔ مرتبہ حیوان۔ مرتبہ ملک

مرتبہ جن۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ جامع۔ حقائق الہی یعنی اسماء الہی کلیہ فاعل ہیں اور یہ حقائق کیانی اُن کے مفعول ہیں اُن کے ظہور اور اثر سے یہ پیدا ہوئے ہیں ایک ایک نام سے ایک ایک حقیقت پیدا ہوئی ہے یعنی اسم بدیع سے عقل کل پیدا ہوئی۔ بدیع فاعل اور رب ہے عقل کل اس کی مفعول اور مرئوب ہے اسی طرح اسم باعث سے نفس کل اور باطن سے طبیعت کل اور آخر ہر جوہر ہباء اور ظاہر سے شکل کل اور حکیم سے جسم کل اور محیط سے عرش اور شکور سے کرسی اور غنی سے فلک بر درج اور مقدر سے ملک منازل اور رب سے فلک زحل اور علیم سے فلک مشتری اور تاہر سے فلک میرخ اور نور سے فلک شمس اور مصور سے فلک زہرہ اور محیی سے فلک عطارد اور مبین سے فلک قمر اور قاض سے کرہ نار اور حی سے کرہ ہوا اور محی سے کرہ اب اور ممیت سے کرہ خاک اور عزیز سے مرتبہ جماد اور رازق سے مرتبہ نبات اور نزل سے مرتبہ حیوان اور قوی سے مرتبہ ملک اور لطیف سے مرتبہ جن اور جامع سے مرتبہ انسان اور رفیع سے مرتبہ جامع پیدا ہوئے۔

حق الیقین یقین کے تین درجہ ہیں (۱) علم الیقین یعنی معتبر ذرائع اور معتبر دلائل سے کسی چیز کا یقین کے ساتھ علم ہونا (۲) عین الیقین یعنی علم الیقین کے مطابق خود بھی مشاہدہ کر لینا اسی لئے یہ درجہ پہلے درجہ سے بہت قوی ہوتا ہے (۳) حق الیقین یعنی کسی شے کا اس درجہ یقین ہو جائے کہ عالم اس کی ماہیت میں متغیر اور فنا ہو جائے یہ درجہ عین الیقین سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ یہ درجے یقین کے عالم طور پر ہیں اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح میں تین طرح بیان کیا جاتا ہے ایک یہ کہ ظاہر شریعت پر عامل ہونا علم الیقین ہے اور اس میں اخلاص اور محبت کا پیدہ ہو جانا عین الیقین ہے۔ اور اس کا مشاہدہ حاصل ہو جانا



حق الیقین ہے۔ دوسرے یہ کہ اعتقاد ہی طور پر اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور سب کا خالق جانتا جس طرح کہ توحید عامہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے یہ علم الیقین ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات سے اور اسماء و افعال آثار سے اس کی ذات کو پہچاننا درجہ عین الیقین ہے اور اس سے آگے ترقی کر کے ذات بحت تک پہنچنا اور ہر ذرہ میں ذات دیکھنا اور ذات میں جملہ کائنات دیکھنا اور ذات میں فنا ہو جانا درجہ حق الیقین ہے۔ تیسرے یہ کہ اعیان ثابتہ یعنی صور علمیہ جن کا مرتبہ واحدیت میں تقرر ہوا درجہ علم الیقین ہے اور مرتبہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ درجہ عین الیقین ہے اور مرتبہ احدیت درجہ حق الیقین ہے۔

حقیقۂ بعد عدم مطلق کو کہتے ہیں۔

حجۃ الحق انسان کامل عام مخلوق کے واسطے حجۃ الحق ہوتا ہے۔

حب ذات کا تعین اول میں ظہور فرمانا اور لباس حقیقت محمدیہ پہنکر لفظ انا سے اپنی ذات کو تعبیر فرمانا حب ہے حدیث قدسی کنت کنتراً مخفیاً ناجرباً ان اعرف میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ذات کی اس تجلی کو تجلی حب ذاتی کہتے ہیں اگر ذات کو اس تعین اول میں ظہور کرنے کا حب نہ ہوتا تو کوئی شئی موجود نہ ہوتی اور ذات کسی صفت سے موصوف نہ ہوتی۔

حیرت سالک کا مرتبہ احدیت میں محو ہونا۔ اور تجلی ہم ہو کا مشاہدہ کرنا۔ اس کے لئے مقام حیرت ہے۔

حکمت جملہ اشیاء کی حقیقت۔ افعال خواص۔ احکام۔ آثار کی اصلیت کو صحیح طور پر جاننا اور حقائق الہی اور حقائق کیانی سے پوری پوری واقفیت ہونا۔ حضرات صوفیاء کے ہاں حکمت ہے۔

حال کی کئی قسمیں ہیں۔ وہی کیسی۔ نسبتی۔ مجازی۔ سالک کے دل پر جو کیفیات

ہلاکوشش محض اللہ کریم کی طرف سے وہی طور پر وارد ہوں اسکی دقتیں ہیں ایک وہ کہ پوجہ صفات نفسی کے زائل ہو جائے اور کوئی کیفیت باقی نہ رہے دوسری یہ کہ کیفیت ہمیشہ کے لئے قائم رہے اول کو حال دوسری کو مقام کہتے ہیں۔

حجاب ہر وہ چیز جو عاشق کو معشوق کی طرف سے روکے، محبت دنیا کا دل میں جاگزیں ہونے کو حجاب کہتے ہیں

حریت اس کے تین مراتب ہیں۔ حریت عوام حریت خواص حریت انحصار خواص۔ حریت عوام خواہشات نفسانی سے پاک ہونا۔ حریت خواص اپنے ارادہ کو ارادہ حق پر مشاڈینا۔ حریت انحصار خواص اپنی خودی کو مٹانا اور انہی ہستی کو تجلی نور الانوار میں محو کر دینا۔

حرق وہ تجلیات کہ جوقا کی طرف پہنچتے ہیں اس کی ابتدائی حالت کو برق اور اوسط کو حرق اور انتہائی کو قس فی الذات کہتے ہیں۔

حفظ العہد احکامات الہی کی بجا آوری اور اس کو ترک نہ کرنا اور اس پر استقامت حفظ عہد الیوبیت ہر خوبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا۔ اور برائی کو اپنی والعبودیت طرف منسوب کرنا۔

حقائق الاسماء ہر اسماء کی نسبت ذاتیہ کہ جس کی وجہ سے ایک اسم دوسرے اسم سے مستنیر ہوتا ہے جیسے کہ سمیع بصیر

حکمت منطوق بہا۔ علوم طریقت و شریعت کو کہتے ہیں۔  
حکمت مسکوت عنہا وہ اسرار حقیقت جو عوام پر ظاہر نہ کئے جائیں کیونکہ وہ ان کی سمجھ میں نہیں آسکتے اگر ان پر وہ ظاہر کر دیئے جائیں تو اس کو بجائے نفع کے نقصان کا اندیشہ ہے۔

حکمت مجبُولہ وہ اسرارِ انہی جن کی وجہ وقوع سمجھنے سے ہم قاصر ہیں جیسے نیک بندوں کا تکلیف میں مبتلا ہونا یا معصوم بچوں کا کسی مصیبت میں مبتلا ہونا یا مرجانا۔  
حکمت جامعہ معرفت حق و باطل نیکی پر عمل اور برائی سے اجتناب۔

حسن مجموعہ خوبی کمال کو کہتے ہیں  
حضور و حضوری خلق سے بیزار ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہونا اور مقام وحدت میں حقیقت محمدیہ کو بھی وحدت کہتے ہیں۔

حج سلوک الی اللہ کو کہتے ہیں  
حدیث و واقعہ مریدانہ حال خدمت شیخ میں عرض کرے۔

حجاب العزت اندھاپن اور پریشانی  
حرف وہ نکتہ جس سے خدا تعالیٰ اپنے بندے کو مخاطب فرمائے۔

حجاب ظلمانی جملہ صفات ذمیمہ و غیظ و غضب  
حاکم وہ اولیاء اللہ صاحب وقت جو سالکوں کی تربیت اور حفاظت کرتے ہیں۔  
حجلہ اپنے اندر اچھی صفات پیدا کرنا اور اپنے آپ کو اخلاقِ حسنہ سے آراستہ کرنا سالک کا صفت کمال سے آراستہ ہونا۔

حواس یہ دو قسم کے ہیں ایک حواسِ دماغی۔ دوسرے حواسِ قلبی۔ حواسِ دماغی دس ہیں۔ پانچ ظاہری۔ پانچ باطنی۔ حواسِ ظاہری پانچ یہ ہیں (۱) قوتِ باصرہ یعنی دیکھنے کی قوت ہے اس کا فعل بذریعہ آنکھ کے ہوتا ہے اس قوتِ باصرہ سے اشکالِ اوان کا ادراک ہوتا ہے۔ (۲) قوتِ سامعہ یعنی سننے کی قوت ہو آواز کا ادراک کرتی ہے۔ اس کا فعل بذریعہ کان کے ہوتا ہے (۳) قوتِ شامعہ یعنی سونگھنے کی قوت ہے اس سے خوشبو اور بدبو کا ادراک ہوتا ہے اس کا فعل ناک کے ذریعہ ہوتا ہے۔ (۴) ذائقہ یعنی چکھنے کی قوت ہے اس

سے ہر شے کا مزہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا فعل بندہ زبان کے ہوتا ہے۔  
 (۵) لامعرب یعنی کسی شے کو چھو کر اور مس کر کے اس کی سختی و نرمی چکناچن و  
 کھردرا پن۔ گرمی و سردی کے محسوس کرنے کی قوت۔ یہ جسم کی تمام جلد میں  
 ہوتی ہے۔

حواس دماغی باطنی یہ ہیں۔ (۱) حس مشترک ہے یہ پانچوں حواس ظاہری کے  
 محسوسات میں امتیز کر دیتی ہے۔ اس کی جگہ لمقدم بطن اول دماغ کا ہے (۲)  
 قوت خیال ہے اس کی جگہ بطن اول کا آخری حصہ ہے اس میں حس مشترک کے  
 امتیز کردہ اشکال۔ الوان۔ اصوات مزے۔ بو۔ کیفیات۔ لمس۔ اجسام محفوظ  
 رہتے ہیں۔ گویا جس مشترک کا خزانہ ہے (۳) قوت وہم ہے۔ اس کی جگہ  
 دماغ کے بطن اوسط کا آخری حصہ ہے یہ قوت خزانہ خیال کی صورتیاتی کے  
 معنی اور اک کرتی ہے۔ (۴) قوت حافظہ ہے۔ یہ قوت ان معانی کو محفوظ  
 رکھتی ہے اس کی جگہ دماغ کا بطن مؤخر ہے۔ (۵) قوت متصرفہ ہے اس  
 کی جگہ دماغ کے بطن اوسط کا مقدم حصہ ہے۔ اس کا فعل یہ ہے کہ خزانہ  
 خیال کی صورتوں کو قوت وہم کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ اس کے معنی سمجھے  
 اور قوت حافظہ کے محفوظ شدہ معانی کو بوقت ضرورت وہم کے سامنے پیش  
 کرے اور ان صورت و معانی میں ترتیب و تطبیق یا تفصیل کرے اور اسی قوت  
 میں عالم مثال و عقل فعال کے امور عکس ہوتے ہیں پھر یہ قوت ان کو عالم  
 اجسام کی صورت پر ڈھالتی ہے۔ عوام الناس کا خواب یہی ہوتا ہے اس وقت اس  
 کا نام قوت متفکرہ ہوتا ہے۔ اور جب اس کا فعل صرف صورت محسوسات و معانی  
 مدركات و ماعنیہ کے متعلق ہوتا ہے تو اسے تخیلہ کہتے ہیں یہ دس حواس  
 دماغی ہیں۔ مادیات و حیات کی دریافت ان کے ذریعہ سے ہوتی ہے

اور جو امور ان سے بالاتر ہیں ان کے دریافت قلبی جو اس کے ذریعہ ہوتی ہے وہ پانچ چیزیں۔ نور عقل۔ روح۔ سرخفی۔ یہ جو اس قلبی تزکیہ نفس تصفیہ قلب تجلیہ روح کے بعد کھلتے ہیں۔ راہ طریقت پر چلکر انہیں کے ذریعہ سالک ہوز معرفت سے آشنا و اسرار حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ و نیز تمام افعال جسمانی میں بھی آلات جسمانی کا محتاج نہیں رہتا۔ وہ جیسا آنکھ کھول کے دیکھتا ویسا ہی بند آنکھ سے جیسا قریب سے سنتا ہے ویسا ہی بعید سے۔ جو اس دماغی سے تو صرف اشکال الوان۔ مزے اصوات وغیرہ اوصاف ادیات و ظاہری خواص عالم اجسام و جسمیات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور ان جو اس قلبی سے حقائق اشیاء معلوم ہوتی ہیں اور اسرار عالم مثال و عالم ارواح منکشف ہوتے ہیں اور عالم قدس و عالم غیب کی اطلاع ہوتی ہے اور رموز معرفت کی تکمیل ہوتی ہے۔ دماغی جو اس کی لذات جہت سفلی کی طرف میلان ہوتا ہے اور حضرت حق سے دوری ہوتی ہے۔ اور جو اس قلبی سے عالم بالا کی طرف میلان ہوتا ہے اور حضرت حق کی حضوری و قرب میر ہوتا ہے۔ چنانچہ درجات معرفت کی بناء ان جو اس قلبی کی لذات پر ہے ان کو ابواب معرفت کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ خبر۔ اثر۔ نظر۔ لذت نظر۔ استغراق بالمنظور اس کی تشریح یہ ہے کہ دماغی قلب کا حاسہ سمع۔ لذت و خطا پاتا ہے مستحق و مطلوب حقیقی کی خبر سے اگر وہ غیب میں ہے یا اس کے اثر و نشان سے وقت حضوری کے یہ مقام معرفت کلیبی کا ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اس کے ممتاز فرد ہیں۔ اس حاسہ سمع قلب گوش دل سے آواز بسیط صوت سری کلام بے جہت کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قوت سامعہ دماغی سے تو معرفت کلام مادی صوت جسمانی کا ادراک ہوتا ہے یہ منظر عالم غیب کا ہے

(۲) حائے شہم قلبی معشوق و مطلوب حقیقی کے اثر و نشان سے خطا پاتا ہے۔ یعنی بلا حجاب خبر کے اثر و نشان معشوق کی لذت حاصل ہوتی ہے جو حضوری حضرت حق ہے۔ اس میں حائے سمع قلبی سے زیادہ حضوری ہے۔ یہ مقام معرفت عیسوی ہے اس کے ممتاز فرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور قوت شامہ دماغی سے صرف خوشبو یا بدبو معلوم ہوتی ہے لیکن اس میں شے شہموم کا قرب زیادہ ہے اس قرب سے جو قوت سامعہ دماغی میں اپنے مسموع سے ہے کیونکہ بو کا ادراک اتنی دور سے نہیں ہو سکتا جتنی دور سے آواز سنی جاتی ہے اور شے شہموم کے اجزاء لطیفہ اس قوت تک پہنچتے ہیں۔ بخلاف اس کے آواز کے ساتھ کوئی جز اس ذمی آواز کا کان تک نہیں جاتا۔ لہذا اس میں قرب زیادہ ہے اور یہ نظریہ عالم ادواح کا (۳) حائے بصر قلبی عین معشوق دکھائی دیتا ہے اس میں نظر و دیدار معشوق کی لذت ہے۔ یہاں حجاب اثر و نشان بھی مرتفع ہے یہ معرفت بلا حجاب مقام خلیلی ہے اس کے ممتاز فرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور اسی کے مطابق حائے باصرہ دماغی میں شے مرئی کا قرب زیادہ ہے اور حضوری کامل ہے۔ شامہ و سامعہ کی حضوری و قرب سے۔ یہ منظر ہے عالم شہادت کا (۴) حائے ذوق قلبی اس میں لذت نظر ہے۔ اس کا قرب حائے بصر قلبی کے قرب سے زیادہ ہے اس میں عاشق کو ذات معشوق میں ایسی محویت ہوتی ہے کہ حن معشوق سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے (۵) انظر فی الوجه الحسن یزید النور فی البصر ترجمہ خوبصورت چہرہ کا دیکھنا نور بصر کو زیادہ کرتا ہے۔ اس قول سے اس طرف اشارہ ہے۔ یہ مقام معرفت یعقوبی ہے اس کے ممتاز فرد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں اس کے مطابق دماغی قوت ذائقہ میں شے مذوق کا قرب زیادہ ہے اس قرب سے جو آنکھ کو سامنے کی شے سے قرب ہے اور یہ منظر ہے عالم مثال کا۔

۱۵) حائس قلبی۔ کاخط اور لذت یہ ہے کہ ذات حق سبحانہ سے پورا وصل ہو کسی قسم کا حجاب و درمیان نہ ہو یہ معرفت کشف معیت حقیقی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی معرفت ارفع و اعلیٰ ہے۔ معرفت خبر۔ اثر۔ نظر۔ لذت نظر سے یہ معرفت حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کی ہے اس میں سب سے زیادہ حضوری ہے یہ انتہاء معرفت ہے۔ اسی کے مطابق قوت لاسمہ و داعی کی لذت اور قرب تمام حواس ظاہری کے قرب و لذت سے بہت زیادہ ہے لاس و لموس بالکل متصل ہوتے ہیں جب اُس کی لذت و ادراک پورا ہوتا ہے اسی وجہ سے تمام جسم میں وہ محیط ہے۔ باقی حواس ایک ایک عضو سے مخصوص ہیں جیسے آنکھ ناک کان زبان یہ مظہر عین جامعہ کا ہے۔

یہ پانچوں حواس قلبی ابواب معرفت ہیں اور پانچوں حواس داعی ظاہری انکشاف نہیں جس سالک کے یہ ابواب معرفت کھلتے ہیں وہ ظاہری حواس کی لذات سے بے چر ہو جاتا، بلکہ اس کو ان حواس کی لذت بھی اتنی حق سبحانہ کی طریقت کھینچ کر ادب کے یہ حواس قلبی مفتوح نہیں ہوئے ہیں وہ حواس ظاہری کی لذت جسمانی میں نہ بہک رہتا ہے اور حضرت حق سے دور ہو جاتا ہے۔

خ

خودی انانیت کو کہتے ہیں اس کی تفصیل۔ انانیت کے بیان میں گزر چکی ہے۔  
 خلیج اول۔ عالم ارواح۔ اور خارج ثانی عالم مثال اور خارج ثالث عالم اجسام۔  
 ان تینوں عالموں کو مراتب خارجی کہتے ہیں کیونکہ ذات کے وجود خارجی کے مظاہر ہی تین عالم ہیں جس طرح کہ احدیت اور وحدت اور واحدیت ذات کے مراتب داخلی اور بطون کہلاتے ہیں۔  
 خزار انخا ذات بحت وجود مطلق کو کہتے ہیں۔

خمچہ نامہ مقام عشق یعنی ذات کے مرتبہ عشق کو کہتے ہیں اور ذات کا مرتبہ عشق درجہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ ہے کیونکہ اسی مرتبہ میں ذات کو اپنے آپ کو دیکھنے کا شوق ہوا۔ اور جلے درود انوار آہی (سینہ سالکین)

خال اس کے چند معنی ہیں (۱) انسان کامل کا دل (۲) نقطہ روح کے مرکز اس کا قلب ہے جس کو سودا بھی کہتے ہیں (۳) معصیت کی ظلمت (۴) تجلی جلالی (۵) ذات کے مرتبہ خفاء و انخفاء کو بھی خال کہتے ہیں کیونکہ نور اس مرتبہ کا سیاہ ہے خال سیاہ عالم غیب اور عالم ہستی کا نام ہے

خرابات عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں کیونکہ اس کا سینہ گنجینہ محبت الہی ہوتا ہے اور اسرار آہی سے معمور ہوتا ہے اور بندگان خدا اس سے عشقیہ فیض حاصل کرتے ہیں۔ نیز تصویرات بشری جو عالم ناسوت میں ہوں۔

خراباتی وہ پیر کامل جس نے اپنی خودی اور ہستی شادی ہو اور مقام فنا فی اللہ سے آگے عشق ذات میں قدم بڑھا کر باقی بالمد ہو گیا ہو۔

خراب سالک کا استغراق عشق کی محویت

خرابی عقل کی تدبیر اور اس کے تصرفات

خلق ذات کے فیضوں مراتب خارجی یعنی عالم ارواح۔ عالم مثال۔ عالم اجسام کو عالم خلق کہتے ہیں۔

خلیفہ خلیفہ اللہ انسان کامل کو کہتے ہیں اور جو شخص نبی کا یا کسی ولی کا جانشین ہو

وہ اس کا خلیفہ کہلاتا ہے جیسے نبی کریم علیہ السلام کے خلفاء حضرت صدیق و

فاروق و عثمان غنی و علی و امام حسنؑ و امام حسینؑ رضی اللہ عنہم اور حضرت علیؑ کے

خلفاء امام حسین و امام حسن و کبیر بن زیاد و حسن بصری اور جیسے حضرت

خواجہ امیر کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



خیال تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ کا نام ہے اس لئے کہ ذات نے اپنے ظہور کا اسی مرتبہ میں خیال اور تصور فرمایا ہے۔

خرقہ پیر کے اس لباس کو کہتے ہیں جو مرید کرنے کے وقت یا خلافت اور اجازت دینے کے وقت عطا کرے۔ اسے خرقۃ الصوف بھی کہتے ہیں۔ اس میں چند فوائد ہیں۔ اول یہ کہ مرید اپنے شیخ کا سا لباس پہنے تاکہ لباس ظاہری میں بھی شیخ کی مشابہت نصیب ہو۔ دوسرے یہ کہ شیخ کے عطا کئے ہوئے لباس سے مرید کو شیخ کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ خرقہ عطا کرنے کے وقت شیخ کی ایک خاص حالت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوتا ہے وہ یہ کہ شیخ اپنی نور بصیرت سے مرید کے حال کو دیکھتا ہے۔ اس میں جو کچھ کمی پاتا ہے اسے پوری کرتا ہے اور اپنا جیسا بنا دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ خرقہ کی برکت سے مرید کو شیخ سے محبت بڑھتی ہے اور ہمیشہ کے لئے اتصال قلبی ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ خرقہ کی رسم خود حضور نبی کریم ﷺ سے جاری ہوئی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم علیہ السلام نے ایک خرقہ حضرت اویس قرنی علیہ الرحمۃ کو عطا فرمایا تھا۔ اور ایک خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حمرت کیا تھا۔ اس سنت کو مثلئح طرقت نے برابر جاری رکھا ہے۔ اور ظاہری امور کی حفاظت و درستی کو بھی خرقہ کہتے ہیں۔

خلوت ماسوائے اللہ کی محبت اور غیر اللہ کے خیال سے دل کو خالی کر کے اللہ کی محبت میں مستغرق ہونا اور اپنی ہستی سے بیگانہ ہونا خلوت ہے اور بعض صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ بندہ اور مولیٰ میں وہ راز دنیا ز اور اسرار کی باتیں ہونا جس کی کسی کو خبر نہ ہو خلوت ہے۔

خلوت در انجمن حضرات نقشبندیہ کی گیارہ اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح

خلوت در انجمن بھی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ بظاہر مخلوق کے شامل رہے اور  
اور بباطن مشغول بحق رہے۔

خضر نام ہے ایک بڑے اوالوالعزم ولی کامل کا جن کا قصہ قرآن شریف میں ہے اور  
جن کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور جن کو اسی خضر جی ہم کے  
ساتھ حیات جاوید حاصل ہے اکثر مشکلات کے وقت لوگوں سے ملتے ہیں  
اور ان کی مشکلات حل کرتے ہیں۔ اور بہت سے بزرگوں کو آپ کی ذات  
سے فیض حاصل ہوا چونکہ یہ صوفی لفظ خضر سے اشارہ حالت بسط کی طرف  
کرتے ہیں جس طرح لفظ ایلاس سے اشارہ حالت قبض کی طرف

خلع العادات یعنی صفات ذمیہ اور خواہشات نفسانی کو اپنے دل سے اس طرح نکال  
دینا کہ کبھی ان کا خیال بھی نہ آئے اور بہترین خلوص و محبت کے ساتھ بجا آوری  
احکام الہی میں ثابت قدم رہنا۔

خلق جدید تمام کمکات کو وجود ذات کے مرتبہ واحدیت (جس کو نفس رحمان بھی کہتے ہیں)  
سے عطا ہوتا ہے اور اس کی کیفیت اس طرح ہوتی ہے کہ ہر خطہ ہر آن ایک  
شکل بنتی ہے اور بگڑتی ہے۔ کہیں ظاہر کہیں گم اس تغیر اور اس بناؤ بگاڑ  
کا سلسلہ برابر ہر آن جاری ہے یعنی اس عالم میں جو چیز موجود ہے۔ وہ ہر  
وقت متغیر ہوتی رہتی ہے ایک طرف تو اس میں ہر وقت نیا نیا اضافہ ہوتا  
رہتا ہے دوسری طرف ایک نہ ایک چیز اس کی گم اور کم ہوتی جاتی ہے اسی  
ہر آن کے تغیر کو خلق جدید کہتے ہیں۔ گویا یہ عالم وجود عدم کا ہر وقت متحضر  
منشق بنا ہوا ہے۔

خمار حرف خاک کے پیش اور میم کے تشدید سے صُخَّار کے معنی مرشد کامل اور خاکے  
پیش اور میم مفتوح بلا تشدید صُخَّار کے معنی ذات مطلق کا پردہائے کثرت میں

اپنے کوچپانا۔

خاتم و شخص ہے جس نے تمام مراتب اور مجاہدات طے کر لئے ہوں۔ اور کمال کے انتہائی مرتبہ کو حاصل کر چکا ہو۔ جس طرح نبوت اور ولایت دونوں کے خاتم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صرف ولایت کے خاتم حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

خشوع و خضوع عجز و انکساری خلوص و محبت کے ساتھ خفی روح میں ایک لطیفہ الہی رکھا ہوا ہے۔ جس کے سبب سے روح پر فیضان الہی ہوتا ہے اور صفات ربوبیت کی تجلیات وارد ہوتی ہیں۔

خط برزخ کبریٰ و عالم ارواح کو کہتے ہیں۔

خط سیاہ غیب انسیب یعنی مرتبہ احدیت

خط سبز عالم برزخ مطلوب

خانہ مراد اس خودی سے ہے کہ جس میں وجود ناپید ہو جائے۔

خواب فناے اختیاری اور نیرستی مجازی کو کہتے ہیں۔

خدا انوار ایمانی کے انخساف کو کہتے ہیں۔

خاررہ اپنی ہستی اور اپنی خودی کو کہتے ہیں۔

خاطر خطرہ واضح رہے کہ انسان کے دل پر غیب سے جو واردات ہوتی ہیں ان کی

چند اقسام ہیں (۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کرمی اور محض عنایت سے بندہ کے دل

پر بلا اس کی کوشش کے ایسی کیفیت طاری ہو جو بندے کو حق تعالیٰ سے

قریب کر دے اور مراتب سلوک اور منازل قرب طے کرادے اس کو جذبہ

کہتے ہیں (۲) دوسرے یہ کہ بندہ کے دل پر ایسی اضطرابی کیفیت خدا

کی طرف سے نازل ہو جو بندے کو مجبور کر کے خدا کی طرف متوجہ کر دے

امرتام برائیوں سے اُسے چھوڑا دے۔ اسے خطرہ داعیہ کہتے ہیں (۳)۔  
 قیصر یہ کہ انسان کے دل پر بطور خطاب کے اس کی صلاحیت اور اس  
 کی استعداد کے مطابق کچھ وارد ہو۔ اسے خاطر کہتے ہیں اور خطرہ بھی کہتے  
 ہیں اس کے چار اقسام ہیں (۱) خطرہ روحانی یا خطرہ ربانی۔ وہ خطرہ ہے  
 جو سالک کو ذات حق سبحانہ کی طرف متوجہ کرے (۲) خطرہ مکی وہ ہے۔ جو  
 سالک کو عبادت کی طرف رجوع کرے۔ (۳) خطرہ نفسانی جو سالک کو  
 حظ نفس اور خواہشات دنیا کی طرف متوجہ کرے اس کا دوسرا نام ہاجس ہے  
 (۴) خطرہ شیطانی وہ ہے جو رغبت دلاتا ہے معصیت اور شر و فساد کی اور  
 بجا آدمی احکام خداوندی کی مخالفت کرتا ہے۔

دوم نفس یعنی سانس۔ حرکت باطنی یعنی حرکت ذات کو کہتے ہیں چونکہ ہر ذی حیث  
 میں سانس کی حرکت اس کے اختیار سے نہیں ہے بلکہ ذات حق سبحانہ  
 کی قدرت سے ہے۔ اس لئے اس کو ذات کی حرکت کہا جاتا ہے۔  
 دلائل ثلاثہ صوفی کے مراتب ثلاثہ یعنی قنانی الشیخ۔ قنانی الرسول۔ قنانی اللہ کو کہتے ہیں  
 دنیا خدا کی طرف سے غافل رہنا اور اپنی خواہشات میں مشغول اور سرور رہنا  
 دنیا ہے بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ ۵

چیت نیا از خدا غافل بودن نے قماش و فقرہ و فرزند وزن

دیدار ہر شئی میں ہر ذرہ میں ذات حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھنا  
 دوزخ وہ عذاب کی جگہ ہے جس میں کافر و مشرک ہمیشہ کیلئے عذاب میں مبتلا رہیں گے  
 اس کے سات درجے ہیں اور کبھی دوزخ سے نفس امارہ کی طرف اشارہ  
 کرتے ہیں کیونکہ اس کے دام میں آکر انسان سے وہ فعل سرزد ہو جاتا ہے

جس کی سزا دوزخ ہے۔ اور کبھی لفظ دوزخ سے شکم یعنی پیٹ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اس پیٹ کی بدولت کیا کچھ کر گزرتا ہے اور کیسی کیسی بلاؤں میں پھنستا ہے۔

دیر مراد خرابات ہے یعنی مرشد کامل کا باطن کبھی عالم انسانی کو (عالم ناسوت) اور عالم حیرت کو بھی دیر کہتے ہیں۔

درویش اللہ تعالیٰ کے سچے طالب اور سچے عاشق کو کہتے ہیں وہاں یہ لفظ چند معنی پر بولا جاتا ہے۔ (۱) صفت حیات یعنی زندگی (۲) صفت تکلم (۳) سرخنی کہ جس کا راکب بہت مشکل ہے۔

وہاں شیرین ذات کی صفت تکلم بطریق تقدیس یعنی ملامادی آلات کے وہ ذات تکلم ہے۔ وہاں کو چمک محض صفت تکلم کو کہتے ہیں۔

دلیر دوست تجلی صفات کو کہتے ہیں اور کبھی دوست شفیقہ محبت الہی اور دلبر اسم قابض کی صفت کے ظہور کو کہتے ہیں

دوستی سالک کی شان محبت کو کہتے ہیں اور بغض کہتے ہیں کہ جب سالک پر یہ بات منکشف ہو جائے کہ میری محبت پر خدا کی محبت غالب ہے اسے دوستی کہتے ہیں

دلدار اس کے کئی معنی ہیں (۱) حقیقت روحی (۲) تجلیات صفاتی کا دل سالک پر روشن ہونا (۳) اسم یا باسط کی صفت کا ظہور ہونا۔ دل میں محبت کے اثر سے صفت انسانی پیدا ہونا۔

ویار دلدار عالم شہود ہے۔

داورا اسم یا باسط کی صفت کا ظہور

دریچہ سالک کے دل پر انوار روحانی کا روشن ہونا۔

وانا طالب صادق اور سالک جو راہ خدا میں ثابت قدم رہے  
دوبور نفس امارہ کی خواہشات کے غلبہ کو دوبور اور جذبات حقانیہ کے غلبہ کو  
صبا کہتے ہیں۔

درہ بیضا، عقل اول، تعین اول، یعنی حقیقت محمدیہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث نبویہ  
ہے۔ اول ما خلق اللہ درہ بیضا، اور اول ما خلق اللہ العقل الاول یعنی اللہ تعالیٰ  
نے سب سے پہلے درہ بیضا یعنی عقل اول کو پیدا کیا۔

دل وہ لطیفہ روحانی اور لطیفہ ربانی ہے۔ وہی حقیقت انسانی ہے جس نے  
دل کو بچانا اُس نے خدا کو پالیا۔ اور جو دل تک پہنچ گیا خدا رسیدہ  
ہو گیا۔ دل منظر جمال و جلال ہے۔ دل آشیانہ ذات لازم الہی ہے۔

دلّال جلد محبوب کے ذوق و شوق میں جو سالک کو اضطراب اور قلق ہوتا ہے۔  
اسے دلّال کہتے ہیں۔

دیدہ سالک کے جملہ حالات کی طرف ذات حق سبحانہ کا متوجہ ہونا۔

دست صفت قدرت کا نام ہے  
دیوانگی آثار عشقیہ کا سالک پر غلبہ ہو جانا یعنی حالت سکر کا طاری ہونا۔ اور مقام  
محفوظ ہے منجانب اللہ۔

درازی زلف سے یہ مراد ہے کہ وہ ذات پاک بصفت جمال خواہ بصفت جلال  
ان تعینات اور تنزیلات اور شیونات میں محصور نہیں ہے اس کے مظاہر  
حد شمار میں نہیں آسکتے اس ذات کی کسی صفت کی بھی حد مقرر نہیں  
ہو سکتی اس کی درازی و طولانی کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا ہے۔

درد عاشق کی اس حالت کا نام درد ہے کہ غلبہ شوق اس حد تک بڑھ جائے  
جو اس کی برداشت سے باہر ہو۔ اس حالت میں عاشق ایسا یحییٰ

ہوتا ہے کہ کسی کل کسی کروٹ آرام نہیں پاسکتا۔ اس بے چینی کا زبان سے بیان محال ہے جس تن لاگے وہی تن جانے۔ اس بے چینی کی ادنیٰ شرح یہ ہو سکتی ہے کہ ایک لمحہ اور ایک آن واحد کی تکلیف ساتوں طبقات دوزخ کی دوائی تکالیف سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے اس کی ایک ادنیٰ تکلیف تمام جہان کی تکالیف سے وزنی ہے اس کی سوزش تمام عالم کی سوزش سے برتر ہے اس کی وہ گرمی ہے جس سے آتش و دھخ جھلکے ٹھنڈی راکھ ہو جائے۔

**دو** ف طلب محشوق کو کہتے ہیں  
**دوش** یہ لفظ چند معنی پر بولا جاتا ہے (۱) صفت کبریائی (۲) عالم غیب (۳) ازل (۴) کثرت اسماء ذات

**دام** مقادیر بے اختیاری اور شش عشق کو بھی کہتے ہیں  
 در باقن گذرے ہوئے حالات کو دل سے بھلا دینا۔  
**دروں** عالم ملکوت کا نام ہے۔

**دور** عارفوں کے وہ الہامی الفاظ جن سے اسرار الہی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔  
**دستگاہ** جمیع صفات کمالی کی قدرت رکھنا اور جمیع صفات کمال کا حاصل ہو جانا۔  
**دہ** وہ یہ وجود مستعار ہے گو یا روح کے لئے یہ جسم گاؤں ہے کہ روح چند روز اس میں قیام پذیر ہوتی ہے۔

**دوری** اس عالم کثرت کی باریکیاں اور بشیائے مختلف اقسام کے مظاہر جن کی وجہ سے ذات بحت سے اعتباری دوری ہوتی چلی جاتی ہے۔



**ذات** ذات۔ وجود۔ ہستی۔ بہت۔ ذات بحت۔ ذات صرف۔ ذات ہو ہو۔

ذات سازج رب کے ایک معنی ہیں یعنی وجود حق سبحانہ تعالیٰ بلا اعتبار

صفات و تعینات

ذات مرتبہ واحدیت کو کہتے ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ میں ذات کی جملہ صفات باعتباراً کا ظہور ہوتا ہے۔

ذوق ذکر محبوب یا دیدار معشوق سے عاشق کا مست اور بیخود ہونا ذوق ہے بعض کہتے ہیں کہ اپنی خودی اور جملہ اعتبارات غیریت مشاکر ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا یعنی حق کو حق میں دیکھنا ذوق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شہود حق باحق کے تین مراتب ہیں (۱) پہلا درجہ ذوق ہے اس میں شہود حق باحق کی تجلیات شروع ہوتی ہیں اور پہلے درجے یہ تجلیات آتی ہیں اور جلد جلد ختم ہو جاتی ہیں دیر پا نہیں ہوتیں۔ (۲) دوسرا درجہ مشرب کہلاتا ہے اس میں یہ تجلیات شہودی بکثرت وارد ہوتی ہیں۔ اور دیر پا ہوتی ہیں یہ درجہ پہلے درجہ سے بڑھا ہوا ہے (۳) تیسرے درجہ شہود حق باحق کا لے نام ہے۔ یہ درجہ انتہائی مقام ہے اس مقام میں سالک شہود حق میں مستغرق ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی اور جملہ اعتبارات غیریت کو فنا کر کے حق میں حق کو دیکھتا ہے اور اسی میں محو ہو جاتا ہے کسی بزرگ کا قول ہے

لے چہ باش نہ از ہچورے بدہم از برائے منصب رے

ذوق فی معرفۃ اللہ۔ وہ ایک نور معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء اللہ کے دلوں پر وارد ہوتا ہے اور اولیاء اللہ اس نور معرفت کے ذریعہ سے حق و باطل میں تمیز کرتے ہیں۔

ذاکر وہ شخص ہے جو یاد حق میں ہمیشہ مشغول رہے۔



ذکر وہ شے ہے جس کے توسل سے مطلوب کی یاد ہو لہذا انسان کے جملہ افعال و اقوال و حالات بشرط یا دحق کے ذکر میں اور بصورت غفلت کے ضلالت اور گمراہی ہے۔

ذکر کی چار اقسام ہیں (۱) ذکر سانی (۲) ذکر قلبی (۳) ذکر روحی (۴) ذکر سری (۵) ذکر خفی (۶) ذکر اخفی (۷) ذکر اخفی الاخفی

(۱) ذکر سانی۔ اسی کو ذکر لفظی بھی کہتے ہیں یعنی زبان سے الفاظ ادا کرنا۔ اور ترتیب الفاظ کی رعایت رکھنا اور دل سے اس کے معنی کی طرف متوجہ ہونا اس کی دو قسم ہیں۔ ایک ذکر جہر یعنی آواز کے ساتھ الفاظ ادا کرنا دوسرے ذکر خفیہ یعنی آہستہ سے الفاظ ادا کرنا کہ اس کی دوسرا آواز نہ سُنے

(۲) ذکر قلبی یعنی مطلوب کے اسم کا مطالعہ کرنا بلا رعایت ترتیب الفاظ۔

(۳) ذکر روحی وہ مشاہدہ مطلوب کا ہے (۴) ذکر سری وہ حضوری مطلوب کی

ہے اس حالت حضوری میں ذکر یہ تیز رکھتا ہے کہ میں ذکر ہوں اور میرا

مطلب حاضر ہے (۵) ذکر خفی وہ ہے کہ مطلوب کی حضوری غالب ہو جائے

اور ایسی محویت ہو کہ اپنی خودی مٹ جائے صرف لذت ذکر ہی باقی رہ جائے

(۶) ذکر اخفی وہ ہو کہ مطلوب کی حضوری اس درجہ غالب ہو کہ ذکر و ذکر اور

نکود میں تمیز بالکل اٹھ جائے اور لذت ذکر بھی باقی نہ رہے صرف علم لذت ذکر

باقی رہے (۷) ذکر اخفی الاخفی وہ ہے کہ ذکر و ذکر مطلوب لذت ذکر علم

لذت ذکر سب کچھ درمیان سے اٹھ جائے صرف مطلوب ہی مطلوب رہ جائے

اور بعض صوفیائے کرام ذکر کی اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ ذکر چار طریقہ

سے ہوتا ہے ایک یہ کہ زبان ذکر ہو اور دل غافل ہو۔ دوسرے یہ کہ زبان

ذکر ہو اور دل بھی متوجہ ہو۔ لیکن کبھی کبھی دل غافل ہو جاتا ہے مگر زبان سے

ذکر برابر جاری رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ زبان اور دل دونوں سے ذکر جاری ہے مگر کبھی کبھی دونوں غافل ہو جاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ زبان غافل اور دل ذکر ہے۔ یہی انتہاء مقامات ذکر ہے اس مرتبہ میں ذکر اپنے دل کی آواز سناتا ہے بعض اکابر صوفیائے کرام ذکر کے اقسام اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ذکر پانچ قسم کا ہوتا ہے ۱، ذکر جلی ۲، ذکر قلبی ۳، ذکر روحی ۴، ذکر سری ۵، ذکر خفی۔

۱، ذکر جلی۔ اسم ذات۔ اللہ کا یا کلمہ طیبہ کا ذکر کرنا خواہ کسی طریقہ اور کسی صورت سے ہو۔ خواہ زبان سے ہو یا دل سے یا سانس کے ساتھ ۲، ذکر قلبی ایک خاص شغل ہے وہ یہ کہ ذکر انہی سستی کو معدوم سمجھے اور ذات حق کو اپنی صورت پر حاضر و موجود جانے اور یہ یقین کرے کہ موجود صرف وہی ذات ہے یہ جو کچھ ہے سب وہی ہے ۳، ذکر روحی وہ شاہدہ ہے ذات کا اور ذات کے صفات و افعال و آثار کا اس طرح پر کہ یہ سب عین ذات ہیں ۴، ذکر سری وہ معائنہ ہے اور نظر ذکر کی اس مرتبہ میں اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ اعتبار اور اسم صفات و افعال و آثار و درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔ لیکن اشغال بشری کبھی کبھی اس نظر کے مانع ہوتے ہیں ۵، ذکر خفی وہ ہے کہ یہ معائنہ ہر وقت حاصل ہے اور اشغال بشری اس نظر کے مانع نہ ہوں ذکر اسی معائنہ میں دائم اس حال رہے۔ اور مرتبہ احدیت میں پہنچ کر محو و بیخود ہو جائے۔

ذو الخار اللہ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے جن کی وجہ سے مخلوق کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور مصیبتیں اور بلائیں رد ہوتی ہیں۔  
ذو الحقل یعنی صاحب عقل وہ سالک ہے جو ظاہر میں خلق کو دیکھے اور باطن میں

حق تعالیٰ کو اس حالت میں سالک کے نزدیک ذات حق سبحانہ آئینہ خلق ہوتی ہے جس طرح آئینہ بوجہ اس عکس اور صورت کے جو اس میں نظر آتی ہے دیکھنے والے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے اسی طرح ذات حق سبحانہ اس سالک کی نظر میں ظاہراً محجوب ہوتی ہے اور خلق ظاہر ہوتی ہے۔

ذوالعین یعنی صاحب بصیرت وہ سالک ہے جو باطن میں خلق کو اور ظاہر میں حق کو دیکھے اس حالت میں سالک کے نزدیک خلق آئینہ حق ہوتی ہے۔ لہذا سالک کی نظر میں خلق محجوب ہوتی ہے اور ذات حق ظاہر ہوتی ہے۔

ذوالعقل یعنی صاحب عقل و صاحب بصیرت وہ سالک کامل ہے جو حق تعالیٰ کو خلق میں اور خلق کو حق تعالیٰ میں دیکھتا ہے اور ایک دوسرے کی وجہ سے اس کی نظر میں محجوب نہیں ہوتا بلکہ وہ سالک ہر جگہ ایک ہی وجود دیکھتا ہے حق کو بعینہ خلق اور خلق کو بعینہ حق دیکھتا ہے۔

واضح ہو کہ یہ تین مراتب وحدۃ الوجود کے ہیں توحید میں اس کا مفہم بیان کر چکے ہیں۔ ذوالعقل وہ سالک ہے جو ذات میں جملہ کائنات کو دیکھے یعنی کثرت فی الوجدت اور ذوالعین وہ سالک ہے جو جملہ کائنات میں ذات حق کو دیکھے یہ وحدت فی الکثرت ہے۔ ذوالعقل والعین وہ سالک ہے جو خلق کو ذات میں اور ذات کو جملہ کائنات میں دیکھے یہ اعلیٰ مقام ہے۔ شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی قدس سرہ نے اپنے کلام میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے ۵

وفي الخلق عين الخلق ان كنت فيه  
وفي الحق عين الحق ان كنت داخل  
وان كنت ذاعين وعقل فامري  
سوي بين شي واحد فيه بالشكل

ذباب و میلز محبوب کی لذت اور محبت کی وجہ سے دوسری باتوں کا شعور جاتا رہتا ہے

رب ایک خاص نام ہے ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا اسی اسم سے تمام کائنات کی تربیت ہوتی ہے اور حقائق الہیہ یعنی اسماء الہیہ کلیہ سے جو حقائق کیانی کا ظہور ہوا ہے وہ سب اسی اسم رب کی تربیت سے ہوا ہے مثلاً۔ اسم رب مقتضی ہوا کہ اسم بدیع (جو حقائق الہیہ میں سے ہے) سے عقل کل (جو حقائق کیانی میں سے ہے) صادر ہو تو وہ صادر ہو گئی اور اسم بدیع اس عقل کل کا رب ٹھہرا الغرض اسماء کلیہ یعنی حقائق الہیہ ان حقائق کیانی کے ارباب اسی اسم رب کے مقتضی سے ہوئے ہیں ان میں ربانیت اسی اسم سے حاصل ہوئی ہے۔

رب الارباب وہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے باعتبار تعین اول کے کیونکہ وہ ذات احدیت مرتبہ تعین اول میں ظہور فرما کر ہی تو رب العالمین بنی ہے اور موسوم باسماء و موصوف بصفات ہوئی ہے اور ربوبیت مختصہ اور ربوبیت غلطی ہی تعین اول یعنی حقیقتہ محمدیہ ہے

رجعت مقام قرب حق سے گر جانا اور اللہ کی طرف سے پھر جانا رجعت ہے اور یہ بوجہ قہر الہی اور عتاب الہی کے ہوتا ہے۔ لغو باللہ من ذلک

رجاء سالک کا مقام احدیت کو ہمیشہ طلب کرنا رجاء ہے مع من از تو تر استخو اہم رویت حق یعنی ذات حق سبحانہ تعالیٰ کو مخلوقات میں دیکھنا۔ کیونکہ خلق منظر حق ہے۔

اور دونوں عالم میں بجز ذات حق کے کوئی غیر موجود نہیں ہے اس لئے کہ غیر حق عدم محض ہے۔ لہذا یہ جو کچھ نظر آتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے جو مختلف تعینات اور رنگ برنگ کی تشبیہات میں جلوہ گر ہے لیکن اس بھید کو وہی سمجھ سکے گا اور اس کا ذوق وہی پاسکے گا جس کا سلوک تمام ہو چکا ہے۔

رسول رسول سے کبھی مرشد کامل مراد لیتے ہیں اور کبھی خواطر کو بھی رسول کہتے ہیں  
رضا اپنے مولا سے ہر حال میں خوش رہتا۔ اور یہ سالک کے پنجگانہ مقامات  
میں سے ایک مقام ہے۔

رند وہ عاشق ذات حق تعالیٰ ہے جو اپنے غلبہ عشق میں ان رموز اور  
حقائق کو (جن کا چھپانا عوام الناس سے ضروری ہے) علانیہ بیان کر دے  
رندی عبادت میں ہر قسم کے اعمال سے قطع نظر کرنا۔

روح ایک جوہر بسیط و لطیف مشرق ہے جو افراد عالم میں حسب استعداد ان کے  
مستغرق ہے اور اُس کے کہنہ کو بجز ذات باری تعالیٰ کوئی نہیں  
سمجھتا۔ الغرض وہ ایک حکم ربی ہے اور روح قدسی بھی اسی کو کہتے ہیں  
اور وہ نفیست فیمن روحی میں اسی روح کی طرف اشارہ ہے۔ جب یہ  
روح جمادات میں جلوہ گر ہوتی ہے تو روح جمادی کہلاتی ہے تو اسی طرح  
نباتات میں روح نباتی حیوانات میں روح حیوانی انسان میں روح  
انسانی کہلاتی ہے۔

روح اعظم تین اول و حقیقت محمدیہ  
روح عالم سے مراد آدم علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے مجازاً  
ان کو روح عالم کہتے ہیں۔

ریاضت موافق شریعت و طریقت عبادت شائستہ مثل کثرت روزہ نماز ذکر  
لوازل۔ اعتکاف چلہ کشی وغیرہ

رنگ ذات کے مختلف صفات و افعال و آثار میں ظاہر ہونے کو کہتے ہیں۔  
کہ ہر آن و ہر لحظہ رنگ و رنگ کی صورتوں پر جلوہ پذیر ہے

راں بوجہ خواہشات و غلبہ ظلمات جسمانیہ کے قلب اور عالم قدس کے درمیان ایک

حجاب ظلمانی پیدا ہونے کو کہتے ہیں۔

رتق ذات کے مرتبہ بھال یعنی وحدت کو کہتے ہیں اور ہر بطون اور ہر غیبت کو اور ہر حلقہ حقائق مکنونه فی الذات کو حضرت واحدیت کی تفصیل سے پہلے مرتبہ کو رتق کہتے ہیں اور مرتبہ واحدیت میں حقائق کی تفصیل کو رتق کہتے ہیں چنانچہ اس آیت پاک میں اس کی طرف اشارہ ہے ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنا۔

رحمن اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن اس نسبت سے ہے کہ جملہ موجودات کو وجود دے دے دیگر کمالات اسی جناب سے عطا ہوتے ہیں۔ اور مرتبہ وحدت پر بھی رحمٰن کا لفظ بولا جاتا ہے۔

رحیم حق سبحانہ تعالیٰ کا رحیم نام اس نسبت سے ہے کہ وہ کمالات معنویہ دے دے معرفت توحید کا فیضان اہل ایمان پر کرتا ہے اور کبھی مرتبہ واحدیت پر بھی لفظ رحیم بولا جاتا ہے۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ یعنی اللہ کی طرف سے بندے پر فیضانِ نعمت ہو بلا شرط کسی عمل کے اس آیت پاک میں اس طرف اشارہ ہے۔ رحمتی وسعت کل شیء رحمۃ جو بیہ متقی اور نیک بندوں پر فیضانِ نعمت ہونا رحمۃ وجوبیہ کہلاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال اور حسنات سے خوش ہو کر اپنے وعدے کے مطابق نزولِ برکات فرماتا ہے ان آیات میں اسی طرف اشارہ ہے۔ مناکبتہا للذین یتقون۔ ان رحمۃ اللہ قریب من الخنین۔

رداء سالک پر کسی صفت حق کا ظاہر ہونا یعنی سالک کا کسی صفت حق تعالیٰ سے متصف ہو جانا۔

رؤی اللہ تعالیٰ کی خاص صفات میں سے کسی صفت کے لئے بندہ کا مدعی ہونا

رہی ہے یعنی ہلاکی

رسم اس کے کئی معنی ہیں، بلائیت کی عبادت یعنی عادت اور رسمی طور سے عبادت کرنی (۲)، خلق اور صفات خلق کو بھی رسم کہتے ہیں۔ یہاں رسم کے معنی اثر کے ہیں کیونکہ جملہ کائنات آثار حق ہیں جو افعال حق سے پیدا ہوئی ہیں

رعونت خواہشات نفسانی میں اور لذت جسمانی میں مخلوط اور سرور و رہنمائی ہے رقیقہ لطیفہ روحانیہ کو کہتے ہیں۔ نیز سالک کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کا فضل شامل حال رہتا ہے اور اس پر وقتاً فوقتاً نزول رحمت و برکت ہوتا رہتا ہے۔ اس کو رقیقۃ النزول کہتے ہیں۔ اور سالک علوم معرفت اور اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کے ذریعہ سے جو قرب حق حاصل کرتا ہے ان ذرائع کو رقیقۃ العروج و رقیقۃ الارتقاء کہتے ہیں۔ اور کبھی علوم سلوک طریقت کو بھی رقیقہ کہتے ہیں اور ہر وہ شئی جس سے کثافت جسم اور برائی نفس کی دور ہو اور لطافت و ہلائی حاصل ہو رقیقہ ہے۔

روح الالقاء جبریل علیہ السلام ہیں جو اللہ کی طرف سے نبیوں پر وحی لایا کرتے تھے اور قرآن شریف کو بھی روح الالقاء کہتے ہیں

راہ فنا عاشقوں کے لئے راہ عشق راہ فنا ہے اور ذاکروں کیلئے راہ ذکر ریا اپنے آپ کو مخلوق کی نظر میں اچھا ظاہر کرنے کو چھوٹی عبادت کرنی۔ رغبت نفس کا ثواب کی آرزو کرنا نفس کی رغبت ہے دل کا حقیقت کی خواہش کرنا دل کی رغبت ہے اور سر کا ذات حق کی طلب کرنا سر کی رغبت ہے۔

روز پے درپے انوار کا دار و ہونا اور کبھی روز سے مرتبہ وحدت مراد لیتے ہیں جیسے شمس عالم کثرت۔ اور سرسراہٹ کو بھی کہتے ہیں اور مقام متساوی خاطر بھی مراد لی جاتی ہے رمز یہ کیفیت و نسبت مراد ہے جو عاشق و معشوق میں مشترک ہو۔

رُخ اس کے کئی معنی ہیں (۱) تجلیات مجرودہ و تجلیات مادی (۲) تجلی جالی (۳) مرتبہ واحدیت

رخسار حقیقت جامعہ۔ فاتحہ الکتاب۔ و مرتبہ واحدیت  
روسیا ہی اشارہ ہے سواد الوجہ فی الدارین کی طرف  
رتیب نفس امارہ۔ حواس خمسہ ظاہری رسامعہ۔ باصرہ۔ ذائقہ۔ لامہ۔ شامہ و  
حواس خمسہ باطنی۔ ذہن۔ خیال۔ وہم۔ حافظہ متفکرہ۔ یہ سب روح  
کے رتیب ہیں۔

روزہ نماز ماسوائے اللہ سے اعراض کرنا اور بہترین غذا کی طرف متوجہ ہو جانا۔  
روز و شب روز سے اشارہ دین کی طرف کہ وہ روشن ہے اور شب سے کفر کی طرف  
و شب روز اشارہ ہے کیونکہ وہ ظلمت ہے  
راحت ہر وہ شے جو دلی خواہش کے مطابق پیش آئے راحت ہے۔  
سرخ جو خلاف راحت ہو  
ریجاں وہ نور ہے جو انتہائی ریاضت اور تصفیہ سے حاصل ہو۔  
روئے مرات تجلی مقصود ہے

ز

زہد خواہشات نفسانی کو مارنا۔ جسمانی عیش و آرام کو ترک کرنا۔ دل کو ماسوائے اللہ  
سے خالی کرنا۔ عبادت اور تقویٰ اختیار کرنا۔

زائد جس میں زہد کی باتیں ہوں وہ زائد ہے جس کو آخرت کا ہر وقت خیال رکھ  
راحت دلذت دنیا کی پروانہ رکھے ہر وقت عبادت الہی میں مصروف رہے۔  
زاہد خشک ظاہر میں عابد متقی ہو لیکن دل محبت خدا سے خالی ہو اور تقویٰ و عبادت  
محض ریاکاری کے واسطے ہو۔



زلف اس کے چند معنی ہیں (۱) تجلی جلالی (۲) تجلی اسماء (۳) جذبہ عشق الہی (۴)  
ظلمت کفر (۵) مشکلات رموز حقائق کہ جن کے ادراک سے قفل عاجز ہوتی ہے  
(۶) ذات کے جملہ مظاہر اور تجاہات حقیقت محمدیہ یعنی تعین اول سے لیکر  
عالم اجسام تک۔ زلف کہلاتے ہیں۔ اور عالم غیبی کو بھی کہتے ہیں اور اس  
سے وہ وجود خاص مراد ہے جس کے درجہ کی معرفت سے تمام جہان کو  
علم حاصل ہو۔

زنار اس کے کئی معنی ہیں (۱) یک رنگی و یکجہتی یعنی توحید حقیقی کا حاصل ہو جانا۔  
معتشوق کا اپنے عاشق کو نازنا (۲) محشوق کی خدمت اور اطاعت کے  
لئے کمر بستہ ہو جانا (۳) کبھی زنار سے زلف ہی مراد لیتے ہیں۔ نیز باری تعالیٰ  
کی تجلی ذاتی کے زبردست وسیلہ سے مدوچا ہنا۔

زاجر وہ ایک نور ہے جو اللہ کی طرف سے مومن کے قلب میں وارد ہوتا ہے اور  
مومن کو اللہ کی طرف کھینچتا ہے

زجاجۃ اس آیت پاک اللہ نور السموات والارض انہ میں یہ چند الفاظ ہیں زجاجۃ  
مصباح۔ شجرہ۔ مشکوۃ۔ زمیونۃ۔ زیت۔ صوفیائے کرام نے ان کے معانی  
بیان فرمائے ہیں مصباح سے مراد روح شجرہ سے مراد نفس قدسی مشکوۃ  
سے مراد جسم ہے اور زجاجۃ سے مراد قلب ہے اور

زمیونۃ سے مراد وہ قلب ہے جس میں نور قدسی کے روشن ہونے کی استعداد ہے  
زیت سے مراد نور اصلی ہے جس سے قلب میں صلاحیت اور استعداد حاصل  
ہوتی ہے۔

زکوۃ ترک دنیا۔ اور راہ حق میں ایثار کرنا اور تصفیۃ قلب کو بھی کہتے ہیں۔  
زخم زلف اللہ تعالیٰ کے اسرار کی مشکلات اور دہشتاویاں۔

زبان چرب لیس کا کہہ رہے ہیں جو سالک کی طبیعت کے موافق ہو۔  
زندگی زندگانی۔ محبوب کا عاشق کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی خدمات و اشیاء کو  
قبول کرنا۔ دربار محبوب سے عاشق کا ہٹا دینا اور نیکان

زخندان اس ذات لطیف کو حجابات ظلماتی و پردہ ہائے جسمانی میں مشاہدہ کرنے  
میں جو مشکلات سالک کے لئے پیش آتی ہیں ان مشکلات کے مشاہدہ کو زخندان  
کہتے ہیں۔

زنج مقام ملاحظہ و مشاہدہ کو کہتے ہیں

زبان تلخ سالک کا غصہ سے جواب دینا

زمتان مقام کشف ہے

زبان سے مراد اسرار الہی ہوتے ہیں

زبان شیریں سے مراد وہ امر ہے جو موافق تقدیر کے ظہور پذیر ہو۔

مذہبی صفت سلوک اور عشق کی علامت ہے۔

زواہر الانبیاء۔ زواہر العلوم۔ زواہر الوصلہ۔ علوم طریقت۔ رمز حقیقت اسرار الہی کو کہتے ہیں

س

سیر سیر مقامات قرب حق اور مراتب ذات کے ادنیٰ مقام سے اعلیٰ مقام کی طرف

ترقی کرنا۔ سالک کا سفر اور سالک کی سیر ہے۔ اور یہ سیر و سفر چار قسم پر

مشتمل ہیں (۱) سیر من الخلق الی الحق۔ منازل نفس سے حجابات کثرت اٹھا کر

افق صیقل رکھ کر وہ انتہائی مقام قلب و مبداء تجلیات اسمائے کاہے ایک پہنچنا

(۲) سیر فی الصفات حق تعالیٰ سے متصف ہونا اور اسماء حق تعالیٰ کے

ساتھ مستحق ہونا اور انتہاء اس سیر کی افق اعلیٰ ہے جو انتہائی مقام

واحدیت ہے اور یہ مقام روح ہے (۳)، سیر بالئد۔ سالک کا عین جمع  
 و حضرت احدیت تک ترقی کرنا جب تک اس میں اذینت یعنی رسم غیریت  
 اعتباری باقی ہے مقام قاب قوسین کہلاتا ہے اور جب دور ہو جائے تو  
 اس کو مقام ادنیٰ کہتے ہیں اور یہ انتہائی مقام ولایت ہے۔

**سیر الی الحق** وحدت میں کثرت دیکھنا اور کثرت میں عین وحدت کو دیکھنا۔ اور اسی  
**الی الحق** کو سیر بالمد عن المد کہتے ہیں اور یہ مقام بقا بعد الفنا حاصل ہوتا ہے  
 جس کے بعد سالک کامل ہو کر طالبان حق کی تعلیم و تلقین میں مشغول  
 ہوتا ہے۔ اور ان کی تکمیل کرتا ہے۔

**سلوک** طلب قرب حق تعالیٰ۔

**سالک** سیرانی المد کرنے والے کو سالک کہتے ہیں اور ان کی چند قسمیں ہیں۔ اول  
 محض سالک (یعنی راہ طریقت پر چلنے والا و منازل طریقت کو مجاہدہ اور  
 ریاضت سے طے کرنے والا) (۲)، سالک مجذوب اس کو کہتے ہیں۔ کہ  
 اثنائے سلوک میں بفضل ایزدی یکایک ایسا جذبہ پیدا ہو جائے جو دفعۃً  
 اس کو واصل بحق کر دے۔ (۳) مجذوب سالک اس کو کہتے ہیں جس  
 کی ابتدا جذبہ سے ہو اور اس کے بعد وہ راہ طریقت مجاہدہ اور ریاضت  
 سے طے کر کے واصل بحق ہو جائے۔ (۴) مجذوب محض وہ ہے کہ جس پر جذبہ  
 الہی وارد ہو اور بہت سے اسرار اس پر منکشف ہو جائیں لیکن وہ بوجہ  
 حالت محویت کے اور جوش عشق کے قواعد سلوک پر عمل سکے اور طریقہ اہل  
 ارشاد کے مطابق راہ طریقت کے جملہ مراتب نہ طے کر سکے اور مقام بقا بعد الفنا  
 تک نہ پہنچے اس وجہ سے مجذوب محض قابل تقلید نہیں ہوتے سب سے  
 افضل مرتبہ سالک مجذوب کا ہے اس کے بعد مجذوب سالک کا ہے۔

اور بعض صوفیائے کرام لکھتے ہیں کہ سب سے اعلیٰ مرتبہ مجذوب سالک کا ہے۔ پھر سالک مجذوب کا پھر سالک محض کا پھر مجذوب محض کا۔  
سیاہی گنج خفی۔ مرتبہ احدیت بجلی ہو ہے۔

سابقہ اللہ تعالیٰ کی ازلی عنایت جو بندہ کے واسطے پہلے سے مقرر ہو چکی ہے  
سجد القلب سالک کا ذات حق کو مشاہدہ کرنا اور اس میں ایسا محو اور فنا ہو جانا کہ کوئی  
فعل جو ارجح اس کے مشاہدہ میں مخل نہ ہو سکے۔ یعنی اپنے اور مخلوق کے کار بارہ  
بھی کرتے رہنا اور مشاہدہ ذات میں بھی محو رہنا۔

ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ظہور کے وقت سالک کا اپنی  
ہستی اور امانیت کو مٹا دینا۔

سردہ المنہیٰ۔ برزخ کبریٰ یعنی حقیقہ محمدیہ تعین اول کو کہتے ہیں۔  
سکرشی سالک کی مراد اور ارادہ اور ارادہ کی مخالفت جو یکدم ایزدی ہو  
سواری خداوند تعالیٰ کے استیلا و احاطہ کا نام ہے (یعنی غلبہ حق)  
سجادہ ظاہری تبدیلی مراد ہے۔

سرو بندی مرتبہ مراد ہے  
سبزی مطلق کمال مراد ہے  
سیل دل کے اثرات کا غلبہ جو سرت سے پیدا ہو۔  
سخن و خواب شئی محسوس میں اشارات کا کشف  
سبب رنج اسرار الہی کے حصول کی مشکلات کا نام ہے۔  
سلام درود اور صفت و ثنا کو کہتے ہیں۔

ستر مجید الہی کو کہتے ہیں اس کے چند اقسام ہیں۔ ایک ستر لطیفہ ذات ہے جو  
قلب میں رکھا گیا ہے جس طرح روح جسم میں ہے اور یہ سر محل مشاہدہ ذات ہے

جس طرح روح محل محبت اور قلب محل معرفت ہے۔ دوسرا یہ سر ہے جس کی  
 بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں کہ انسان کے جسم میں ایک  
 مضغہ ہے اور مضغہ میں دل ہے اور دل میں روح ہے اور روح میں  
 ستر ہے اور ستر میں خفی اور خفی میں اخفی اور اخفی میں انا۔ تیسرا وہ ستر ہے  
 کہ جب اللہ تعالیٰ کسی خشنے کی ایجاد کا ارادہ فرماتا ہے تو اس خشنے کو مخصوص  
 اور متعین فرما کر لفظ کُن سے اس کو مخاطب کرتا ہے پس وہ خشنے ہوجاتی ہے  
 اس آیت پاک میں اسی طرف اشارہ ہے۔ انا قولنا شئی اذا اردناہ ان  
 نقول لہ کن فیکون۔ چوتھا ستر

سر العلم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کا علم پانچواں ستر  
 سر الحال ہے یعنی وہ سر جس کے ذریعہ سے ارادہ حق سبحانہ کی معرفت حاصل ہو چٹا ستر  
 سر حقیقت ہے۔ یعنی وہ سر جس کا افشاء نہیں کیا جاتا اور وہ ہر شے میں ہے۔ بلکہ  
 ہر شے کے عین یعنی وہی ذات ہے چون وہ کون سا تو اس ستر  
 سر التجلیات ہے یعنی سالک کا مرتبہ وحدت تک پہنچکر اور تجلی تعین اول کا انکشاف ہونیکے بعد  
 ہر اہم اور بزرگ مرتبہ میں احدیت کا شاہد کرنا اور ہر شے کو ہر شے میں دیکھنا۔ آٹھواں ستر  
 سر القدر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ازل میں ہر ایک اعیان ثابۃ کیلئے جو احکام اور احوال  
 مقرر فرمائے ہیں جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ اور جب  
 یہ اعیان ثابۃ وجود خارجی میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ تو بحکم خدا وہی احکام اور احوال  
 ان سے صادر ہوتے ہیں۔ نواں ستر

سر المرئوبیہ ہے۔ یعنی ذات حق سبحانہ رب ہے اور اعیان ثابۃ مرئوب ہیں اور ربوبیت  
 ایک نسبت ہے۔ درمیان ذات حق اور اعیان ثابۃ کے لہذا ربوبیت کا ظہور  
 موقوف ہے اعیان ثابۃ پر اور اعیان ثابۃ معدوم ہیں لہذا غیریت اعتباری

کے لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ربوبیت محذوم ہے کیونکہ وہ موقوف ہے۔

اعیان ثابۃ پر جو فی نفسہ محذوم ہیں۔ دسوال ستر

سمر السمر الربوبیۃ ہے یعنی سمر الربوبیۃ کو نظر حقیقت سے دیکھا جاوے تو اس میں اکیلا اور

سمر ہے وہ یہ کہ غیرت اعتباری اور اضافی نسبت کو اٹھا کر دیکھو تو وہی

ذات حق رب ہے۔ اور وہی ذات حق بصورت اعیان ثابۃ مرلوب ہے

کوئی غیر شئی نہیں ہے وہی رب وہی مرلوب وہی موجود لہذا نسبت ربوبیۃ

کسی غیر شئی پر موقوف نہیں ہے۔ کیونکہ رب کا غیر موجود ہی نہیں ہے پھر

ربوبیت محذوم کیوں ہو سکتی ہے۔ خود کو نہ و خود کو نہ گرد و خود گل کو نہ ۛ

خود بر سر آن کو نہ خریدار برآمد

سمر السمر الاشارۃ اسماء الہیۃ کو کہتے ہیں کیونکہ یہ اسماء عالم اکوان کے بطون ہیں۔

سمر السمر واصل باللہ ہو کر سالک کا ذات حق سبحانہ تعالیٰ میں مستغرق اور محو ہو جانا۔

اسی طرف بنی کریم صلعم نے اشارہ فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یغنی فیہ احد

دیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس وقت مجھ میں کسی چیز

کی گنجائش نہیں (سوائے ذات کے)

سقتہ القلب یعنی انسان کامل کا حقیقت برزخیہ (جو کہ جامع ہے امکان اور وجوب

کی) کے ساتھ متصف ہونا۔ کیونکہ انسان کامل جب اس مقام میں پہنچاؤ

تو اس کا قلب اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ ذات اس میں سما جاتی ہے اسی

لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن

قلب میں میں میری سمائی ہے۔

سقوط الاعتبار۔ یہ اشارہ ہے ذات حجت کی طرف۔ اس لئے کہ وہ

منزہ ہے جمیع اعتبارات سے۔

سہمہ ایک رمز ہے حقیقت کی۔ کسی طرح اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اکینہِ دوقی اور وجدانی کیفیت ہے جس پر طاری ہو رہی جانے۔

سوالِ انحضرتین یہ دو سوال ہیں دو حضرتوں یعنی دو درباروں کے ایک حضرت وجوب کا اور دوسرے حضرت امکان کا اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت وجوب کا سوال یہ ہے کہ اسماء الہیہ اپنے ظہور بصورتِ اعیان کے طالب ہیں نفسِ رحمان سے اور سوالِ حضرت امکان یہ ہے کہ اعیانِ ثابۃ اپنے ظہور بہ اعداد اسماء الہیہ کے نفسِ رحمان سے طالب ہے۔

سواد الوجہ فی الدارین فنا فی اللہ ہو جانا۔ دینِ دنیا کے جھگڑوں سے چھوٹ جانا صومیہ اس قول سے اسی طرف اشارہ ہے اذ اقم الفقر فہو المد جس وقت فقر تمام ہوا وہ المد ہے اور فقر حقیقی اسی کو کہتے ہیں۔

ساغر اس سالک کو کہتے ہیں کہ انوارِ غیبی کا شاہدہ کرے اور مقامات کا اس کو ادراک ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ جس چیز میں معانی کا ادراک اور انوارِ غیبی کا شاہدہ ہو اس کو ساغر کہتے ہیں۔

ساقی ان دونوں سے مراد مخلوق کو فیض پہنچانے والے اور رموزِ حقیقت و نکاتِ مطرب معرفت بیان کر کے عارفوں کو سرور رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ اور ساقی کے چند معنی اور بھی ہیں۔ (۱) صورِ جمیلہ کہ جن کے دیکھنے سے سالک پرستی غالب (۲) شرابِ محبت پلا کر اللہ تعالیٰ کی محبت دلیں پیدا کر نیوالا اور مقصودِ الطاہرین میں ہو کہ ساقی کی دو تئیں ہیں ایک ساقی بالذات دوسرا بالواسطہ ساقی بالذات اللہ تعالیٰ ہے جس کا اس آیت میں اشارہ ہے۔ وسقاہم بہم شرابِ ظہور اور بلائی اُن کے رب نے پاک شراب۔ اور ساقی بالواسطہ۔ جملہ انبیاء اور اولیاء۔ شیخِ کامل کہ فیضِ آہی کو طالبانِ حق تک پہنچاتے ہیں۔

سانی اطمینان خاطر سے تجلیات کا درود جو موجب لذت و شکر ہوتا ہے۔

سعادت سالک کا اپنی خودی کو مٹانا اور بعض علم لدنی سے مراد لیتے ہیں۔

سکینہ ایک نور ہے جو سالک کے دل پر وارد ہو کر اس کو مطمئن کر دیتا ہے جسے اس کو درجہ عین القین حاصل ہو جاتا ہے۔

سنت ترک دنیا کو کہتے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
الفریضۃ حب المولیٰ والنسۃ ترک الدنیا (محبت اللہ تعالیٰ کی فرض ہے اور ترک دنیا سنت)

سوا، بطون خلق وحق و بطون حق وخلق یعنی مخلوق عدم محض ہے اور جو کچھ  
شہود ظاہر ہے وہ حق ہے لہذا خلق باطن وحق ظاہر ہے اور چونکہ تقنیات  
منظہر حق ہیں اور ذات ان میں پوشیدہ لہذا حق باطن اور خلق ظاہر۔  
ستر اللہ تعالیٰ جو انعامات بندہ کو عطا فرمائے ان کو پوشیدہ رکھنا

سکر وقت مشاہدہ جمال محبوب مست و بیخود ہو جانا اور عقل کا عشق سے مغلوب  
ہو جانا اور اس نوبت پر پہنچا کہ اس کو عاشق و معشوق کی تمیز نہ رہے اسی  
حالت میں حضرت منصور رحمہ سے آنا الحق اور حضرت بایزید بطامی رحمہ سے  
سجانی ما عظم شافی صادر ہوا۔

سلاطین اختیارات سالک کا سلب ہو جانا۔

سمجادہ شریعت۔ طریقت حقیقت سے مراد ہے۔

سلطانی عاشق پر احوال و اعمال موافق حکم الہی جاری ہونے کو کہتے ہیں۔

سماع مجلس انس و محبت کو کہتے ہیں

سخن عالم غیب کے اسرار سے آشنا و آگاہ ہونا (۲) محض انبیاء الہی کے  
اشارات مراد ہیں۔



سخن شیریں وحی والہام جو انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام پر وارد ہوتے ہیں  
سہر زلف انسان کامل کو کہتے ہیں۔

سلامتی تجرید اور تفرید کو کہتے ہیں۔

سہر وی نفس کا اپنی خواہشات سے فارغ ہو جانا

سیمرغ عقل کل

سیم لصفیہ طاہر و باطن

سیب نخلجہ ان لذت مشاہدہ اور معشوق کے لطف فہر امیر کو کہتے ہیں

سیل غلبہ احوال اولیاء اللہ کو کہتے ہیں

ساربان رہنما۔ مرشد اور قضا و قدر کو کہتے ہیں۔

سرخ سالک کی قوت سلوک کو کہتے ہیں۔

سبزی کمال لطف خواہ خدا کی طرف سے ہو یا خدا کے دوستوں کا ہو یا معشوق مجازی کا ہو

پیدی۔ یکرنگی۔ اور توحید ذاتی کو کہتے ہیں۔

ش

شُرک تین قسم پر ہے ۱، شرک جلی (۲) شرک خفی (۳) شرک اخفی۔ ۱، شرک جلی

خدا کی ذات و صفات میں دوسرے کو شریک کرنا۔ اور صفات حق کو

ذات حق کے غیر سمجھنا۔ (۲) شرک خفی غیر اللہ کو فی نفسہ موجود سمجھنا۔

جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اعیان ثابۃ بذات خود موجود ہیں (۳) شرک اخفی

سالک کا اپنی ہستی کو غیر خدا سمجھنا۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں

خودی کفر است نفی خویش کن و کہ جز حق در حقیقت نیست موجود

شہود رویت حق بحت۔ یعنی جملہ کائنات اور جمیع موجودات کو عین حق مبرتبہ

حق ایقین سمجھنا۔ اور جمیع اعتبارات غیریت کو اٹھا دینا اور ہر ذرہ میں ذات واحد کو اور ذات میں جملہ موجودات کو بصفت غنیۃ دیکھنا

مثلاً ہر شاہد سے سالک کے قلب میں ایک حضوری پیدا ہوتی ہے جو قلب پر چڑھتا ہے۔ شاہد الحکم ہر جاتی ہے اگر اس حضوری میں علم لدنی کا غلبہ ہے تو اس کا نام شاہد الحکم ہے۔ شاہد وجد اور اگر حالت وجد ہے تو اس کا نام شاہد الوجد ہے۔ شاہد تجلی اور اگر تجلی انوار کا غلبہ ہے تو اس کا نام شاہد تجلی ہے۔ شاہد حق اور اگر غلبہ ذات حق سبحانہ بلا کیف ہے تو اس کا نام شاہد الحق ہے۔

شاہد الوجود تعین اول مرتبہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ کو کہتے ہیں۔ شاہد الحق حقائق کو نبیہ کا نام ہے کیونکہ شاہد حق سبحانہ انہیں حقائق کو نبیہ میں ہوتا ہے۔ شاہد التوحید تشخصات اشیاء کا نام ہے یعنی جملہ موجودات میں ہر موجود کا ایک جداگانہ تشخص ہے جس کی وجہ سے وہ دیگر موجودات سے ممتاز ہے اور ہر موجود اپنے تشخص میں یکتا اور واحد ہے اور یہی تشخص اس کی حقیقت ہے اور علینا ات ہے اسی لئے ہر موجود اس ذات کی یکتائی کی دلیل اور اس کی وحدانیت کی علامت ہے۔ شمر فنی کل شئی لہ آیت ۳۰ تدل علی انہ واحد

(ہر چیز میں اللہ کی نشانی ہے۔ جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ہے۔) شاہد الاسماء اعیان خارجہ میں کیونکہ یہ مظاہر میں اسماء آہیہ کے مثلاً مرزوق مظہر اور شاہد ہے اسم رازق کا اور میت شاہد ہے اسم ممیت کا اور حی یعنی زندہ مظہر و شاہد ہے اسم حی کا۔

شہود الجمل فی انفصل ذات احدیت کو ہر ذرہ میں دیکھنا یعنی وحدت فی الکثرت شہود انفصل فی الجمل ہر ذرہ اور ہر جملہ موجودات کو ذات احدیت میں دیکھنا یعنی کثرت فی الوحدت

شراب محض کو شر مطلق اور دجو مطلق کو خیر محض کہتے ہیں  
شیدا وہ شخص ہے جس پر جذبہ شوق غالب ہو اس کے دل میں ہر وقت ایک  
میس سی رہتی ہے۔ اور ہر وقت نگلین و خین رہتا ہو۔

شجر شجرہ دجو خارجی جسم ظاہری کہتے ہیں اور انسان کامل کو بھی کہتے ہیں اس  
لئے کہ وہ جامع حقیقت ہے اور جملہ موجودات پر اس کا تصرف ہے اس کے  
فیض کی شاخیں ہر موجود کی طرف رواں ہیں۔ یہ شجرہ متوسطہ ہے درمیان  
شجرہ دجو یہ شرقیہ اور شجرہ امکانیہ غربیہ کے اس کی جڑ قائم ہے ارض سفلی  
میں اور فروغ یعنی شاخیں وہ حقائق روحانیہ ہیں سماوات میں اور تجلی  
ذاتی اس شجرہ کی حقیقت ہے اور اسرارانی انا اللہ رب العالمین اسکا پھل ہے  
شراب (۱) ذوق و شوق کو کہتے ہیں کہ جو دل سالک پر وارد ہو کر اس کو مست و بخود  
بنادے (۲) وہ غلبہ عشق ہے کہ جس کے سبب بھید کی باتیں زبان  
سے نکلیں اور اس کی وجہ سے مستوجب ملامت ہوں (۳) عشق و محبت  
حق سبحانہ تعالیٰ (۴) معرفت حق کو بھی کہتے ہیں۔

شراب خام مرتبہ عبودیت کو کہتے ہیں یعنی ابتدائے سلوک کی کیفیات جو سالک پر  
وارد ہوتی ہیں۔

شراب نچتہ کمال شوق اور کمال ذوق الہی کو کہتے ہیں (عشق کا نام ہے)  
شراب خانہ پیر کامل۔ عارف کامل کہ جو ممکن اسرار الہی ہیں اور ان سے فیضان  
جاری ہوتے ہیں۔

شراب کے ساغر و جام تجلی دل کو کہتے ہیں کیونکہ تجلی دل مقتضی خمار مطلق کی ہے  
شراب بادہ خوار وہاں تعین و جونی و امکانی کا دخل نہیں اور یہی تجلی ذاتی ہے  
شراب ساتی آشام اس لئے اس تجلی کے وقت سالک کو امتیاز بادہ و ساغر  
شراب بے خودی

نہیں رہتا اور وہ ہمہ تن محو تجلی ہو جاتا ہے۔

**شراب صاف** وہ فیضانِ الہی کہ بواسطہ ارواحِ مقدسہ کے دوسروں تک پہنچیں  
شغلِ ذات و صفات کا تصور کرنا اور اس میں محو ہو جانا۔  
شرعیتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال یعنی وہ احکام جو جسم ظاہری سے  
تعلق رکھتے ہیں۔

شقاوتِ احکامِ الہی سے روگردانی۔

شوقِ دل کا طلبِ حق میں بڑھنا اور وصلِ یا رحا مل ہونے پر بھی طلب میں کمی  
نہ آنا بلکہ زیادہ ہونا

**شکر** سالک کا اپنی سستی کو معدوم اور حقِ تعالیٰ کو موجود سمجھنا۔  
**شیخ** اس انسان کا مل کو کہتے ہیں کہ جو شریعت پر عاملِ طریقت کا کامل اور حقیقت  
کا حامل ہو اور سلسلہٴ بیعت اس کا حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک  
صحیح ہو۔

**شیون** حضور علیہ اور حقانقِ عالم کو کہتے ہیں۔

شے ذاتِ حق سجا نہ کو شے کہتے ہیں اور دیگر موجودات کو مجازاً شے کہتے ہیں  
**شطحِ شطیحات**، یہ کلمات ہیں جو اصلین کا ملین سے حالتِ مستی اور غلبہٴ عشق  
میں بے اختیار نکلتے ہیں اور بظاہر شریعت کے خلاف ہوتے ہیں۔ جیسے  
حضرت منصور علیہ الرحمۃ سے اناحق اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ  
سے سبحانی یا اعظم شانی

**شفع** اس سے خلق مراد ہے چنانچہ اس آیت پاک (و الشفع والوتر) میں  
اللہ تعالیٰ نے خلق کی قسم کھائی ہے۔

**شفع** نور الہی کا نام ہے۔

شہنشاہ وجود اور سستی حق کو کہتے ہیں۔  
 شوخی ذات حق کا صفات و افعال کے اظہار کی طرف زیادہ متوجہ ہونا۔ اور  
 رنگ بڑگ مظاہر میں جلوہ فرمانا۔  
 شیر و شہر وال شب بیدار کو کہتے ہیں۔  
 شمر طہ مرتبہ واحدیت یعنی نفس رحمان کو کہتے ہیں۔  
 شمائل اخلاق حسنہ و صویر جمیلہ کو کہتے ہیں۔ حالات جمالی و جلالی کے ملنے کو بھی ہیں  
 ششپ اس کے چہرہ معنی ہیں (۱) زمانہ غم (۲) عالم غیب (۳) عالم کثرت (۴)  
 عالم جبروت (۵) مقام غیب الغیب  
 ششپ پیدا۔ ذات محبت کے انتہائی نور (جو کہ سواد اعظم ہے) کو کہتے ہیں۔  
 ششپ قدر سالک کا اپنی سستی و خودی کو فنا کر کے باقی باللہ ہو جانا۔  
 شکوفہ علوم مرتبہ  
 ششام عالم کثرت ہے اور صبح مرتبہ وحدت ہے۔  
 شیوہ وہ جذبہ عشق جو عاشق کیلئے قابل سہائی ہو اور بعض فرماتے ہیں کہ سالک کا وہ  
 جذبہ قلیل مراد ہے جو کبھی ہو اور کبھی نہ ہو اور زیادتی جذبہ سے سالک  
 مغلوب ہو گیا ہو۔  
 شعور معرفت ذات حق سبحانہ  
 شہر وجود مطلق کا کثرت میں ظہور  
 شباب سیر ذات میں تیزی اور جلدی کرنا۔ اور نزول سے عروج کی  
 کی طرف تیزی سے چڑھنا۔ اور مقامات سلوک کی مراعات اور  
 بارکیوں کی طرف متوجہ نہ ہونا۔  
 شبنم تصفیہ ظاہری و باطنی کو کہتے ہیں۔

# ص

**صاد** اس آنحضرت علیہ السلام مراد ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے صاد کے معنی دریافت کئے آپ نے فرمایا۔ صاد ایک پہاڑ ہے مکہ میں جس پر عرش رحمان قائم ہے اس جگہ پہاڑ سے وجود باوجود آنحضرت علیہ السلام مراد ہے۔

**صورة الحق** اس سے بھی حضور اکرم علیہ السلام مراد ہیں **صورة اللہ** اس سے مراد انسان کامل ہے کیونکہ وہ متصف بصفات الہیہ اور متحقق باسماء الہیہ ہوتا ہے۔

**صورة الارادة** سالک کا اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں فنا کر دینا اور جو کچھ کرنا اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے کرنا۔ اور صبیح اشیا کا ارادہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ مشاہد کرنا **صباح الکرہ** وہ حالات اور کیفیات ہیں جو سالک کو ذکر مطلوب سے غافل نہیں ہونے دیتے اور اس کی مہمت اور توجہ کو مضبوطی کے ساتھ مطلوب کی طرف قائم رکھتے ہیں۔

**صبوحی** سالک کا حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونا۔

**صبح** اس کے کئی معنی ہیں ۱) مرتبہ وحدت (۲) ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا ہر ذریعہ جلوہ گر ہونا ۳) سالک کے دل پر رموز معرفت اور اسرار حقیقت اور حالات کا ظاہر و منکشف ہونا

**صفت** ظہور ذات کو صفت کہتے ہیں اس کی چند قسمیں ہیں جو بیان کی جاتی ہیں۔ **صفات** اہمیت وہ ہیں جن کے ساتھ ذات حق موصوف ہو سکتی ہیں اور ان کی ضد کے ساتھ ذات موصوف نہ ہو سکے جیسے قدرت اس کی ضد یعنی عجز کے ساتھ

ذات حق موصوف نہیں ہو سکتی۔ اور جیسے علم اس کی ضد یعنی جہل کے ساتھ وہ ذات پاک موصوف نہیں ہو سکتی۔

صفات فعلیہ وہ صفات ہیں جن کی ضد کے ساتھ ذات حق موصوف ہو سکتی ہو۔ جیسے رحمت اس کی ضد غضب ہے اس کے ساتھ بھی ذات حق موصوف ہے کسی پر اس کی رحمت ہے کسی پر اس کا غضب ہے۔

صفات جمالیہ وہ صفات ہیں جن کا تعلق لطف و رحمت سے ہے  
صفات جلالیہ وہ صفات ہیں جن کا تعلق جلال و قہر سے ہے۔

صور علمیہ اعیان ثابۃ ہیں جن کا باب الالف میں ذکر ہو چکا ہے

صحو سالک کا انتہا توحید حقیقی میں پہنچ کر فرق مراتب سے غافل نہ ہونا۔

صیر سالک کا طلب معشوق حقیقی میں ریاضت شاقہ اور مجاہدہ کرنا۔ رنج و تکلیف اٹھانا اور اس میں ثابت قدم رہنا یہ سالک کا ادنیٰ مقام ہے

صدق انتہا ریحائی خدا اور مخلوق سے سچا معاملہ رکھنا ظاہر و باطن میں یکساں ہونا  
مرغ عشقی است معرفت بیشک صدق و اخلاص ہر دو شہپر او

صدق النور سالک کا جملہ تجربات طے کر کے اس مقام پر پہنچنا جہاں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ وہ مقام جمع ہے یعنی سالک کا مقام جمع تک پہنچنا اور ذات حق کا بلا حجاب مشاہدہ کرنا۔ صدق النور کہلاتا ہے

صدیق صدیق مفرد ہے اور اس کی حج صدیقین ہے۔

صدیقین صدیقین وہ اولیاء اکمل الکاملین ہیں جن کی صفائی باطن رسول کریم صلعم جیسی ہو اور جن کو قرب حق تعالیٰ نبیوں جیسا میسر ہو اسی وجہ سے رسول کریم صلعم کی باتوں پر صدیقین کا سب سے زیادہ اور مضبوط یقین ہوتا ہے اور ان کا ایمان نبیوں کے ایمان کے قریب ہوتا ہے۔ اسی لئے نبیوں کے بعد

صدیقین کا مرتبہ ہے۔ جملہ اولیاء اللہ سے جملہ صدیقین اکمل و افضل ہیں۔ چنانچہ آیت پاک (اولئک الذین انعم اللہ علیہم من البنین والصدیقین) میں نبیوں کے بعد ہی صدیقین کا ذکر ہے اور اولیاء صدیقین میں سب سے افضل حضرت ابوبکرؓ ہیں ان کا لقب صدیق اکبر ہے اور بعد انیا کے سب سے اعلیٰ مرتبہ حضرت صدیق اکبر کا ہی ہے چنانچہ حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا ہے انا و ابوبکر کفرسی رہا ان فلو سبقنی لامت بہ و لکن سبقته فامس بی یعنی میں اور ابوبکر گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی مثال ہیں اگر وہ مجھ پر سبقت لے جاتے تو میں ان پر ایمان لاتا لیکن میں ان سے سبقت لے گیا لہذا وہ مجھ پر ایمان لے آئے۔

صفائی دل کا اس درجہ تصفیہ کرنا اور اس میں ایسی روشنی پیدا کرنا کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا بے حجاب شاہدہ حاصل ہو صنم محبوب۔ تجلی روح و تجلی صفائی کو کہتے ہیں۔ اور کبھی صنم و محبوب سے حقیقہ محمدیہ مراد لیتے ہیں۔

صفا حمیدہ سالک کی وہ صفات جو منظر جمال ذات ہیں یعنی نیک خصلتیں جیسے سخاوت۔ حلم۔ صبر و شکر وغیرہ صفا ذمیمہ انسان کی وہ صفات جو منظر جلال و قہر حق سبحانہ ہیں یعنی برائیاں اور معصیت کی باتیں جیسے صغیرہ و کبیرہ گناہ صعق تجلی ذاتی میں محو ہو جانا۔ اور مرتبہ فنا فی اللہ کو پہنچنا۔

صاحب الزمان۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں اور صاحب الوقت صاحب الحال مخلوق میں تصرف ہوتے ہیں ان کا تصرف سب پر ہوتا ہے اور ان پر بجز حق تعالیٰ کے کوئی تصرف نہیں ہوتا۔



صبا وہ کیفیات اور حالات ہیں جو سالک کو امور خیر کی طرف رغبت دلاتے ہیں  
 وگناہوں کی ظلمت سے جو قلب پر چھا جاتی ہے جس سے تخلیقات نورانی  
 بند ہو جاتی ہیں اور اس ظلمت کے انتہائی درجہ کا نام رین ہے اس کے بعد  
 تو قلب کسی قابل ہی نہیں رہتا ظلمت ہی ظلمت ہو جاتی ہے  
 صفوت غیریت اور اعتباری دوقی سے صاف ہو جانا صفوت ہے اور جن کو یہ حاصل  
 ہے ان کو اہل صفوت کہتے ہیں۔

صراحی اس کے کئی معنی ہیں (۱) سالک پر حالت وجد طاری ہونی (۲) سالک کا  
 عالم تجر میں ہونا اور اس کے دل پر نوار ذاتیہ کا مٹجی ہونا (۳) سالک کی جملہ  
 صفات پر عشقیہ حالت کا غالب آ جانا۔ یہ ابتدائی درجہ سکر کا ہے۔  
 صلیح سالک کے اعمال اور عبادات کا جناب باری میں مقبول ہو جانا اور قرب ذات  
 حق میں ہونا۔

صوفی اُسے کہتے ہیں جس نے اپنا دل ماسوائے اللہ سے پاک کر لیا ہو اور نبی کریم  
 علیہ السلام اور ان کے دوستوں (یعنی پیران طریقت) کی پیروی میں ہمیشہ  
 مصروف رہے۔

صحیح الوجه وہ ہے جس کو اسم جو او کی حقیقت میں ناسیت حاصل ہو اور اس حقیقت جو او  
 کا منظر ہو ایسا شخص مقبول عالم ہوتا ہو اور نبی کریم علیہ السلام اس حقیقت جو او  
 کے منظر اکمل و اتم ہیں اور جو دو سخا میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ چنانچہ  
 مدت العمر میں کسی سائل کا سوال رو نہیں کیا۔

صوت سرمدی یعنی ذات کی آواز جس طرح ذات قدیم ہے اسی ہی یہ صوت سرمدی  
 بھی قدیم ہے اور جبراً طرح ذات اور وجود حق سبحانہ تعالیٰ بے کیف و بے جہت  
 ہے اسی طرح اُس کی آواز یعنی صوت سرمدی بھی بے کیف و بے جہت  
 ہے اور جس طرح وہ ذات پاک وجود مطلق جملہ کائنات میں جلوہ گر ہے

اور سب پر محیط ہے۔ اسی طرح یہ صورت سردی بھی جملہ اشیاء میں معمور ہے  
 اور سب آوازوں کی اہل ہے۔ یہ ایک سرحق ہے اس کی حقیقت سے وہی  
 آگاہ ہو سکتا ہے جو مراتب صفات کو طے کر کے ذات بے چون و بیچکن  
 میں فنا ہو گیا ہو۔ تمام عالم اس صدا سے پُر ہے کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا  
 برادر غیبی بندارت از گوشش      ندائے واحد القہار بنیوش  
 ندائی آید از حق بردوامت      چراغی تو موقوف قیامت  
 اس صورت سردی کی حقیقت کا انکشاف سلطان الاذکار کے شغل سے  
 ہوتا ہے اسی طرف حضرت شرف الدین بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ نے اشارہ  
 فرمایا ہے ۵

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند      گریہ بینی سرحق بر بانجند  
 اور اسی طرف حضرت مولانا روم قدس سرہ نے اشارہ فرمایا ہے ۵  
 بر لبش قفل ست در دل رازہ      لب بخوش دل پُر از آوازہ

## ض

ضمیر اس کے کئی معنی ہیں (۱) دل کی بات۔ (۲) راز دلی (۳) ضمیر سے محض دل مراد  
 لیتے ہیں۔

ضد لغت میں ضدین الٰہ دو چیزوں کو کہتے ہیں جو ہمچس ہو کر آپس میں ایک دوسرے  
 کی مخالفت ہوں۔ اسی لئے انسان کی ضد کسی ہتھکڑ یا شجر کو نہیں کہہ سکتے بلکہ  
 انسان کی ضد انسان ہی ہو سکتا ہے۔ اور شجر کی ضد شجر اور پتھر کی ضد پتھر  
 لیکن حضرات صوفیہ کرام کے نزدیک ضد شے عین شے ہوتی ہے کیونکہ  
 حقیقت میں سب ایک ہیں اور افعال و صفات کے اختلافات سے حقیقت



کے دل پر طرہ ہو کر تصفیہ و تزکیہ کرتی ہیں۔ جس سے سالک کا باطن صفات حمیدہ سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ طواع وہ انوار توحید میں جو کالمین کے دلوں میں وارد ہوتے ہیں اور جہلہ انوار و تجلیات پر محیط ہو جاتے ہیں طاہر وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ جملہ معصیات و مکروہات سے محفوظ رکھتا ہے ایسے شخص سے شریعت و طریقت کے خلاف کوئی فعل سرزد نہیں ہو سکتا جیسے جہلہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کبار اولیاء کرام

طاہر طاہر وہ شخص ہے جسے حق سبحانہ تعالیٰ معصیات اور خلاف شرع امور سے محفوظ رکھتا ہے۔

طاہر الباطن وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ و سوا اس شیطانی اور ہوا جس سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنے سوا دوسرے کی محبت پیدا نہیں ہونے دیتا۔

طاہر السر وہ ہے جو ایک آن اور ایک لمحہ خدا سے غافل نہ ہو ہر وقت ذات میں محو رہے۔

طاہر السر الحکم وہ ہے جو باوجود مشغولی ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے جہلہ مراتب اعتباراً اور مراد اسم خلق کو باقاعدہ انجام دے۔ یہ سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام ہے یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائبین اولیاء و صاحب ارشاد کا خاص صہ ہے ادھر اللہ سے سے واصل اور مخلوق کے شامل۔

خاص اس برزخ کبرے میں دیکھا حرف شدہ کا

طب عانی وہ ایک باطنی علم ہے جس سے کمالات انسانی اور امراض روحانی و طبی اور ان امراض کے علاج کا طریقہ اور اس کی دوائیں یعنی اعمال کا علم

حاصل ہوتا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ سالک کے دل کو اعتدال پر رکھا جائے۔ تاکہ وہ منزل بہ منزل مراتب اور مقامات کو طے کرتا ہوا داخل بحق ہو جائے اور یہ کہ اگر سالک میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہو جائے تو اس کا دفعیہ اور علاج کیا جائے۔

طیب روحانی وہ ہے جو اس طب روحانی میں کامل و مایہ ہو جیسے جملہ انبیاء و علیہم التیہ والسلام اور جملہ مشائخ سلاسل اور یہی مشائخ صاحب ارشاد و کہلاتے ہیں۔ انہیں کے وسیلہ سے مخلوق کی اصلاح اور نجات ہوتی ہے۔

طمس سالک کا اپنی خودی اور سہتی کو فنا کر دینا۔ اور جملہ اعتبارات غیریت سے بری ہو جانا۔ اور تمام حجابات طے کر لینا اور بالکل مٹ مٹا کر ذات میں بچانا بلکہ عین ذات ہو جانا یہ ارفع الارفع مقام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفات عہد کو صفات حق میں فنا کرنا طمس ہے۔

طرب اللہ تعالیٰ کی محبت میں دل کا سرور ہونا۔

طراوت انوار الہی کا مادیات اور عالم کشف میں جلوہ گر ہونا

طلب یہاں طلب سے مراد طلب مولیٰ ہے۔ کیونکہ اہل تصوف کے یہاں ہی ایک طلب ہے۔ طلب کامل اور طلب صادق اسے کہتے ہیں کہ شب و روز اپنے مولیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو اور ہر روز بلکہ ہر آن طلب بڑھتی جائے

طالب اس سے بھی طالب حق مراد ہے۔ طالب صادق وہی ہے جس کی طلب

ایسی ہو جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ حضرت مخدوم شرف الدین کچھ منیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کسی مقام پر پہنچ کر بس نہیں کرتا۔ بلکہ ہر مقام پر پہنچ کر اس سے اعلیٰ کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ حضرات صوفیہ کا

قول ہے کہ سکونِ حرام علی قلوب الاولیاء اس لئے کہ جس کا مطلوب و مقصود وہ ذات غیر متناہی ہو اُسے دونوں جہان میں کیونکر آرام مل سکتا ہے دنیا محل غیبت ہے اور آخرت محل رویت ہے ظاہر ہے کہ محل غیبت میں طالب و عاشق کو بغیر اُسے دیکھے کس طرح سکون ہو سکتا ہے۔ اور محل رویت میں اس کی تجلی کی تاب کیسے لاسکتا ہے۔ حضرت وائلیج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے دل سے دونوں جہان میں اپنے محبوب کی طلب نہیں جاسکتی۔ فرق اتنا ہے کہ دنیا میں اس کو رنج و مشقت ہوتی ہے اور آخرت میں نہیں لیکن طلب اس کی بڑھتی رہتی ہے جبکہ جالِ محبوب نا متناہی ہے لہذا اس کی طلب بلام ہونی چاہیے۔ ۷

عشق مار کے بود غایت پدید حسن جانان چون نزار و غایت  
**ظل** وجود اضافی کو کہتے ہیں اور ذات کے ہر ظہور اور ہر تعین کو ظل کہتے ہیں کیونکہ تمام ممکنات عدم محض میں جن کا ظہور اسم نور کے منظر (وجود خارجی) سے ہوا اور اس وجود خارجی نے ان ممکنات کے عدم کی ظلمت کو اپنے گوناگوں زواری صورتوں میں چھپا لیا اور اس وجود حقیقی کا ظل بن گیا۔ اس آیت شریف میں اسی کی طرف اشارہ ہے الم ترالی ربک کیف بالظلل  
**ظل اول** حقیقتِ محمدیہ کو کہتے ہیں  
**ظل** المراد انسان کامل کو کہتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ ممکنات کا انتظام اس کے ذریعہ سے فرماتا ہے۔

**ظل** الہ مرتبہ واحدیت جس کو حقیقتِ آدم کہتے ہیں۔  
 ظاہر یعنی عالم اس عالم اجسام اور وجود خارجی کو کہتے ہیں۔  
 ظاہر ممکنات حق تعالیٰ کا صورت و صفات اعیان میں تجلی ہونا اور اسی تجلی کا نام

وجود اضافی ہے۔

ظاہر العلم اعیان ممکنات کو کہتے ہیں  
ظاہر الوجود اسرار الہیہ کی تجلیات کو کہتے ہیں  
ظلال و ظلالا اسرار الہی

ظلمت عدم کو کہتے ہیں جاوداراک میں نہیں آسکتا ہوا درجو ادراک میں نہ آوے  
وہی ظلمت ہے۔

ع

عارف وہ شخص ہے جسے ذات و صفات کا مشاہدہ حاصل ہو۔ اور جملہ موجودات کی  
حقیقت و ماہیت سے آگاہ ہو اور مراتب عروج و نزول سے گزر کر مقام  
من عرف نفسه فقد عرف ربه اس کا حال ہو اور رایت ربی بعین ربی کے  
اسرار اس پر آشوب ہوں۔

عاشق طالب ذات حق سبحانہ تعالیٰ اور شفیقہ جمال و جلال حق سبحانہ تعالیٰ کو کہتے  
ہیں۔ سالک جب جملہ مراتب و مقامات عروج و نزول طے کر کے حب الہی  
عشق صرف یعنی حقیقتہ محمدیہ میں پہنچتا ہے تو عاشق کامل کہلاتا ہے۔

عشق کبھی عشق سے مرتبہ وحدت یعنی حقیقتہ محمدیہ مراد لیتے ہیں اور کبھی ذات  
بخت یعنی مرتبہ احدیت مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ اکابر اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم

فرماتے ہیں کہ عشق دریا نا پیدائنا ہے اس کے بیان سے زبان عاجز  
اس کے ادراک سے عقل قاصر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے عشق ہوا

حضرت بندہ نواز گیسو دراز علیہ رحمۃ فرماتے ہیں عشق و عاشق و معشوق

ایک ہی چیز کا نام ہے یعنی وہی عاشق وہی عشق وہی معشوق ہے اس  
کو صاحب حال ہی خوب جان سکتے ہیں لیکن مبتدیان اہل سلوک کے سمجھانے

کی غرض سے صاحبِ حال کا میں بزرگوں نے اپنی اصطلاحات میں اس کا بیان کر دیا ہے اور جس پر جیسی گندری ہے اس کے مطابق لفظوں میں اس کا بیان کیا ہے بعض نے عشق کو لفظ نار سے تعبیر کیا ہے بعض نے لفظ درد سے الغرض یہ جو کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا یہ سب اس عشق کے ہی کرشمے ہیں۔ چنانچہ حدیثِ قدسی ہے۔ کنت کنزاً مخفیاً۔ فاحبت ان اعدت فخلقت الخلق۔ یعنی ذاتِ باری تعالیٰ فرماتی ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ ہوں پس میں نے چاہا کہ میں پہنچا نا جاؤں اس لئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

عارف الوجود اعیانِ ثابۃ۔

عالم بفتح اللام ذاتِ بحت کے جملہ مراتبِ ظہور کا نام عالم ہے یعنی احدیت و حقیقتِ محمدیہ۔ مرتبہ وحدت سے اجسام تک یہ سب عالم کہلاتے ہیں۔ سب کے مختلف نام ہیں جو آگے بیان ہوں گے۔

عالم باطن عالمِ مطلق مرتبہ احدیت ہے۔

عالم معنی عارفِ کامل کے باطن کو کہتے ہیں

عالمِ صغیر۔ عالمِ کبیر۔ عالمِ کبیر ذات کے مراتبِ داخلی۔ مرتبہ احدیت وحدت و احدیت کو کہتے ہیں۔ اور عالمِ صغیر ذات کے مراتبِ خارجی یعنی عالمِ ارواح عالمِ مثال عالمِ اجسام کو کہتے ہیں اور بعض صوفیائے کرام اس کے برعکس کہتے ہیں یعنی مراتبِ داخلی کو عالمِ صغیر اور تینوں مراتبِ خارجی کو عالمِ کبیر اس لحاظ سے کہ واضح طور پر ظہور ذاتِ مراتبِ خارجی میں ہے بعض کہتے ہیں کہ عالمِ ارواح عالمِ مثال عالمِ اجسام تینوں کا نام عالمِ کبیر ہے اور عالمِ صغیر خاص حضرت انسان ہے اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں یعنی خاص انسان کو



عالم کبیر کیونکہ یہ سب سے زیادہ ظاہر ہے اور اس میں جملہ مراتب ظہور مجتمع ہیں اور ارواح مثال اجسام کو عالم صغیر کہتے ہیں

عالم جبروت اسماء اور صفات حق سبحانہ تعالیٰ

عالم امر - عالم ملکوت سے مراد ارواح و ملائکہ ہیں کیونکہ ان کا ظہور لفظ کن سے

عالم غیب ہوا ہے اور ان کے ظہور میں مادہ اور زمانہ کے تقدم و تاخر کو کچھ دخل نہیں ہے۔

عالم خلق اس سے مراد عنصریات یعنی آگ - پانی - ہوا - مٹی اور جملہ وہ اشیاء جو

عالم ملک ان سے بنائی گئی ہیں جیسے موالید ثلاثہ یعنی حجریات - نباتات حیوانات

عالم شہادت وغیرہ یہ عالم - عالم امر کے بعد ہوا ہے اور اس کی تخلیق میں قرب و بعد زمانہ اور مادہ کو دخل ہے۔

عالم خارج عالم ارواح کا نام ہے۔

عالم مثال وہ ایک عالم ہے جو برزخ ہے درمیان عالم ارواح اور عالم اجسام کے

عالم ثانی مرتبہ واحدیت کا نام ہے

عبادت مولیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و حقیر و ناچیز پیش کرنا۔ اور احکام شریعت کی پابندی کرنا۔ معصیات سے بچنا۔ یہ سب کے لئے ضروری ہے ہر شخص

اس کا مکلف ہے۔ اور کبھی صوفیا عبادت سے اجتہاد و سالک مراد لیتے ہیں

عبودیت یقین کامل اور سچی نیت سے محض اللہ کی محبت میں اس کی اطاعت کرنا بلا کسی طمع ثواب اور خوف عذاب کے یہ خاص لوگوں کا حصہ ہے۔

عبودت یہ عبادت کی اعلیٰ قسم ہے اور اخس الخواص کا حصہ ہے اس مرتبہ میں

سالک کی غائر معراج المؤمنین کہلاتی ہے اور عبد و معبود کے درمیان سے

جملہ حجابات اٹھ جاتے ہیں۔

عبادۃ وہ بندگان حق ہیں جو اسماء الہیہ میں سے کسی اسم کی فنایت حاصل کر کے اس کی حقیقت سے متصف ہو جائیں اور اس اسم کے آثار اُن سے ظاہر ہوں جس سے بندگان خدا کو نفع پہنچے۔ اور اسی اسم کی خصوصیت اور کمال حاصل ہونے کی وجہ سے اس بندہ کو اس اسم خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو فنایت اسم رزاق حاصل ہوئی اور اس میں صفت رزاقی پیدا ہو گئی۔ جس سے بندگان خدا کو فیضان رزق خوب پہنچا ایسے شخص کے لئے یہ کہا جائے گا کہ رزاق مطلق کا صفت رزاقی میں یہ ممتاز بندہ ہے۔ علیٰ ہذا دیگر اسماء کی فنایت حاصل کرنے والوں کو انہیں اسماء کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اور عبد الرزاق عبد القادر یا عبد الصمد کہا جائے گا۔ عالم بکسر اللام عالم وہ شخص ہے جس کو ذات حق سبحانہ تعالیٰ اور اسماء و صفات کا علم یقین ہو۔ اور جب اس سے ترقی کر کے مشاہدہ ذات و صفات حاصل ہو جائے تو اسے عارف کہتے ہیں۔

عامہ وہ علماء ہیں جنہیں صرف ظاہر شریعت کا علم ہو ان کو علماء رسوم و علماء خواہر بھی کہتے ہیں۔

علم لدنی وہ علم ہے جو انبیاء علیہم السلام کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جس کے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام جملہ کائنات کی حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں اور ذات و صفات کے اسرار ان پر منکشف ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ کو بوسیۃ انبیاء کے حاصل ہوتا ہے جملہ اولیاء اللہ نور نبوت سے تربیت پاکر علم لدنی حاصل کرتے ہیں جس سے رموز معرفت اور اسرار حقیقت ان پر منکشف ہو جاتے ہیں

علم الیقین عین الیقین حق الیقین کے بیان میں روح کی بحث میں ذکر ہو چکا ہے

عقل کل تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ علی صاحبہا السلام کا نام ہے  
 عاقل طالب صادق کو کہتے ہیں نیز اُس کو کہتے ہیں جو ہر بات کا نتیجہ مطابق واقع کے  
 سمجھے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے العاقل سیفہ قلبہ مالا یبصر بعینہ یعنی  
 عاقل شخص دل سے وہ بات معلوم کر لیتا ہے جو آنکھ نہیں دیکھ سکتی ہے۔  
 اور دوسری حدیث ہے العاقل یا کل دنیا ولا یغتم والجاہل یا کل دنیا  
 ولا یغتم یعنی عاقل شخص معاملات دنیا سے پریشان نہیں ہوتا۔ اور جاہل  
 ان معاملات میں پھنسا رہتا ہے۔ اور پریشان ہوتا ہے۔

عمر معنویہ وہ شے ہے جس کے ذریعہ سے زمین و آسمان قائم ہے اور جملہ نظام عالم  
 اس پر موقوف ہے اس آیت پاک میں اس طرف اشارہ ہے رفع السموات  
 بغیر عہد رہنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایسے عہد پر قائم کیا ہے جس  
 کو تم نہیں دیکھ سکتے وہ عہد کیا ہے وہ حقیقت انسان کامل کی ہے۔  
 جس کو بجز خدا کوئی نہیں جانتا۔

عوالم اللبس لباس تعینات کو کہتے ہیں کیونکہ ذات کا ظہور ان تعینات کے لباس  
 میں ہوا ہے۔

عناصر تعینات کو عناصر کہتے ہیں اور عنصر عظم تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ ہے۔  
 اس لئے کہ جہ حقائق اسی سے بنی ہیں۔ بعض صوفیائے کرام شوق کو عنصر  
 آتش اور حرکت شوق یعنی شوق کی جنبش اور صدور کو عنصر ہوا اور لذت  
 شوق سے جو مادہ مبنی خارج ہو کر عورت کے رحم میں جاتا ہے اس کو  
 عنصر آب اور عورت کی منی کو جو رحم میں اس سے ملتی ہے عنصر خاک  
 کہتے ہیں۔

عین الشیء ذات حق بجا نہ تعالیٰ ہے کیونکہ وہی ذات جملہ موجودات کی حقیقت ہے

اور سب کی عین ہے۔

عین الہم وہ انسان کامل ہے جو محقق ہے حقیقت برزخ کبریٰ میں اور ہر اللہ  
وعین العالم سے واصل اور اس کے عین ہے اور ہر جملہ کائنات عالم کے شامل  
اور اس کے عین ہے۔ اللہ پاک اس حقیقت کے وسیلہ سے تمام عالمیان  
پر رحمت فرماتا ہے اور یہ حقیقت وجہ باوجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا ہے ۵

اور ہر اللہ سے واصل اور ہر مخلوق کے شامل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہر خورشید کا  
عروج و نزول ذات کا تعین اول یعنی مرتبہ وحدت میں ظہور فرمانا اور وحدت سے  
واحدیت میں اور واحدیت سے عالم ارواح میں اور عالم ارواح سے عالم  
مثال میں اور عالم مثال سے عالم اجسام میں ظہور فرمانا نزول کہلاتا ہے۔  
کیونکہ وہ ذات مرتبہ احدیت صرفہ سے اپنی مختلف شانوں اور گوناگوں  
صفات میں تنزل فرما رہی ہے اور سالک کا عالم اجسام سے ذات صرف  
کی طرف ترقی کرنا عروج کہلاتا ہے اس طرح ہر کہ سالک اپنے جسم کو  
محکور کے عالم مثال میں اور اپنے جسم مثالی کو محکور کے عالم ارواح میں اور عالم  
ارواح کو محکور کے عالم اعیان یعنی مرتبہ واحدیت میں اور اعیان کو محکور کے  
مرتبہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ میں اور اس میں فنا ہو کر مرتبہ احدیت میں  
پہنچتا ہے یہی اس کی ترقی اور کمال عروج ہے۔

عدم اس کی تین قسم ہیں۔ (۱) عدم محض اس کو متمنع الوجود بھی کہتے ہیں جیسے  
شریک باری (۲) دوسرا عدم اصنافی اس سے مراد اعیان ثابۃ یعنی صور علیہ  
میں (۳) تیسرا عدم العدم اس سے مراد ذات پاک ہے کیونکہ عدم کا عدم  
اثبات ہے اور حقیقت میں اثبات اور جو بجز ذات حق کے کسی شئی کا نہیں ہے

عید ہر مرتبہ ظہور ذات کو عبد کہتے ہیں۔

عبد حقیقی تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ کو عبد حقیقی کہتے ہیں اس لئے کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے جملہ مراتب ظہور کی اصل اور جڑ ہی حقیقت محمدیہ جو اوپر برنخ ہے۔ درمیان رب اور عبد کے باعتبار اطلاق کے رب ہے اور باعتبار تعقید کے عبد ہے اور ان دونوں اعتبار سے قطع نظر کو تو نہ رب ہے نہ عبد

التوحید حقیقۃً للرب ولا عبد اسی طرف اشارہ ہے

عمر سالک کے دل میں تجلیات صفاتی روشن ہونے کو کہتے ہیں اور کبھی حقیقت روحی کو بھی عمر کہتے ہیں۔

عما و لغت میں باریک ابر کو کہتے ہیں جو حائل ہوتا ہے درمیان آسمان اور زمین کے اور اصطلاح صوفیہ میں مرتبہ واحدیت کو کہتے ہیں اس لئے کہ وہ مانند ابر کے درمیان ذات اور مخلوق کے حائل ہے۔

اور بعض صوفیائے کرام مرتبہ احدیت کو عمار کہتے ہیں اور یہ حدیث دلیل میں پیش کرتے ہیں سُبُلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ رَبَّنَا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ فَقَالَ فِي عَمَارٍ يَنْبَغِي خُصُوعِي كَرِيمٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سے دریافت کیا گیا کہ مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ عمار میں اس سے صاف ظاہر ہے کہ ذات قبل از ظہور عالم مرتبہ خفا یعنی مرتبہ احدیت میں تھی اور اس مرتبہ احدیت کو کوئی پہچان ہی نہیں سکتا۔

عیش حضور دائمی سالک کا عیش ہے۔

عین سالک کا اپنی ہستی و خودی شاکر ذات حق میں محسوس ہونا اور باقی ماندہ ہوجانا۔

عین کہلاتا ہے اس لئے کہ وہ صفات سے گذر کر عین ذات ہو گیا

عین الحیو روح ہے

عزت گوشہ نشینی۔ اور اسوائے اللہ سے قطع تعلق  
عقاب سے مراد عقل اول یعنی تعین اول ہے اور کبھی اس سے مراد نفس نامقہ بھی لیتے ہیں  
عید سالک کے دل پر اعادہ اعمال سے جو تجلیات وارد ہوتی ہیں وہ اس کے  
واسطے عید ہے

عارض انوار ایمانی کا سالک کے دل پر روشن ہونا  
عشوہ تجلی جالی کا نام عشوہ ہے۔ نیز ہر اس تجلی کو عشوہ کہتے ہیں جو کبھی کبھی ہو  
عشرت سالک کیلئے لذت عشق الہی کا محسوس کرنا اور اس سے لطف اٹھانا عشرت ہے۔  
حلف نفسانی خواہشات اور ہر وہ بات جس سے نفس محفوظ و مسرور ہو۔

عینیت صوفیائے کرام کے یہاں عینیت و غیریت کا مشہور مسئلہ ہے لہذا اس کا بیان  
تفصیل سے کیا جاتا ہے۔ عینیت کے کئی معنی ہیں (۱) حقیقت میں بھی ایک  
ہونا اور مفہوم کا بھی ایک ہونا۔ جیسے کہا جاتا ہے عین الشیء نفسہ اور انسان  
عین انسان ہے (۲) حقیقت اور مفہوم ایک ہو۔ لیکن الفاظ میں غیریت  
ہو جیسے ذات حق عین صفات حق ہے اور واجب عین وجوب اور محدود  
عین حد ہے (۳) وجود میں ایک ہونا۔ اس معنی کی بنا پر مطلق اور مقید و منظر  
ایک دوسرے کے عین ہیں۔ الغرض جملہ موجودات بنظر حقیقت عین ذات  
حق سبحانہ ہیں اور باعتبارات رسوم و صفات و افعال ایک دوسرے کے  
غیر ہیں۔ چنانچہ غیریت کے بیان میں ذکر ہوتا ہے۔

غ

غیریت اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔ اضافی۔ مجازی۔ اعتباری۔ نسبتی۔ مہمی۔ خیالی۔  
حقیقی اصطلاحی حقیقی نوعی۔

غیر تباہی یعنی وجود اضافی کی وجہ سے ذات حق اور جملہ موجودات میں غیریت ہے  
 کیونکہ جملہ موجودات کا وجود مستقل اور ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا وجود ذات  
 حق کے ساتھ قائم ہے اور ذات حق کا وجود حقیقی ہے قائم بالذات ہے۔  
 اس نسبت اور اضافت کی رو سے رب اور عبد میں غیریت اضافی ہے ورنہ  
 حقیقت میں ایک ہی وجود ہے۔ ع

بخدا غیر خدا دو جہاں چیز نے نسبت  
 غیریت مجاہدی یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے علم میں جملہ صفات کو اپنا منظر مقرر فرمایا ہے  
 غیریت اعتباری یہ ہے کہ حقائق ممکنات اور حقائق اسرار کو اپنے علم میں متعین فرمایا ہے  
 غیریت نسبتی یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے صفات کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے کہ بلا اس کی  
 ذات کی نسبت کے کوئی شئی موجود نہیں ہو سکتی اس نسبت کو نسبت وجودی  
 اور نسبت حقیقی کہتے ہیں اس نسبت سے بھی ذات حق اور صفات حق میں  
 ایک غیریت ہے۔

غیریت وہمی یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام ممکنات کو اپنے تصور میں تصور فرمایا۔ اس  
 تصور سے ایک وہمی غیریت ظاہر ہوئی۔

غیریت خیالی یہ ہے کہ حق تعالیٰ جملہ صفات و اسرار و اعیان ثابہ و ممکنات کو اپنے  
 خیال میں لایا اور ان صور خیالیہ کو اپنے حسن و جمال کا آئینہ بنایا اس سے خیالی  
 غیریت ظاہر ہوئی

غیریت حقیقی یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے تفصیل صفات اور تفصیل اعیان فرمائی۔  
 اصطلاحی اور حقائق الہی و حقائق کیانی بنائیں اور تمام حقائق کو متنازع کیا اسی  
 وجہ سے جملہ حقائق ایک دوسرے سے متنازع اور غیر ہیں۔ خواہ ہم جانیں یا نہ جانیں  
 اس سے مذہب فسطائیہ کا رو ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ حقائق عالم کا امتیاز ہمارے

امتیاز کرنے پر موقوف ہے ورنہ نہیں اگر ہم آگ کو آگ سمجھیں تو آگ ہے ورنہ نہیں۔ اور صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حقائق اشیاء آپس میں نفس الامری میں متنازع اور متعارض ہیں ہم جانیں یا نہ جانیں یہ امتیاز اور غیریت حق تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے اور نفس الامری ہے اسی کو غیریت حقیقی لغوی کہتے ہیں یہ غیریت لغوی حقیقی اور غیریت حقیقی اصطلاحی مابین عبد اور رب کے نہیں ہو سکتی یہ تو ممکنات میں آپس میں ہے کیونکہ کوئی اللہ کی ضد نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ علینیت اور غیریت کا نہایت مشکل ہے۔ بلا تہمت نور نبوت اور صحبت اولیاء سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اسی وجہ سے عقول قاصرہ کبھی من کل الوجہ جملہ کائنات کو عین ذات کہتے ہیں اور جب آثار غیریت کا خیال کرتے ہیں تو من کل الوجہ غیر خدا کہتے ہیں اور حیران و پریشان رہتے ہیں۔ اور عقول سلیمہ جن کو نور نبوت کی تربیت حاصل ہے خوب جانتے ہیں کہ حقیقت میں جملہ کائنات عین ذات ہیں اور ان اعتبارات جن کا ادھر بیان ہوا سے غیریت ہے اور جملہ نظام عالم اور احکام شریعت انہیں احتیاط غیریت پر مبنی ہیں من کل الوجہ عبد اور رب کو عین سمجھنا اور ظاہر مراتب تنزلات نہ کرنا الحاد ہے اور من کل الوجہ عبد اور رب کو غیر سمجھنا کفر ہے۔ اور حقیقت میں عین سمجھنا اور مراتب تنزلات کو قائم رکھنا حقیقی اسلام ہے۔

غیب ہدیت غیب مطلق ذات بحت باعتبار لائتین جس کو لائتین شرطی بھی کہتے ہیں غیب المکنون غیب المصنوع سر ذات اور کنہ ذات ہے جس کو عقل اور اک نہیں غیب الغیوب کر سکتی۔ معرفت حق مغرک اسی طرف اشارہ ہے۔

غیب اول مرتبہ وحدت ہے۔

غرق سالک کا مشاہدہ ذات حق میں محو اور مستغرق ہو جانا اور اپنی ہستی کو بالکل فراموش کر دینا



**غمزہ** اس کے کئی معنی ہیں، ۱، ذات کی آنی تجلی جو وارد ہوتے ہی فوراً مخفی ہو جائے (۲) جذبہ عالم باطن اور فیض باطنی کو بھی غمزہ کہتے ہیں۔ اس سے سالک کا شوق تیز ہوتا ہے (۳) اور بعض خوف ورجاء کو بھی غمزہ کہتے ہیں۔

**غیر** ذات کے ہر مرتبہ ظہور پر لفظ غیر لایا جاتا ہے۔ جس کی تشریح غیریت کی بحث میں ہو چکی ہے الغرض ماسوائے اللہ کو غیر کہتے ہیں۔

**غوث** اپنے زمانہ میں ساری دنیا میں ایک ہوتا ہے اور اپنے وقت کے جملہ اولیاء پر ماکم اور سب سے اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ سارا نظام عالم ظاہر و باطن اس کے تصرف میں ہوتا ہے۔ شیرازہ ہزار عالم پر اس کی حکومت ہوتی ہے غوث ظاہر و باطن میں قدم بقدم حضور خاتم الانبیاء علیہ السلام کے ہوتا ہے قطب الانطاب بھی غوث ہی کو کہتے ہیں۔ قطب دغوث ایک ہی شے ہے باعتبار حاجت روائی خلق کے غوث نام ہے اور باعتبار قرب ذات حق کے قطب نام ہے۔

**غراب** حقیقت جسمیہ کو کہتے ہیں ماس لئے کہ وہ حضرت احدیت اور نورانیت قدس سے بہت دور ہے اور کشف ہے۔

**غشاوہ** کفر اور گناہوں کی سیاہی کا پردہ ہے جو آئینہ دل اور چشم بصیرت پر چھا جاتا ہے۔ اور مانع ہدایت ہوتا ہے

**غنی** وہ ہے جو کسی بات میں کسی کا محتاج نہ ہو بلکہ سب اس کے محتاج ہوں اور وہ سب بے نیاز ہو ظاہر ہے کہ یہ معنی بجز ذات حق سبحانہ کے کسی میں نہیں ہو سکتے۔ لہذا حقیقی اور اصلی غنی تو خدا تعالیٰ ہے۔ لیکن اس کے بندوں میں سے غنی وہ بندہ ہے جس نے اسے پہچان لیا۔ اور ماسوائے اللہ سے مستغنی ہو گیا۔

غین ایک بھول و غفلت کا حجاب ہے جو تصفیہ قلب اور نور تجلی سے دور ہو جاتا ہے  
 بخلاف حجاب رین کے کیونکہ وہ سخت حجاب ہے جو بندہ کو کفر تک پہنچا دیتا ہے  
 اور کسی طرح دور نہیں ہوتا اس کا بیان بحث الف میں ہو چکا ہے۔

غلساری غمگسار صفت رحمانی ہے جو عام ہے جملہ موجودات کے واسطے۔  
 غفلت وہ ہے جس کی وجہ سے انسان صحیح اور سچی بات اور سیدھے راستہ کو نہیں پہچان  
 غیبت جلد ماسوائے اللہ بلکہ اپنی خودی اور آپے سے بھی گم ہونا اور ذات کے حضور  
 میں رہنا حضرت میر سید حسینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

در گنجی با خود اندر کوئے او گم شواز خود تا بیابی بوئے او

تا تو نزدیک خودی زین حرف دور غیبی باید اگر خواہی حضور

غیر ماسوائے اللہ کو غیر کہتے ہیں اس کی تفصیل بحث غیرت میں ہو چکی ہے  
 غربت ترک وطن کرنا یعنی اس عالم میں رہ کر اسے ترک کرنا اور طلب حق میں مشغول  
 رہنا۔ غربت ہے

غیرت اسرار الہی کا پوشیدہ رکھنا

خارت وہ جذبہ الہی ہے جو سالک کے دل پر بلاد واسطہ کسب و مجاہدہ وارد ہوتا ہے  
 اور اس کے دل پر محیط ہو جاتا ہے۔

غمخواری ذات حق کی صفت رحیمی ہے جو صفت رحمانی کی طرح عام نہیں ہے جلد مخلوق  
 غمخوار کے واسطے بلکہ یہ خاص ہے بعض بندگان کے لئے

غم طلب معشوق میں جو محنت اور تفکرات لاحق ہوتے ہیں وہ غم ہے

غیب ذات حق کا لطف تہر آمیز جو سالک کو چاہ نورانی سے چاہ ظلماتی میں ڈال دے



فقر سالک کا تمام مراتب نزول و عروج کو طے کر کے ذات حق سبحانہ تعالیٰ میں

ثانی ہو جانا اور دونوں عالم سے بے نیاز ہو جانا۔ فقر ہے۔ اسی وجہ سے بزرگوار نے فرمایا ہے۔ *الفقر سواد الوجه فی الدارین* (ترجمہ دونوں عالم میں سواد الوجه ہو جانا فقر ہے۔) سواد الوجه سے سواد اعظم یعنی ذات صرف مراد ہے یعنی دونوں عالم کے علائق سے پاک ہو کر ذات احدیت صرفہ میں محو ہو جانا گویا قطرہ کا عین دریا ہو جانا اور عبد کا عین رب ہو جانا۔ قول *اذا تم الفقر فهو الله* یعنی جب فقر تمام ہوا وہ اللہ کی ذات ہے۔ اسی طرف اشارہ ہے۔

فقیر

فقیر وہ ہے جس کو یہ فقر حاصل ہو چو کہ فقیر اپنے وجود اضافی کو فنا کر چکتا ہے۔ اور ذات حق کا عین ہو جاتا ہے اس لئے تمام خواہشات و حاجات سے متبرا ہو جاتا ہے کیونکہ ارادے اور حاجات سب اسی وجود اضافی کے ساتھ ہیں۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے قول *الفقر لا یفتقر الى نفسه ولا الى غيره* (ترجمہ فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا نہ اپنا نہ غیر کا) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ فقیر کا بہت بالا مرتبہ ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم علیہ السلام کا فرمان ہے *الفقر نزعی والفقیر منی* یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقیر مجھ میں سے ہے۔

فکر

اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی نعمتوں اور مصنوعات میں غور کرنا فکر ہے۔ چنانچہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا *ہو لا تفکروا فی ذات اللہ و تفکروا فی صفات اللہ و فی نعمائہ* یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات اور نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو اس لئے کہ ذات حق سجا نہ فکر سے بالاتر ہے۔ فکر تو اپنی اصلاح کے لئے ہے۔ اسی وجہ سے بزرگ فرماتے ہیں کہ متفکر کا جلیس اس کا نفس ہے اور ذاکر کا جلیس حق سبحانہ ہے اور ذکر محبت و معرفت کا نتیجہ ہے اور مقدمہ وصول الی اللہ کا ہے۔ اور فکر مقدمہ توبہ کا ہے۔ فکر کی چار قسم ہیں (۱) سالک پر غور کرے کہ خلاف شرع اور معصیت کے امور کو نلے ہیں تاکہ

اُن سے اپنے نفس کو روکے اور احکام شریعت کی پابندی کرے۔ (۲۱) سالک یہ غور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور احسانات لا تعد لا تحصى ہیں ان کی پوری پوری ادائیگی اور شکر سے بندہ عاجز ہے لہذا ہمیشہ مصروف عبادت رہے اور ہمیشہ شکر بجالاتا رہے اور ناشکری کبھی نہ کرے خواہ اس پر کسی ہی تکلیف اور مصیبت ہو۔ (۲۲) سالک یہ غور کرے جو کچھ ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہی ظہور میں آئے گا۔ لہذا صابر و شاکر رہے (۲۳) سالک اس صلح مطلق کی نیکی پر اور اس کی صنعت و حکمت میں غور کرے تاکہ اس کی صنعت و حکمت اس پر ظاہر ہو۔ بعض صوفیائے کرام فکر سے مراقبہ بھی مراد لیتے ہیں۔

**فرق مع الحجب** سالک کا نور بصیرت سے رب کو عین عبد اور عبد کو عین رب دیکھنا۔  
لیکن رب کو رب۔ عبد کو عبد کہنا۔

**قنانی الشیخ** سالک کا مرشد کی پیروی میں نہ ہک ہونا اور اپنی ہستی و خودی کو مرشد کی ہستی میں فنا کر دینا یہ پہلا درجہ ہے اس کا زینہ محبت اور اتباع شیخ ہے  
**قنانی الرسول** سالک کا وجود باوجود نبی کریم علیہ السلام میں محو ہونا اس کا زینہ قنانی الشیخ ہے  
یہ دوسرا درجہ ہے

**قنانی اللہ** سالک کا جملہ مراتب صفات و مدارج عروج و نزول طے کر کے ذات حق سبحانہ میں محو ہو جانا۔ اس کا زینہ قنانی الرسول ہے۔ یہ تیسرا درجہ سب علیٰ قنابلقا سالک کا اپنی ہستی اور وجود اضافی کو فنا کر کے وجود حقیقی ذات حق سبحانہ کے ساتھ بقا حاصل کرنا۔ بقا باللہ ہونا یعنی نور بصیرت سے اپنے وجود اضافی کو عدم محض جانتا ہونا ہے اور صرف ذات حق سبحانہ وجود حقیقی ہے) کو موجود جانتا ہونا ہے۔

**فیض اقدس** اس ذات بے چون بے چگون کا اپنی تجلی ذاتی سے اعیان ثابتہ کو اپنے

علم میں مقرر فرمانا فیض اقدس ہے کیونکہ ذات مخفی کا فیضان ظہور یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

فیض مقدس اس خالق بے مثال کا تجلیاتِ اسلامی کے موافق ان اعیانِ نابہ کو وجود خارجی میں ظاہر فرمانا۔

فوائد حق سبحانہ تعالیٰ کا مخلوق میں سے کسی کو اپنا ہمارا بنالینا جیسے حدیثِ قدسی میں آیا ہے۔ انسان سری وانا سرور یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ تمام کائنات میں سے حق تعالیٰ نے حضرت انسان کو اپنا ہمارا بنایا ہے اسی لئے یہ اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ ہے۔

فتوح یہ مقابلِ رتق کا ہے۔ رتق ذات کے مرتبہ اجمال کو کہتے ہیں وہ احدیت یا وحدت ہے اور فتق ذات کے مرتبہ تفصیلِ اسماء و صفات کو کہتے ہیں۔ وہ مرتبہ واحدیت ہے۔ نیز ذات کے ہر مرتبہ ظہور اور شیونات کو فتق کہتے ہیں خواہ ظہور ذات کے مرتبہ داخلی میں ہو جیسے تفصیلِ اسماء و صفات حقائقِ اسمائے و حقائقِ کیانیہ مرتبہ واحدیت میں خواہ مراتبِ خارجی میں ہو جیسے عالم ارواح عالم مثال عالم اجسام وغیرہ

فتوح اللہ تعالیٰ کی جناب سے بندہ کو ظاہری و باطنی نعمتوں کا عطا ہونا جیسے رزق مکاشفہ و علم معرفت وغیرہ۔ فتوح کی چار تہیں ہیں۔ ایک فتوحاتِ دنیوی جیسے رزق و مال و اولاد وغیرہ۔ دوسرے فتوح عبادتِ ظاہری۔ یعنی بندہ عبادتِ ظاہری میں استقامت و مضبوطی کے ساتھ پٹری شریعت و پیران سلاسل کو سے اس سے مرتبہ اسلام کا حاصل ہوتا ہے تیسرے فتوح باطن میں عبادت کی حلاوت پانا۔ اس سے درجہ ایمان حاصل ہوتا ہے

چوتھے فتوح مکاشفہ دہ علم باطنی اس سے مرتبہ احسان حاصل ہوتا ہے آخر  
کے تینوں فتوح کو فتوحات دینی کہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک  
شرح البتہ صدرہ للاسلام) میں فتوح عبادت ظاہری کی طرف اشارہ ہے  
اور حضور نبی کریم ﷺ کے اس قول (وَجِبْنِ حِلَاوَةَ الْإِيمَانِ) میں فتوح عبادت  
باطنی کی طرف کنایہ ہے اور آنحضرت ﷺ کے اس قول (فَصِلْ كَانُكَ تَرَاهُ)  
سے فتوح علم باطنی و مکاشفہ اشارہ ہے۔ اس کے علاوہ فتوح باطنی کی تین قسم  
اور میں جو آگے بیان ہوتی ہیں۔ فتح قریب۔ فتح مبین۔ فتح مطلق۔

**فتح قریب** سالک پر نفس کی منزلیں طے کرنے کے ایام میں کمالات و صفات مقام  
قلب کا ظاہر و منکشف ہونا۔ فتح قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک  
(نُصِّرْ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

**فتح مبین** سالک کا مقام ولایت میں پہنچنا اور اس پر اسرار الہیہ کی تجلیات انوار  
جن سے قلب روشن ہوتا ہے اور مقام قلب کے کمالات ظاہر ہوتے  
ہیں) کا وارد ہونا اس آیت پاک (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) میں اس کی طرف  
اشارہ ہے یہ فتح قریب سے اعلیٰ ہے۔

**فتح مطلق** سالک پر تجلی ذات احدیت کا منکشف ہونا یہ فتح مطلق سب سے اعلیٰ فتوح  
ہے یہاں پہنچ کر سلوک تمام ہو جاتا ہے اور سالک جملہ رسوم و اعتبارات غیرت  
سے پاک ہو کر عین ذات ہو جاتا ہے اور پھر مستغرق فی الذات ہو کر سر آن  
اعلیٰ سے اعلیٰ اور ارفع سے ارفع ذات احدیت میں برابر عروج و ترقی کرتا  
رہتا ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے اسی درجہ سے عالم حیرت طاری ہوتا ہے  
اللہ میں باقی ہو س رزقنا اللہ و لکم۔ آمین ثم آمین۔ اس آیت پاک و اذبحا  
نصر اللہ و الفتح) میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

**فرقہ** مبتدی سالک کی حرارت قلب کا ٹھنڈا ہو جانا۔ یعنی کسی وجہ سے سالک کی طلب اور شوق میں کمی ہو جانا۔ یا بالکل شوق و طلب کا زائل ہو جانا۔  
نغوذ باللہ میں ذلک

**فرق** مشاہدہ خلق بلا حق اور بعض کہتے ہیں کہ مشاہدہ عبودیت کا نام فرق ہے اور بعضوں نے صفت حیات کو اور بعض نے صفت ممات کو فرق کہا ہے۔  
**فرق اول** سالک پر ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا محبوب ہونا اس وجہ سے کہ سالک کی نظر میں اعتبارات غیریت ابھی باقی ہیں

**فرق ثانی** سالک کا یہ مشاہدہ کرنا کہ جملہ کائنات اور تمام موجودات ذات حق کے ساتھ قائم ہیں۔

**فرق اکھب** سالک کا یہ مشاہدہ کرنا کہ وہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ اپنے مظاہر اور شئیونات میں ظہور فرما رہی ہے اور جملہ کائنات کا وجود اسی ذات حق سے ہے۔

**فرق الوصف** ذات احدیت کا مرتبہ واحدیت جس میں تفصیل صفات شروع ہوتی ہے (پے) میں جلوہ گر ہونا۔

**فرقان** فرقان سے مراد ذات کا علم تفصیلی جس میں جملہ حقائق ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی ہیں۔ اور قرآن سے مراد علم اجمالی ہے۔

**فرق بین المخلوق و الممتحق** مخلوق وہ سالک ہے جو مصیبات اور صفات رذیلیہ سے

بچے اور عبادات و مجاہدات سے اپنے اندر صفات حمیدہ پیدا کر کے مخلوق

باخلاق اللہ و متصف باوصاف اللہ ہو جائے۔ اور اس سے آثار اسماء الہیہ

ظاہر ہوں۔ اور متحقق وہ سالک ہے جو پہلے اسماء الہیہ کی ثنائیت حاصل

کر کے اپنی صفات رذیلیہ کو زائل کرے اور صفات حمیدہ سے متصف ہو جا

اور اس سے آثار اسماء الہیہ ظاہر ہوں۔

فرق بین الکمال والشرف الکمال سالک کا یہ ہے کہ اس کو اسماء الہیہ اور صفات والنقص واختار الہیہ میں فنایت حاصل ہو اور حقائق کو نہ اس کو حاصل

ہوں۔ لہذا جس میں صفات حق اور حقائق کو نہ زیادہ ہوں گی دنیا ہی وہ افضل واعلیٰ ہوگا اور جس میں عینی کم ہونگی دیا ہی ناقص و کم درجہ کا ہوگا۔ اور مرتبہ خلافت الہیہ سے دور ہوگا۔ کمال کا مقابل نقص ہے۔

شرف یہ ہے کہ جو سائط و درمیان حق اور خلق کے ہیں وہ مرتفع ہو جائیں یعنی وہ حجابات اور اعتبارات غیریت جن کی وجہ سے خلق کو حق سے بعدیت اٹھ جائیں۔ لہذا جس کے حجابات سب مرتفع ہو گئے وہ اشرف المخلوقات ہوگا اور جس کے حجابات و سائط جتنے زیادہ ہوں گے دنیا ہی وہ جیس یعنی ادنیٰ درجہ کا کہلائے گا۔

فیض جذبہ باطنی کا نام ہے۔

فطور حق سے خلق کو الگ اور متمیز جاتا

فہوانیتہ سالک سے عالم مثال میں اللہ تعالیٰ کا خطاب فرمانا۔

فانی وہ سالک ہے جو اپنی ہستی کو مٹا کر دریا وحدت میں غرق ہو جائے اور بے نام و نشان ہو جائے۔

فراق وہ بعد اور دوری ہے جو مرتبہ وحدت سے عالم اجسام تک ہے یعنی مرتبہ

واحدیت عالم ارواح۔ عالم مثال عالم اجسام سالک جب تک ان مراتب

نزدل کوٹے نہیں کرتا فراق میں رہتا ہے اور ان مراتب کے طے کرنے

کے بعد جب ذات احدیت کے عین ہو جاتا ہے وہ وصال ہے۔

فوت اثیار نفس۔ اثیار جان۔

فصل عبد اور رب میں امتیاز اور اعتبارات غیریت قائم ہونا دونوں کا فصل اور



جہائی ہے۔

فریاد سے مراد ذکرِ جہر ہے

فہم زلفِ سالک پر رازِ نہاں اور اسرار کا منکشف ہونا

فقدانِ سالک کے سہوا اور بھول کا نام ہے

فروختن و گرو گردن سالک کا اپنے اجتہاد اور تدبیر کو ترک کرنا اور تسلیم و رضا اختیار کرنا

فغانِ سالک کا اپنے باطنی جذباتِ شوق کو بے چین ہو کر ظاہر کرنا۔

قریبِ استدرجِ الٰہی کا نام ہے۔

ق

قابِ حسینِ اودنی۔ تابِ توسین وہ مقام ہے جس میں عبدِ حق سجانہ سے متحد ہو جاتا

ہے اور خلق کو عینِ حق اور حق کو عینِ خلق دیکھتا ہے اور جملہ اعتبارات

غیرِ حق کو وہی سمجھتا ہے۔ یہ مقام مراتبِ قربِ حق میں سب سے اعلیٰ مقام ہے

لیکن مقامِ اودنی اس سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے اس مقام میں عبد اور حق

میں ایسا اتحاد اور ایسی عینیت ہوتی ہے جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اور اس مقام میں اعتباراتِ غیرِ حق کا وہم بھی نہیں ہوتا۔

قبض یعنی سالک کے دل پر ان وارداتِ غیبیہ کا نزول بند ہو جانا جن سے اسے

سرور اور ذوقِ شوق اور لذتِ عبادت حاصل ہوتی تھی۔ اس حالت

قبض میں سالک کے دل پر وحشت ہوتی ہے اور کسی عبادت میں دل

نہیں لگتا۔ یہ حالت بسط کے بعد وارد ہوتی ہے (بسط کا بیان حروف

ب کی بحث میں گذر چکا ہے) قبض کی دو قسمیں ہیں ایک محمودہ یہ ہے۔

کہ حالتِ بسط کے روکنے کے لئے پیدا ہوتا ہے کہ سالک اپنے ذوق و شوق

اور سرور میں حد سے نہ گذر جائے اور اسرارِ الٰہی کو عوام پر نہ کھولے اور ضبط

کام لے اس سے سالک کی ترقی ہوتی ہے اور اس میں سمانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے قبض مذموم وہ یہ ہے۔ حالت بسط میں سالک سے کوئی سوء ادبی ہو جائے اور ذلتہ محبت میں تعالیٰ کرنے لگے تو اس کے بعد میں جانب البدقض ہو جاتا ہے واردات غلبی رک جاتے ہیں یہ سالک کی تنبیہ اور تادیب کے لئے ہوتا ہے۔

پہلی قسم قبض محمود کی تو سالک کے لئے لازمی ہے کہ وہ بسط کے بعد وارد ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ بسط و قبض یعنی قبض محمود سالک کے واسطے لازمی ہیں۔ جو یکے بعد دیگرے سالک پر وارد ہوتے ہیں۔

**قرب نوافل** یعنی سالک کا صفات عبدیت کو فنا کر کے مقام جمیع کی طرف رجوع کرنا اور مصطفیٰ لصفات اللہ ہو جانا۔ اس مقام میں حق تعالیٰ اپنے بندے کا باطن ہو جاتا ہے اور اس کے تمام کام بذریعہ صفات حق سبحانہ کے صادر ہوتے ہیں چنانچہ حدیث قدسی ہے۔ مازال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی یسمع سمعی ویبصر بصری ویطیش بایدری ویشی برحلی یعنی میرا بندہ میری قرب نوافل حاصل کر لیتا ہے تو میرے کان سے سنتا ہے اور میری آنکھ سے دیکھتا ہے میرے ہاتھ سے مارتا ہے میرے پیر سے چلتا ہے الحاصل اس مقام میں سالک اپنی صفات کو صفات حق سبحانہ میں فنا کر دیتا ہے۔

**قرب فرائض** یعنی سالک کا اپنی ہستی اور خودی کو ذات حق میں فنا کر دینا۔ اور مقام جمیع میں پہنچ کر مقام فرق کی طرف نزول کرنا تاکہ سلسلہ تعلیم و ارشاد جاری ہو اور مخلوق کی ہدایت ہو۔ اس مقام میں عبد باطن حق ہوتا ہے اور حق سبحانہ اس عبد مقرب کے وسیلہ سے مخلوق پر رحمت نازل فرماتا ہے اور خلق کی

حاجت روائی کرتا ہے یعنی عبد مقرب اللہ کی جناب میں مخلوق کے لئے وسیلہ ہوتا ہے ایسے ہی مقرب بندے صاحب ارشاد ہوتے ہیں۔

**قطب** قطب غوث ہی کا نام ہے

**قطبیتہ کبریٰ** قطبیتہ کبریٰ اور مرتبہ غوثیت ایک ہی شے ہے اس کا بیان بحث غ غوث کے ذکر میں ہو چکا ہے۔

**قلندر** وہ فقیر ہے جو بجز تجرید و تفرید میں اکمل ہو دونوں عالم سے بے نیاز بن کر اور جبکہ کائنات سے مستقطع ہو کر محو ذات حق سبحانہ ہو جائے اور دریا ئے ناپید کنائش میں مستغرق رہے۔

فقیر ملاستی - فقیر قلندری - صوفی ان میں یہ فرق بتاتے ہیں کہ فقیر ملاستی وہ عاشق ذات حق ہے جو کامل ہو تا ہے تجرید و تفرید میں عبادت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور قلند فقیر وہ عاشق ذات حق سبحانہ ہے جو بجز تجرید و تفرید میں بیکانہ اور عبادات شاقہ اور تخریب عادات میں کوشاں ہوتا ہے اور فقیر صوفی وہ ہے جو جامع کمالات باطنی و ظاہری ہو اور عشق ذات حق میں اعلیٰ و اکمل تجرید و تفرید میں ارفع اور عبادات و مجاہدات میں ہمیشہ مصروف اور قدم ہر قدم حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا چلا اور بجز عشق و توحید میں لغو ہل بن مزید لگاتا ہے اور لب نہیں ملاتا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں الصوفی ہوا لہد۔ بس اس کے بعد پونے کی گنجائش ہی نہیں۔

**قلاشی** اچھے کام کرنا اور عبادات میں مصروف رہنا۔

**قلاش** وہ سالک ہے جس کا باطن صاف ہو اور خواہشات و لذات نفسانی کو فنا کر چکا ہو اور اللہ کی محبت میں ہمیشہ سرور اور خوش و خرم رہے تکالیف و مصائب دنیاوی سے غمگین نہ ہو۔

قامت مرتبہ وحدت سے لے کر عالم اجسام تک جملہ مراتب ظہور ذات کو قامت کہتے ہیں اور بعض عالم ارواح و مثال اجسام ہی کو قامت کہتے ہیں اس لیے کہ ذات کا طول اور پھیلاؤ عالم کثرت میں انہیں مراتب ظہور کے ذریعہ ہوا ہے گویا مراتب ظہور ذات کا قدر و قامت ہیں۔

قہر تجلی جلالی کا نام ہے  
 قلب ایک جوہر نورانی ہے۔ مجرد ہے مادہ سے برزخ ہے درمیان روح اور نفس حیوانی کے حقیقۃ انسانہ اسی قلب سے متحقق ہے۔ بلکہ یہی قلب حقیقۃ انسانہ ہے باطن اس کا روح اور ظاہر اس کا نفس حیوانی ہے یعنی روح سے کم لطیف ہے اور نفس حیوانی سے زیادہ لطیف ہے اس کو حکیم فلسفی نفس نامہ طے کرتے ہیں اسی طرح نفس حیوانی برزخ ہے درمیان قلب اور جسد کے یعنی قلب سے کثیف ہے اور جسد سے لطیف ہے اس آیت پاک دشل نورہ کشکوة فیہا مصباح۔ المصباح فی زجاجة الزجاجۃ کا ہنا کو کب دری بوتل میں شجرہ مبارکہ زیتونہ لائشرقیۃ ولا غریبۃ میں حق تعالیٰ نے جسد کی تشبیہ کشکوة سے دی ہے اور قلب کی زجاجة سے اور روح کی مصباح سے اور نفس حیوانی کی شجرہ سے یعنی جسد آدم میں نفس حیوانی ہے اور نفس حیوانی میں قلب ہے اور قلب میں روح ہے اور روح کے بعد کے مراتب اس حدیث قدسی ان فی جسد ابن آدم المصنعة وفي المصنعة قلب وفي القلب روح وفي الروح نور وفي النور سر وفي السر انا میں بیان کئے ہیں یعنی جسد آدم میں مصنعة ہے اور مصنعة میں قلب ہے اور قلب میں روح اور روح میں نور اور نور میں سر اور سر میں انا۔

قلب تین ہیں (۱) قلب غیب (۲) قلب سلیم (۳) قلب شہید۔ قلب غیب

خطرات روحی اور نیک کام ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے تقویٰ۔ ریاضت۔  
مجاہدہ۔ عبادت۔ درع وغیرہ چنانچہ اس آیت پاک (من خشی الرحمن  
بالغیب وجاز قلبہ نیب) میں اس قلب نیب کا ذکر ہے۔

قلب سلیم اس سے حق سبحانہ کی محبت اور طلب علم اور علم عرفان حاصل ہوتا ہے اس  
آیت پاک (یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتى اللہ قلبہ سلیم) میں اس  
قلب سلیم کا ذکر ہے۔

قلب شہید اس سے توحید حقیقی اور ذرہ ذرہ میں شہود ذات حاصل ہوتا ہے اس آیت  
پاک میں (لمن کان لہ قلب اوالقی السمع وہوشید) میں اس کا ذکر ہے۔  
یہی قلب حق سبحانہ تعالیٰ کا عرش ہے اس کی وسعت ایسی غیر محدود ہے  
کہ لامکان لاحد کی اس میں سمائی ہے اور مضغہ گوشت (جو کہ سنیہ میں ہے)  
کو مجازاً قلب کہتے ہیں۔

قضاء و قدر حکم الہی اجمالی قضاء ہے اور حکم الہی تفصیلی قہر ہے۔

قرب و بعد حق سبحانہ تعالیٰ اور بندے میں تعینات و تنزلات اور اعتبارات غیریت  
کا حامل ہونا بعد ہے اور جب سالک ان حجابات کو اٹھا دے اور سلوک  
پورا کر لے تو وہ قرب ہے یہ قرب و بعد بندے کی طرف سے ہے اور حق  
سبحانہ تعالیٰ کا قرب و بعد یہ ہے کہ وہ ذات اقدس بحسب اعتبارات عنیت  
کے سب سے قریب ہے اور بحسب اعتبارات غیریت کے جملہ خلق سے بعید ہے  
اور بحسب اطلاق ذات خلق کے عین ہے اور بحسب تعین و تعید ذات خلق  
کے غیر ہے عنیت و غیریت کا بیان پہلے بحث (ع و غ) میں ہو چکا ہے  
قناعت سالک کے پنجگانہ مقامات میں سے قناعت بھی ہے وہ یہ ہے کہ سالک  
شب دروز یا حق میں مشغول رہے اور احکام اور تقذیر الہی پر راضی خوش رہے

اور ضروریات زندگی میں قوتِ لامیوت اختیار کرے اور اسی پر قانع ہو جائے۔  
 قطاعِ الطریق یعنی رہزن وہ شخص ہے جو نہ تو کسی کا مرید ہو اور نہ اس نے سلوک  
 پورا کیا ہو نہ کسی کا خلیفہ ہو۔ یوں ہی خلقِ خدا کو مرید کرنے لگے۔ ایسے شخص  
 کا مرید ہونا گمراہی ہے۔

قابلیتِ اولیٰ۔ قابلیتِ ظہورِ حب ذات۔ محبتِ ادلیٰ یعنی تعینِ اول حقیقتِ محمدیہ ہے  
 اس حدیثِ قدسی (فاجبت ان اعرف) میں اس طرف اشارہ ہے  
 قیامِ بندِ راہ خدا میں کمر بستہ ہو جانا۔ یعنی خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر طلبِ ملی  
 میں کھڑا ہو جانا اور راہِ سلوک میں قدم رکھنا۔

قیامِ باللہ سالک کا تمام منازل طے کر کے جملہ رسومات و اعتباراتِ فنا کر کے اور  
 فنا فی الذات ہو کر باقی باللہ ہو جانا اور اس پر استقامت حاصل ہو جانی  
 اور سیرِ عن اللہ باللہ فی اللہ میں مشغول رہنا۔

قدمِ حق سبحانہ تعالیٰ کے علم میں جو ہر شئی کے لئے ایک خاص قابلیت اور استعداد  
 مقرر ہے وہ قدم کہلاتی ہے اس لئے کہ ہر شئے عالمِ ظہور میں اس استعداد  
 و قدم کے مطابق متحرک ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ قابلیت اور استعداد پورے  
 طور پر ظہور اور فعلیت میں نہ آجائے وہ شئی باقیہ تکمیل کو نہیں پہنچتی اور اس کی  
 سیرابی نہیں ہوتی۔ اس کی دو قسم ہیں اس لئے کہ قابلیت یا سعادت کی  
 ہوگی اسے قدمِ صدق کہتے ہیں چنانچہ اس آیتِ پاک بشر الذین آمنوا ان لهم  
 قدمِ صدق) میں اسی کی طرف اشارہ ہے یا شقاوت کی دوسرے قدم جبار  
 سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ اس حدیث (لا تزال جہنم تقول ہل من مزید حتی  
 یضع الجبار قدمہ فتقول قطنی قطنی) میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

قلمِ حق سبحانہ تعالیٰ کا علم تفصیلی کا نام قلم ہے۔

قشر علم ظاہری کو کہتے ہیں کیونکہ اس علم ظاہر ایسے مغز یعنی علم باطنی کی حفاظت ہوتی ہے جیسے چھلکے سے مغز کی حفاظت ہوتی ہے۔ چنانچہ علم شریعت ظاہری بمنزلہ قشر کے محافظ ہے علم طریقت کا اور علم طریقت بمنزلہ قشر کے محافظ ہے علم حقیقت کا۔ لہذا جس سالک نے اپنے حال اور طریقت کو شریعت کی حفاظت میں نہ رکھا اس کا حال فاسد ہو جائیگا۔ ہوا و ہوس اور وساوس شیطانی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور جس سالک نے حقیقت کی حفاظت مجاہدات طریقت و ریاضات سے نہ کی وہ الحاد اور زندقیت میں مبتلا ہو جائے گا۔

قوامع وہ واردات غیبی اور تائید الہی ہے جس کے ذریعہ سے سالک خواہشات نفسانی اور خطرات بشری سے خلاصی پائے۔

قطع ترک غم و الم  
قدح بمعنی بادہ پہلے حرف دب میں ذکر ہو چکا ہے اور کبھی قدح سے وقت مراد لیتے ہیں۔

قوت یعنی غذائے عاشق۔ وہ جمال مطلوب ہے

قبیلہ ہر مطلوب و معصود جس کی طرف دل متوجہ ہوتا ہے

قیامت چار طرح کی ہے (۱) قیامت صغریٰ وہ روح کا جسم سے الگ ہو کر یعنی موت کے بعد عالم برزخ میں رہنا۔ اس حدیث (من مات فقد قامت قیامتہ) میں اسی طرف اشارہ ہے (۲) قیامت و سطلی وہ یہ ہے کہ سالک اپنی خواہشات جسمانی کو مار کر لوازمات جسمیہ سے پاک و صاف ہو کر حیات قلبی ابدی حاصل کر لے اور عالم قدس سے متصل ہو جائے اس آیت (افسن کان میتا فاجیناہ و جلنہ نورا) میں اس کی طرف اشارہ ہے

(۳۱) قیامت کبریٰ وہ توفانی الہد ہر باقی بالہد ہو جانا اس آیت پاک اذا  
جاءت الطامة الکبریٰ میں اسی طرف اشارہ ہے (۴۴) چوتھی قیامت  
وہ روز حساب ہے جسے سب جانتے اور مانتے ہیں



کامل وہ شخص ہے جس کے تمام مقامات سلوک طے ہو چکے ہوں اور اصل حق  
ہو گیا ہو۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ فرماتے  
ہیں کہ کامل میں یہ چار خصلتیں ضرور ہوتی ہیں (۱) اگر دونوں عالم دنیا  
و آخرت کی نعمتیں اور فائدے اس سے چھین لئے جاویں تو وہ غلین نہ ہو  
(۲) ایسے ہی اگر دونوں عالم کی نعمتیں اور فائدے اس کو عطا کر دیئے جائیں  
تو وہ خوش نہ ہو (۳) دونوں جہان کی عزت سے سرور نہ ہو (۴) دونوں  
جہان کی ذلت سے غلین نہ ہو۔ اس سے کہ کامل دونوں جہان سے غنی  
ہوتا ہے اور بجز ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے کسی نئے کا طالب عاشق نہیں ہوتا  
کل حق سبحانہ تعالیٰ کا نام ہے تمام اسماء الہیہ کا جامع ہے یعنی ذات احدیت  
کے مرتبہ تفصیل اسماء (جسے درجہ احدیت کہتے ہیں) میں جتنے اسماء ہیں  
یہ اسم کل ان سب کا جامع ہے۔

کاکمل تجلی جلالی کو کہتے ہیں

کاہل اس کے دو معنی ہیں۔ ایک وہ مرید جو شیخ کی اطاعت نہ کرے اور اس  
کے اعتقاد میں کچھ خرابی ہو۔ وہ کامل ہے دوسرے وہ سالک جو آہستہ  
آہستہ بہت اطمینان سے اپنی منزلیں اور مقامات طے کرے  
کفر اس کے کئی معنی ہیں (۱) ناشکری اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (۲) غیر اللہ



کو مسمود انسانا اور رسالت کا منکر ہونا (۳) جملہ کائنات اور تمام موجودات کو  
عین حق سبحانہ تعالیٰ دیکھنا اور جملہ اعتبارات غیریت سے انکار کرنا یعنی  
اپنی نظر سے غیریت کو اٹھا دینا۔ اور بحر توحید میں یک رنگ ہو جانا (۴)  
ظلمت چنانچہ کہا جاتا ہے کہ الاسلام نور والکفر ظلمت یعنی اسلام نور ہے اور  
کفر ظلمت ہے۔

کلیۃً سالک کا مجاہدہ کر کے صفات بشریہ کو فنا کر دینا اور متصف بصفات  
الہیہ ہو جانا۔

کثرت ذات کے مراتب ظہور کو کثرت کہتے ہیں۔ ظہور اول یعنی حقیقت محمدیہ  
مرتبہ تفصیل اسماء و صفات یعنی درجہ واحدیت۔ عالم ارواح عالم مثال  
عالم اجسام یہ سب عالم کثرت ہے۔

کرشمہ اس کے چند معنی ہیں (۱) وہ جذبہ الہی جو سالک کے دل پر وارد ہو۔ اور  
سالک کے ذوق و شوق کو بڑھا دے (۲) تجلی جلال حق سبحانہ تعالیٰ (۳)  
نور معرفت۔

کنز الكنوز [ذاتِ حجت ہے جس کی حقیقت نہ بیان ہو سکتی ہے نہ عقل میں آ سکتی  
کنز الخفی۔ کنہ ذات] ہے یہاں پہنچ کر عارف پر عالم حیرت طاری ہوتا ہے۔  
کوئے معان مرشد کامل کو کہتے ہیں۔ جس کی صحبت سے عشق الہی پیدا ہوتا ہے  
اور اسرار الہی منکشف ہوتے ہیں

کشف پوشیدہ بات کا معلوم کرنا کشف ہے اس کی دو قسمیں کشف صغریٰ  
کشف کبریٰ۔ (۱) کشف صغریٰ اس کو کشف کوئی بھی کہتے ہیں یعنی سالک  
اپنی قلبی توجہ سے زمین و آسمان۔ ملائکہ۔ ارواح اہل قبور۔ عرش و کرسی  
روح محفوظ الغرض دونوں جہان کا حال معلوم کرے اور شاہدہ کرے۔

اس کشف میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

کشف کبریٰ اس کو کشف الہی بھی کہتے ہیں یعنی ذات حق سبحانہ کا مشاہدہ اور معاینہ ہو جانا اور جملہ حجابات اور اعتبارات غیرت کا اٹھ جانا اور نور بصیرت سے خلق کو عین حق حق کو عین خلق دیکھنا۔ سالک کا مقصود اصلی بھی کشف ہے اور پہلا کشف مفید ضرور ہے لیکن سالک کو اس میں مشغول نہ ہونا چاہئے۔

کباب تجلیات الہی تجلیات صوری میں قلب کو پردہ کش کرنا اور سوز محبت میں اُسے جلا جلا کر بچہ کرنا۔

کلیسا۔ یعنی دیر حرف دال کی بحث میں بیان ہو چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کلیسا کے معنی عالم جوانی ہے۔

کتاب مسبین سے مراد لوح محفوظ ہے چنانچہ اس آیت پاک (لا رطب ولا یابس الا فی کتابنا) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

کلمہ بہرین اور وجود حقیقی کا ہر ایک نفل کلمہ ہے۔ اعیان ثابۃ موجودات خارجیہ ملائکہ و ارواح وغیرہ ان میں سے ہر مین ثابت۔ ہر موجود خارجی۔ ہر روح کو کلمہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اعیان ثابۃ کو کلمات معنویہ و عینیہ اور موجودات خارجیہ کو کلمات وجدیہ اور مجردات کو کلمات تامہ کہتے ہیں۔

کلمۃ المحضرت سے مراد حضرت رب العزت کی صورت ارادیہ کلیہ ہے اس آیت پاک اذا اردناہ ان نقول لکن ینکون ہیں اس کی طرف اشارہ ہے۔

کنود شریعت میں تارک الفرائض کو اور طریقت میں تارک الفضائل کو کنود کہتے ہیں کو اکب الصبح سالک پر جو پہلی تجلی نور الہی کی وارد ہوتی ہے اُسے کو اکب الصبح کہتے ہیں۔ کیمیاء موجود اور حاضر شے پر قناعت کرنا۔ نیز عشق اور نظر مرشد کامل کو بھی کیمیاء کہتے ہیں اس لئے کہ ان سے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے۔

کیمیاء السعادت نفس کی بُری صفات کو فنا کرنا اور صفات حمیدہ اسمیں پیدا کرنا۔  
 کیمیاء العوام متاع دنیوی کے عوض متاع آخرت حاصل کرنا۔  
 کیمیاء الخواص متاع دنیا و آخرت سے دل کو صاف کرنا اور خالص محبت حق سبحانہ سے  
 دل کو معذور کرنا۔

کنار اسرار توحید میں متغرق رہنا۔  
 کرامت عادت جاریہ نظام عالم کے خلاف کسی امر کا ظہور ہونا خرق عادت ہے اگر کسی نبی  
 سے صادر ہوا اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اگر کسی ولی سے ظاہر ہوا اسے کرامت کہتے ہیں  
 اور غیر مسلم سے ہوا اسے استدراج کہتے ہیں  
 کون ہر موجود کو کون کہتے ہیں۔

کُرسی مقام احکامات امر و نواہی کا نام ہے  
 کافر مراد اس سالک سے ہے کہ سر اسر توحید میں اسکا ہوا ہو اور ماسوا اللہ سے سُخ پھیر کر فنا  
 ہو گیا ہو اور پویشان احوالی اور اعمال شخص بھی مراد لے جاتے ہیں۔

کعبہ عبد کا رب سے واصل ہونے کا مقام کعبہ ہے۔  
 کوتاہ کردن زلفت قیودات بشری اور اعتبارات غیرت کو اٹھا دینا  
 کشادہ چشم سے مراد انفتاح اور دسوزی کرنا ہے  
 کین کینہ بندہ پر صفات قہری کا تسلط ہو جانا  
 کلبہ اخر ان ایام غم۔ زمانہ ہجر کہتے ہیں

کہنہ ہر شے کی مہیت اور حقیقت کو کہنہ کہتے ہیں  
 کوہ قاف حقیقت انسانہ کا نام ہے

کبر غرور و خودی۔ نیز عاشق پر صفات قہریہ کا تسلط ہونا اور کبھی کبر اور کفر سے  
 عالم لاہوت بھی مراد لیتے ہیں۔

# گ

گبر وہ ہے جس نے دینی اور خودی کو بالکل ٹا دیا اور توحید میں یک رنگ ہو گیا۔  
کافر بچہ بھی اسے کہتے ہیں۔

گوہر معانی سے مراد اسماء و صفات حق سبحانہ تعالیٰ ہیں  
گلزار اسرار الہی کے منکشف ہونے کا مقام ہے۔  
گل لذت عرفان ذوق اعمال۔

# ل

لاہوت ذات احدیت کو لاہوت اور مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے  
ہیں اور بعض مرتبہ صفات و اسماء کو جبروت اور عالم ارواح کو ملکوت کہتے ہیں۔  
لائح کے معنی لغت میں ظاہر ہونے والا۔ لوائح اس کی جمع ہے صوفیا و کلام  
لوائح کے نزدیک لائح تجلی ذاتی کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں لائح وہ نور تجلی ہے  
لائح جو سالک کے دل پر وارد ہوا سے راحت و تسکین دے۔

لسان الحق حقیقت محمدیہ اور وجود با جو حضرت محمد علی علیہ السلام لسان الحق ہے  
نق جلوہ گرز طرز دیان محمد است آری کلام حق بزبان محمد است

نیز وہ انسان کامل بھی جس کو قنائیت اسم متکلم کی حامل ہے اور مظہریت اسم  
متکلم سے مستحق ہے۔ لسان الحق اور لسان الغیب کہلاتا ہے جیسے حضرت  
خواجہ مس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ صاحب دیوان

لغت لطیفہ یعنی چھ لطیفہ میں (۱) لطیفہ نفس یعنی تجلی نفس مقام اس کا ناف ہے (۲) لطیفہ  
قلب ہے۔ مقام اس کا عضد دل ہے جو سینہ میں بائیں طرف ہوتا ہے۔

(۳) لطیفہ روح ہے۔ مقام اس کا سینہ کے دہنی طرف ہے (۴) لطیفہ ستر ہے۔ مقام اس کا فم معدہ ہے (۵) لطیفہ خفی ہے مقام اس کا پیشانی ہے (۶) لطیفہ اخفی ہے مقام اس کا تالو سر ہے۔ ان چھ لطیفوں کو اطوار ستہ بھی کہتے ہیں ہر ایک لطیفہ کا خاص خاص ذکر ہے۔ حضرت نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کے یہاں ان لطائف کا کھلنا سلوک میں ضروری ہے۔

لطیفہ ایک وجدانی کیفیت اور قلبی لذت ہے جس کو روح اور اک کرتی ہے لفظوں میں اس کا بیان نہیں ہو سکتا مثلاً کسی شے کا مزہ

لطف تائید الہی اور تجلی جالی کا نام ہے  
لا شئی عدم حقیقی۔ عدم محض۔

روح چار ہیں۔ ایک لوح محفوظ یعنی ذات کا علم اجمالی یہی حقیقۃ محمدیہ اور تعین اول اور عقل اول اور کتاب سین ہے اس کو لوح قضا بھی کہتے ہیں (دوسرے لوح قدر یعنی ذات کا علم تفصیلی اس میں ان حقائق کلیہ (جو لوح محفوظ میں مجمل تھیں) کی تفصیل ہوتی ہے۔ یہ ذات کا مرتبہ واحدیت ہے۔ تیسرے لوح مثال یعنی عالم مثال ہے۔ جو کچھ اس عالم اجسام میں ہے سب کا نمونہ اس عالم مثال میں پہلے قائم ہے اس کو سماء دنیا بھی کہتے ہیں۔ چوتھے لوح صور جزئیہ یعنی یہ عالم شہادت ہے۔ بعض لوح قدر کو بھی لوح محفوظ کہتے ہیں

لب وہ عقل ہے۔ جو تربیت یافتہ ہے نور نبوت سے اور نور ہے نور قدسی سے نیز صفت حیات اور تجلی روحی کو بھی لب کہتے ہیں۔

لب اللب یہی نور قدسی ہے جس سے عقل منور ہوتی ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے رموز معرفت اور اسرار حقیقت منکشف ہوتے ہیں۔

لبس صور عنصریہ اشکال جسمیہ ہیں کیونکہ حقائق روحانیہ اس لباس عنصری اور اس

جامہ جہانی کو ہیکر ظاہر ہوئی ہیں -

لطیفہ انسانیہ یعنی حقیقت انسانیہ جن کو قلب کہتے ہیں اور فلسفی اسی کو نفس نامہ کہتے ہیں حقیقت میں یہ لطیفہ انسانیہ تنزل روح ہے۔ لطائف سے مرتبہ کثافت یعنی نفس حیوانی کی طرف اسی وجہ سے حقیقتہ انسانیہ برزخ ہے درمیان روح اور نفس حیوانی کے لہذا لطیفہ انسانیہ حقیقتہ انسانیہ قلب کی طرف دو جہت ہوئیں ایک روح کی طرف دوسری نفس حیوانی کی طرف پہلی کو فواد دوسری جہت کو صدر کہتے ہیں -

لوامع سالک پر ابتدائی حالت میں انوار اس طرح وارد ہوتے ہیں کہ پہلے اس کی قوت متخیلہ و دماغیہ پر روشن ہوتے ہیں۔ پھر سالک ان انوار کو مثل چاند یا سورج یا تارے کے آنکھ سے دیکھتا ہے اور اپنے گرد ان کی روشنی پاتا ہے ان انوار کا نام لوامع ہیں کیونکہ بہت چمکدار ہوتے ہیں۔ اور ان کا رنگ و طرح کا ہوتا ہے۔ سرخ۔ سبز۔ لوامع سرخ انوار قہر یہ ہوتے ہیں جو سالک کے نفس کی تادیب کی غرض سے اس پر وارد ہوتے ہیں اور لوامع سبز انوار جمالیہ ہوتے ہیں جو سالک پر لطف و مہربانی کے طور پر وارد ہوتے ہیں اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ لوامع ہم معنی طوامع کے ہیں جن کا بیان حرف ط میں ہو چکا ہے -

لیلۃ القدر سالک سلوک پر راکر کے جب مقام عین الجمع میں پہنچتا ہے اور اس کا عرفان کامل ہو جاتا ہے تو اس وقت سالک پر ایک خاص نخلی ذات وارد ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے مقام قرب کو پہچان جاتا ہے۔

لقاء عاشق اور طالب کو یہ یقین ہو جاتا کہ کسی خاص مظہر مثلاً انسان یا جانہ ظاہر میں وہی محشوق حقیقی جلوہ گر ہے لقاء عاشق بالمشوق کہلاتا ہے۔

لہو سالک کا یا حق سے غافل ہونا اور اعتبارات غیریت میں بھٹنا رہنا لہو ہے بیت  
غائب حق است لہذا زن میگوید گم کردہ ہوت بہو امی جوید  
لب لعل کلام معشوق کی لذت و ذوق اور اس کے باطنی معنی کو لب لعل یا لعل لب  
لب لعل مراد لیتے ہیں۔

لب لعل کہیں وہ کلام ہے جو انبیاء علیہم السلام پر بذریعہ فرشتوں کے اور اولیاء کو کلام پر پڑنے  
تصفیہ باطن کے نازل ہوتا ہے۔

لب شیرین حالت صحو میں رب کا عہد سے بے واسطہ کلام کرنا  
لالہ عارف کا نتیجہ معرفت کا مشاہدہ کرنا

لا اوبالی فلوں و جہول شیردل جو صلہ مند بے ہاک نہا عاقبت اندیش جو دل میں  
آجائے کر گذرے اور کالیف و مصائب کی پروا نہ کرے۔

م

مبدأ و معاد۔ مبدأ جگہ آغاز اور معاد جگہ بازگشت ہے۔ وہی ذات حق سبحانہ تعالیٰ

مبدأ ہے۔ جمیع موجودات کا سب کچھ اسی ذات سے شروع ہوا ہے اور وہی  
ذات اقدس معاد و مرجع ہے کل موجودات کا سب کچھ اسی ذات تک منتہی  
ہوتا ہے۔ اور شغل مبدأ و معاد اسے کہتے ہیں کہ جس طرح ذات احدیت نے

وحدت میں۔ وحدت سے واحدیت میں واحدیت سے عالم ارواح میں۔

عالم ارواح سے عالم مثال میں۔ عالم مثال سے عالم شہادت میں نزول  
فرمایا ہے۔ سالک کو چاہئے کہ عالم شہادت کو فنا کر کے مثال میں مثال کو

فنا کر کے عالم ارواح میں۔ عالم ارواح کو فنا و محو کر کے واحدیت میں اُسے  
فنا کر کے وحدت میں اس سے ترقی کر کے ذات احدیت میں عروج کرے

اور اسی میں موجود تھا ہر جائے اور حقائق الہیہ کلیہ جیسے بدیع - باعث غیر  
کو مبداء کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ اسماء رب ہیں۔ اور ان سے ہی حقائق کیانی کا ظہور  
ہے۔ وہ ان کے مربوط ہیں۔ ان کو معاد کہتے ہیں۔

شرح گلزار راز میں لکھا ہے کہ ہر شے ایک اسم کا منظر ہے اس کا مبداء و معاد  
وہی اسم ہے۔ لیکن انسان کامل منظر جمیع اسماء کا ہے۔ اور عارف جمیع حقائق کا  
مقام سالک کا ہر ایک منزل کے لوازمات اور مرا اسم کو پورا ادا کرنا اور اس منزل کی  
روحانیت کا مالک ہو جانا اور اس میں ایسا مضبوط و ثابت قدم ہونا کہ منزل  
کا خطہ بھی نہ رہے بلکہ اس کے بعد اعلیٰ منزل میں ترقی کرے جیسے سالک  
کے واسطے یہ پانچ صبر - قناعت - توکل - شکر - رضا ابتدائی مقام ہیں چنانچہ  
سالک صبر میں پورا اور خیریت ہو کر قناعت حاصل کرتا ہے اور قناعت میں مضبوط  
ہو کر توکل میں اور توکل میں کامل ہو کر تسلیم میں۔ اور اس کے بعد رضا میں شفیق  
کرتا ہے اسی طرح سالک کے لئے منازل عددی ہیں وہ سو ہیں۔ ننانوے  
منزلیں مطابق تعداد اسماء حسنیٰ کے ملوین کی ہیں۔ ہر ایک منزل سالک کو  
طے کرنی ہوتی ہے اور کسی منزل میں قیام نہیں کرتا بلکہ ہر ایک منزل سے  
آگے ترقی کرتا ہے۔ ان ننانوے منزلوں کے بعد مقام تکمیل ہے وہاں سچکے  
سالک اقامت کرتا ہے۔ کیونکہ تمام منازل سلوک سے فارغ اور جہاد اعتبارات  
غیریت سے پاک کفریات سجانہ میں متفرق ہو جاتا ہے اور قطرہ عین دریا ہو جاتا  
ہے اسی کو مقام فقر و مقام غنی کہتے ہیں یہ انتہائی مقام ہے یہاں ایک حد  
سے گزر کر لاسکان دلاحد کے میدان میں محو حیرت ہو جاتا ہے ماعزفاک  
حق مغفرتک سے یہی اشارہ ہے۔

مُصْقَلَمَہ یاد حق اور ذکر و شغل سے دل صقل ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف ہے



دیکھ لیں شیئ مصفۃ و مصفۃ القلب ذکر اللہ اسی لئے ذکر و شغل کو مصفۃ کہتے ہیں۔

ملحد اس کی پانچ قسم ہیں (۱) ملحد شریعت جو عقلاً اور اعتقاداً خلاف شرع ہو۔ اور  
 بے لگام خلاف شرع باتیں کرے (۲) ملحد طریقت جو محبت دنیا میں مبتلا ہو  
 خدا سے غافل ہو اور اپنے کو فقیر جانے اور فقیر کہلائے (۳) ملحد حقیقت جسے  
 معبود حقیقی کو چھوڑ کر اپنی اغراض اور خواہشات کو معبود بنایا ہو اور نہ سے  
 حقیقت اور اسرار کی باتیں بنائے۔ (۴) ملحد معرفت جو معرفت سے نا آشنا  
 ہو اور حجابات غیریت میں بھنسنا ہوا ہو لیکن باتیں عرفان کی کرے۔ اور  
 لوگوں سے اپنے کو عارف کہلائے (۵) ملحد وحدت جو توحید حقیقی سے بے بہرہ  
 اور وحدت ذوقی سے نا آشنا ہو لیکن علی توحید کے ڈنگی مارے اور  
 صاحب حال لوگوں کی سی باتیں کرے اور کبھی ملحد اس کامل و اکمل کو بھی  
 کہتے ہیں جس نے جملہ حجابات دوئی اور اعتبارات غیریت کا حقیقی طور پر  
 انکار کیا ہو۔ یعنی خودی و غیریت کو بالکل فنا کر دے۔

مسامرت رات کے وقت حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں مناجات کرنا اور کبھی محادثہ کے  
 معنی میں بولتے ہیں اور بعض کہتے ہیں عارفین پر عالم اسرار و عالم غیب سے  
 فیضان ہونا مسامرت ہے۔

محادثہ حق سبحانہ تعالیٰ کا کسی خاص صورت جسمانی میں اپنے بندہ سے خطاب کرنا  
 جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شجرہ سے مذاحق آئی نیز سالک کی دعوات  
 روزنیہ کو بھی محادثہ کہتے ہیں چنانچہ نمازیں بندہ خدا سے اور خدا بندہ سے  
 باتیں کرتا ہے۔

ملجھا جاد پناہ وہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔ اور حصول مراد کا اللہ تعالیٰ پر پورا  
 بھروسہ و اعتماد رکھنا بھی ملجھا کہلاتا ہے۔

منجا جائے بازگشت وہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور اوقات سے خلاصی پانے کو بھی منجا کہتے ہیں۔

ممكن الوجود۔ ماسوائے اللہ کو ممکن الوجود کہتے ہیں۔ اور کبھی ممکن الوجود خاص عالم مثال مراد ہوتا ہے۔

ممتنع الوجود در اصل تو ممتنع الوجود اسے کہتے ہیں جس کا کسی طرح بھی وجود نہ ہو سکے یعنی ضد واجب الوجود جیسے غیر حق اور شریک باری لیکن کبھی ممتنع الوجود سے مرتبہ روح بھی مراد لیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بے کیف ہے۔

موجودہ سالک تمام مراتب سلوک طے کر کے اور جملہ اعتبارات غیریت فنا کر کے اور اپنی ہستی و خودی مٹا کر جب ذات احدیت میں پہنچتا ہے۔ وہ اپنی ہستی اور جملہ موجودات اور حق سبحانہ تعالیٰ کو جانتا ہے ایک دیکھتا ہے اور عشق ذات میں مستغرق و محو رہتا ہے۔ لیکن باوجود ان اعلیٰ و ارفع مقامات حاصل ہونے کے فرق مراتب سے غافل نہیں ہوتا۔ البتہ کسی وقت وہ حالت طاری ہوتی ہے۔ جس کی طرف اس حدیث (لی مع المد وقت) میں اشارہ ہے اس حالت میں حق ہی ہے نہ عبد ہے نہ رب ہے نہ کوئی نسبت ہے موجود کا رتبہ عارف سے بلند ہوتا ہے۔

محبوب محبوب۔ محشوق منعم حقیقت محمدیہ ہے۔

مجاہدہ خواہشات نفس کو مٹانا اور اس کے خلاف کرنا

محقق وہ شخص ہے جس پر حقائق عالم شکست ہوں اور اس کو علم لدنی حاصل ہو

محو محو صفات۔ فنا فی الصفات ہونا محو ذات۔ فنا فی الذات ہونا۔

مراقبہ حضور جی قلب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہونا کلاس وقت کوئی خطرو نہ آئے اگر آئے تو اسے دفع کرے شروع میں ایسا کرتے ہیں کہ

آنکھ بند کر کے سر جھکا لیتے ہیں جب خوب شوق ہو جاتی ہے تو چشم بصیرت اور بصیر ایک ہو جاتی ہے پھر آنکھ بند کرنے اور سر جھکانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مراقبہ کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مراقبہ ناظرہ وہ یہ ہے کہ سالک یقین کرے کہ حق سبحانہ میری صورت پر ظاہر ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے افعال کا میں آلہ ہوں مخلوق پر فیضانِ الہی کا وسیلہ بھی سالک ہوتا ہے یہی لوگ منہ ارشاد کے وارث ہوتے ہیں۔ ان سے مخلوق کی حاجت ردائی ہوتی ہے یہ قربِ راض ہے جو ذاتِ عبد کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ (۲) مراقبہ جنوری یعنی سالک یقین کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھتا ہوں اسی کے کان سے سنتا ہوں۔ اسی کے پیر سے چلتا ہوں۔ یہ قربِ نوافل ہے (۳) مراقبہ جمع یعنی سالک ذرہ ذرہ میں حق سبحانہ کا مشاہدہ کرے (۴) مراقبہ جمع کبھی یعنی خلق کو حق میں اور حق کو خلق میں دیکھے اور حق کو حق میں خلق کو خلق میں مشاہدہ کرے یعنی سالک حق اور خلق کو ایک دیکھے ایک جانے کسی قسم کی دلی اور نسبت غیر سیت باقی نہ رہے۔

مطرب جس کے ذریعہ فیضِ معنوی حاصل ہوتا ہے۔  
مکاشفہ کشفِ صغریٰ کو کہتے ہیں جس کا بیان حرفِ کاف میں ہو چکا ہے۔  
مخائبہ قنار الفنا ہے۔

مشاہدہ تجلیاتِ حق کو بلا حجاب دیکھنا۔  
معائنہ ذاتِ بے چون و بے گلون کو بے کیف و بے حبت دیکھنا یعنی ذاتِ کائین ہو جانا ذات میں لجانا۔ محو ہو جانا۔

معیت صوفیاء کرام کے یہاں یہ سلسلہ معیت مشہور سلسلہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے  
وہو معکم امینا لکنتم یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں ہو تم اس

لئے کہ ذات حق تعالیٰ سے اس کی صفات و اسما کسی وقت بھی جدا نہیں ہیں اور جملہ کائنات اسما و صفات کے ظہور کا ہی نام ہے۔ لہذا ذات جلد موجودات کے ساتھ ہے۔

**معرفت** اس کی تین قسم ہیں۔ معرفت عقلی، معرفت علمی، معرفت کشفی (۱) معرفت عقلی یہ ہے کہ دلائل عقلیہ سے حق سبحانہ تعالیٰ کو پہچانے۔ جیسے فلاسفوں نے پہچانا اور اس کے دلائل قائم کئے ہیں یہ معرفت بہت ناقص ہے۔ (۲) معرفت علمی یہ ہے کہ دلائل عقلیہ اور دلائل نقلیہ سے حق تعالیٰ کو پہچانے جیسے علماء متکلمین چونکہ دلائل نقلیہ انبیاء علیہم السلام سے منقول ہیں اور جو دلائل عقلیہ ان کے مطابق ہیں جیسے علم کلام کی وہ فلسفیوں کے دلائل سے بہت قوی ہوتی ہیں اس لئے یہ معرفت علمی معرفت عقلی سے بہت قوی ہوتی ہے اور اس معرفت علمی سے راہ حق معلوم ہو جاتی ہے لیکن اصل حق اس سے بھی نہیں ہوتا۔ جب تک کہ راہ سلوک طے نہ کرے (۳) معرفت کشفی معرفت حقیقی یعنی راہ سلوک طے کر کے اور آثار و صفات و ذات حق میں قنایت حاصل کر کے حق کو پہچانے یہ معرفت علمی معرفت سے بھی اعلیٰ ہے اس سے عارف کامل ہوتا ہے یہ عارف کرام کا حصہ ہے جو ان کو متابعت دہیروی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔ عارف کرام اس معرفت کشفی کی تین قسم فرمائی ہیں (۱) معرفت انغالی یعنی سالک اپنے ارادے کو فنا کر کے ارادات اللہ پر جملہ افعال و آثار کا حصر کرے اور مشاہدہ کرے کہ جو آثار و افعال بظاہر خلق سے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب کچھ حق تعالیٰ ہی سے صادر ہوتے ہیں (۲) معرفت صفاتی یعنی صفات کو مظہر ذات جانے اور مشاہدہ کرے (۳) معرفت ذاتی یعنی سالک فنا فی اللہ ہو جائے اور جلد موجودات کو عین ذات حق ممانہ کرے یہ درجہ معرفت کا سب

درجوں سے اعلیٰ و اسف ہے ذلک فضل السدیقین یشاء

ملاستی حرفت قلندر کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے  
مثلاً اکثر مرتبہ واحدیت کا نام ہے کیونکہ تفصیل اسماء و صفات اور کثرت ہمیں سے  
شروع ہوتی ہے۔

مکملوں المکنون ذات احدیت گنج خفی کو کہتے ہیں۔

موت اختیار می سالک کا اپنی ہستی اور خودی کو مٹا کر ذاتی الذات ہو جانا۔  
موت احمر خواہشات نفسانی۔ لذات جسمانی۔ صفات حیوانیت کا مارنا اور نفس کے خلاف جہاد کرنا  
موت ابھیں نفس کو بھوک سے مارنا یعنی بہت کم بقدر قوت لایوت کھانا اس سے صفت  
حیوانیت اور جسمانی لذات مرجاتی ہیں اور طلب منور ہو جاتا ہے چنانچہ شیخ سعدی  
علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

اندرون از طعام خالی دار تازہ نور معرفت بسینی

چونکہ اس سے دل روشن ہوتا ہے اور نورانیت پیدا ہوتی ہے اسلئے اسکو موت بھیں  
کہتے ہیں۔

موت اخضر یعنی گڈری۔ پرانا اور کم قیمت مٹنا جھوٹا لباس پہننا اور عمدہ لباس کی خواہش  
کو مارنا اور لباس کے بارہ میں نفس کے خلاف کرنا اس سے بھی درویش میں  
نورانیت قناعت کی پیدا ہوتی ہے اور درویش باطن میں سرسبز ہوتا ہے

موت اسود یعنی قلع کی جفا کھا اٹھانا اور اس سے بدل نہ ہونا بلکہ اُسے صبر اور خوشدلی  
سے برداشت کرنا۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب سالک جملہ افعال و آثار کو یہ  
سمجھے کہ سب خدا کی طرف سے ہے اور ذاتی الذات ہو جائے اور ذات بحت  
سوادِ ظلم میں فنا ہو جائے اسی لئے اس کو موت اسود کہتے ہیں۔

ممکن عالم ارواح عالم مثال عالم اجسام کو ممکنات کہتے ہیں۔

منظہر اتم وجود باد وجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے  
 مجزوب وہ ہے کہ جس پر جذبہ الہی ایسا طاری ہو کہ ایک آن میں اُسے وصل تجلی کر دے  
 اور تمام مقامات عروج و کسب و مجاہدہ اس کے طے ہو جائیں اور وہ مستغرق  
 و محو ذات ہو جائے اور اس عالم سے بالکل بے خبر ہو جائے اور بحر عشق  
 دریائے توحید میں مست و نچو ہو جائے اس وجہ سے ان پر قانون شریعت  
 نافذ نہیں ہوتا ہے ہمیشہ یہ حالت سکر میں رہتے ہیں اور مقام بقا بعد الفناء  
 میں نہیں آتے اور صحو بعد المحو اور جمع الحجج میں ورود نہیں کرتے اسی لئے  
 یہ ناقص رہتے ہیں اور محققین صوفیاء ان کو کامل نہیں مانتے کیونکہ کمال یہ ہے  
 کہ بعد قنائیت کے خلق کی طرف نزول کرے اور مقام عبدیت میں آئے جو  
 سب ارفع مقام ہے تاکہ خلق کو نفع پہنچائے اور جانشین و وارث ختم الانبیاء صلی  
 علیہ وسلم ہو جو بہت ولایت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے یعنی جب ذاتی مرتبہ وحدت کیونکہ  
 سالک ترقی و عروج کر کے جب مرتبہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ میں پہنچا ہے  
 تو مرتبہ محبوبیت پاتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اس کا عاشق ہوتا ہے اور وہ محبوب تاجی  
 موجود موجود حقیقی حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور جملہ کائنات موجود اضافی ہیں جو وجود حق  
 سبحانہ سے موجود ہیں۔

مشاق مرید صادق کو کہتے ہیں۔

مطلق العناء ذات بخت جو غنی ہے تمام عالمیان سے  
 مقصود و مطلوب حق سبحانہ تعالیٰ ہے

مرآۃ علم الہی کو کہتے ہیں۔

مصلح سے روح مراد ہے کیونکہ اس سے حکیم کشیف روشن اور زندہ ہوتا ہے۔

جبار حقیقت ذات حق تعالیٰ ہے اور جملہ مراتب ظہور مجاز ہیں یعنی اعیان ثابۃ

صور علمیہ سے لے کر عالم اجسام تک جملہ مراتب نزول ذات کو مجاز کہتے ہیں  
کیونکہ سب کا ظہور اور وجود ذات حق تعالیٰ سے ہے۔

**منزلیں** منزلیں چار ہیں (۱) ناسوت (۲) ملکوت (۳) جبروت (۴) لاہوت یا ملک  
منزل ناسوت یعنی عالم اجسام کو فنا کر کے منزل ملکوت یعنی عالم مثال میں اور  
اسے فنا کر کے منزل جبروت میں یعنی عالم ارواح میں اور اسے فنا کر کے منزل  
لاہوت میں پہنچتا ہے۔ منزل لاہوت ذات کے تقینوں مراتب داخلی یعنی واجبت  
وحدت۔ احدیت کا نام ہے۔ واضح رہے کہ سالک جب منزل ناسوت طے  
کرتا ہے تو ماسوائے اللہ کو دل سے بھلا دیتا ہے اور منزل ملکوت میں جا کر ہر  
یاد حق میں مشغول و مصروف رہتا ہے اور منزل جبروت میں انہی بہت سی وجودی  
و انانیت کو فراموش کر دیتا ہے اور منزل لاہوت میں سالک کی نظر ذات حق  
بحانہ تعالیٰ پر رہتی ہے۔

مئے وہ ہے کہ سالک کے دل پر عالم باطن سے ایسا ذوق وارد ہو جو اس کی طلب  
اور عشق کو بڑھا دے نیز محبت و عشق الہی کو بھی بڑھائے کہتے ہیں۔  
ماسک مسموک بہ ان سے مراد انسان کامل ہے۔ جملہ نظام عالم کا دار و مدار اسی پر ہے  
مسموک لاجلہ اور سب کچھ اسی کے لئے ہے۔

ماوراء القدس سے مراد علم لدنی ہے وہ ایک مقدس اور نورانی علم ہے جس سے سالک  
منور ہو جاتا ہے۔ اور کثافت جسمانی اور وحدت سے پاک ہو کر تجلی حقیقی ذاتی  
اور نور قدم سے مزین ہو جاتا ہے۔

**مبادی النہایات** فریقہ عبادت کو کہتے ہیں۔ یعنی نماز روضہ حج زکوٰۃ یہ چاروں  
زرائع بندے کو انتہائی کمال تک پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ نماز قرب حق اور  
واصل ذات ہوتا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین اسی کی طرف اشارہ ہے

اور روزہ سے کثافت جسمانی ولذات بشری دور ہوتی ہیں اور قناعت ذات حق سجانہ حاصل ہوتی ہے۔ حدیث قدسی الصوم لی وانا اجزی بہ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں ہوں اور زکوٰۃ سے ماسوائے اللہ کی الفت زائل ہو کر حق سجانہ تعالیٰ سے خلوص و محبت پیدا ہوتا ہے اور حج سے مقام بقا بعد الفنا حاصل ہوتا ہے۔

بنی التصوف یعنی تصوف کی بنیاد تین خصلت ہیں جو حضرت ابو محمد رومی قدس سرہ بیان فرمائی ہیں (۱) اختیار کرنا فقر و افتقار کا (۲) ہمیشہ بذل و ایثار کرنا (۳) تعرض اختیار کرنا

متحقق باحق وہ سالک کامل ہے جو شاہدہ کرے حق سجانہ کا ہر ذریعہ میں اور اس ذات مطلق کو ہر مقید کا علین دیکھے۔

متحقق باحق واخلق وہ سالک کامل واکمل ہے جو تنافی اللہ ہو کر بقا باللہ میں ممکن ہے اور حق کو خلق میں اور خلق کو حق میں شاہدہ کرتا ہے۔

مجاہد کلیہ ان تیزل الفاظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی مقایع عجیب عین کی گنجائش مطالع لہجن کے ذریعہ سے علم باطن کے دروازہ کھل جاتے ہیں اور جملہ عجائبات منصات اٹھ جاتے ہیں یہ مجاہد و مطالع پانچ ہیں (۱) مطلع عالم شہادت ہے وہ کیہ سالک کو کشف صغریٰ حاصل ہوا اور اس پر مدبرات عالم کونیہ و عجائبات عالم مثال منکشف ہو جائیں اس کے بعد (۲) مطلع عالم ملکوت ہے یعنی سالک پر مدبرات مادیہ و اسرار عالم ربوبیت منکشف ہو جائیں اس کے بعد (۳) مطلع عالم جبروت ہے یعنی اسرار عالم جبروت و ارواح قدسیہ سالک پر ظاہر ہو جائیں اس کے بعد (۴) مطلع برزخیہ اولیٰ و مقام قاب قوسین و مجمع بحرین و حضرت ججیہ اسرار الہیہ ہے یعنی سالک مرتبہ واحدیت و وحدت میں ترقی کرے



اس کے بعد ۵۵ مطلع ذات ہے یعنی سالک مقام اوادنی و حقیقۃ الحقائق میں پہنچے اور مرتبہ احدیت میں ترقی کرے یہ مطلع سب کے اعلیٰ وارفع ہے  
مجاہلی اسکا تعلیم سے مراد مراتب کونیہ و اجزاء و افراد عالم ہیں۔

مجمع البحرین سے مراد مرتبہ وحدت یعنی حقیقۃ محمدیہ ہے۔ کیونکہ بحر امکان و بحر وجود اس میں مجتمع ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد مرتبہ واحدیت ہے کیونکہ اس میں بحر حقائق الہیہ اور دوسرا بحر حقائق کیانیہ مجتمع ہیں۔

مجمع الالہوا سے مراد جہاں مطلق ہے

مجمع اضداد سے مراد سہیت مطلقہ و ذات محبت ہے۔ کیونکہ جہلہ مختلف عالم اسی سے ہیں محبت اصلییہ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کو انہی محبت بلا اعتبار کسی امر زائد کے محفوظ وہ شخص ہے جو حق سبحانہ کی حفظ و امان میں ہو ایسا شخص تسلیم و رضائیں نچتہ ہوتا ہے اور اس سے کوئی فعل خلاف احکام الہی سرزد نہیں ہوتا۔

محوار باب النظار اس پر یعنی پیروی احکام الہی میں کمر بستہ رہنا اور صفات ذمیمہ سے بچنا اور اخلاق حمیدہ سے مزین ہونا۔

محوار باب السرائر۔ وہ لوگ ہیں جو صفات نشری سے پاک ہو کر متصف بصفات اللہ ہو جائیں اور ان پر اسرار الہی روز معرفت و حقیقت منکشف ہو جائیں۔  
محوالجمع محو الحقیقی کثرت کو وحدت میں فنا کرنا۔

محو العبودیت یعنی عباد و عبدیت دونوں معدوم ہیں اس لئے کہ بجز ذات حق کے محو عین العبد کوئی شے موجود نہیں ہے، بخدا غیر خدا اور دو چہاں چیز نے نیست اور یہ سب کچھ جو موجود ہے بلا کم و کاست وہی ذات حق ہے وہی خالق ہے وہی معبود ہے باعتبار اطلاق کے اور عابد و مخلوق ہے باعتبار تین کے سالک جب اعتبارات غیرت کو اٹھا دیتا ہے تو اس پر یہ بھید کھلتا ہے

اس آیت پاک (وَأَرْسَلْتُ إِذْ رُحِيتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ دَعَىٰ) میں اسی نفی عبد اور نفی عبودیت کی طرف اشارہ ہے۔

حق سے مراد سالک کا اپنی ہستی و وجود کو ذات حق میں فنا کرنا ہے اور محسوس سالک کا اپنے افعال کو انحال حق میں فنا کرنا ہے اور پس سے صفات عبد کو صفات حق میں فنا کرنا مراد ہے۔

محاضرہ سالک کا حق تعالیٰ سے حضور قلب کے ساتھ استفادہ حقائق اسمائے حاصل کرنا۔

محاذات ماسوائے الد سے منقطع ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں حضوری حاصل کرنا۔

مخدع قطب الاقطاب یعنی غوث کا ایک خاص مقام ادر علیٰ مرتبہ ہے۔

مراتب کلیہ چھ ہیں (۱) مرتبہ وحدت یعنی تعین اول حقیقت محمدیہ (۲) مرتبہ احدیت (۳) عالم ارواح (۴) عالم مثال (۵) عالم ملک جس کو عالم اجسام عالم شہادت بھی کہتے ہیں (۶) عالم انسان کامل یہ جامع ہے جمیع مراتب کا بعض صوفیاء اس طرح چھ گنتے ہیں کہ (۱) مرتبہ اول ذات احدیت (۲) مرتبہ ثانی وحدت (۳) مرتبہ واحدیت (۴) عالم ارواح (۵) عالم مثال (۶) عالم اجسام تنزلات سے بھی ان کو کہتے ہیں۔ حرف تا تعین کی بحث میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ (۱) مرتبہ ذات احدیت (۲) مرتبہ حضرت واحدیت (۳) مرتبہ ارواح مجرودہ (۴) مرتبہ نفوس عالم کہ عالم ملکوت و عالم مثال ہے (۵) عالم ملک عالم شہادت ہے (۶) مرتبہ کون جامع یعنی انسان کامل اور مرتبہ وحدت کو احدیت میں شمار کیا ہے بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ مراتب کلیہ آٹھ ہیں (۱) عالم ملک (۲) عالم ملکوت (۳) عالم جبروت (۴) عالم

ایمان ثابتہ (۵) اسماء الہیہ (۶) صفات سبحانیہ (۷) مرتبہ وحدت (۸)

ذات احدیت -

مرآۃ الوجود شیون ذاتیہ یعنی صور علمیہ جو مرتبہ واحدیت میں متمیز ہیں انہیں کے مطابق  
مرآۃ المحضرات ذات حق سبحانہ عالم اجسام میں ظہور ہوتا ہو گیا حتیٰ سبحانہ عالم اور موجودات خارجیہ  
معلوم اور صیور علمیہ بنزلہ آئینہ کے ہیں اسلئے انکو مرآت الوجود اور مرآت المحضرت کہتے ہیں  
مرآۃ الکون وجود حق سبحانہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ اکوان و اوصاف و افعال اکوان  
سب کچھ اسی وجود حقانی میں ظاہر ہوتے ہیں اور وجود حقانی بسبب ظہور  
اکوان کے ان میں پوشیدہ ہے جس طرح دیکھنے والے کی نظر میں بوجہ  
ظہور عکس کے آئینہ نہیں آتا۔ گویا وجود حق سبحانہ تعالیٰ آئینہ ہے جملہ موجودات  
مرآۃ المحضرتین سے دیوا انسان کامل ہے کیونکہ انسان کامل منظر حضرت وجوب اور  
حضرت امکان کا اور جامع جمیع مراتب و صفات و اسماء الہیہ کا ہوا اسی لئے شکو  
مرآۃ الہیہ بھی کہتے ہیں -

مسالک جوامع الذاتیہ یعنی سالک کا اسماء ذاتیہ حق سبحانہ کے ذکر و شغل میں مشغول ہونا  
جیسے اسم قدوس ربوب سلام علی حق - یہ ذکر سبب افضل ہے اس سے  
عشق ذات حق سے اور فنائیت ذات حق میں حاصل ہوتی ہے اور دیگر  
اسماء الہیہ جو صفاتی ہیں جیسے علیم وقدر - رزاق ربیع و بصیر وغیرہ ان کے ذکر  
و شغل سے فنائیت صفاتی و فعلی حاصل ہوتی ہے -

مستوی الاسم الاعظم - یعنی ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی جس میں سمائی ہے اور جس میں اس  
ذات پاک کا پورا اور افضل و شرح ظہور ہے وہ قلب ہے انسان کامل کا -

مستوی المعرفت سے مراد مرتبہ واحدیت ہے کیونکہ اس میں جمیع احوال حق سبحانہ کی تفصیل  
مستہلک وہ طالب حق اور عاشق ذات ہے جس نے دوئی و اپنی خودی و جملہ اعتبارات

و اضافات کو مٹا کر بالکل مستغنیہ و غانی فی الذات ہو گیا۔

مستخرج وہ عارف کامل ہے جس پر قضا و قدر کے اسرار منکشف ہیں وہ ہونے اور نہ ہونے والی باتوں کو پورے طور سے جانتا ہے۔ اس کے اُسے ہونے والی بات کا انتظار تکلیف نہیں دیتا۔ اور نہ ہونے والی بات سے اُسے کچھ غم نہیں ہوتا۔ لہذا وہ مطمئن ہوتا ہے۔ اور آرام سے رہتا ہے۔

مشارق الفتح۔ تجلیات اسمائہ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تجلیات ذات کی منفصل کنجی ہے سالک پر اس کے بعد تجلیات ذات منکشف ہوتی ہیں۔

مشارق شمس الحقیقۃ تجلیات ذات کا نام ہے۔

مشریت الضمائر وہ شخص ہے جس کو اللہ کے اسم باطن کی تمامیت حاصل ہے اس پر لوگوں کی ضمیر یعنی دل کی بات منکشف ہوتی ہے لہذا وہ سب کے بات جانتا ہے۔

مضامات میں الشیون الخالق یعنی حقائق کو نیہ مرتب ہیں حقائق اسمائہ الہیہ پر۔ اور یہ حقائق اسماء الہیہ مرتب ہیں شیون ذاتیہ پر۔ لہذا اکوان ظل میں حقائق اسماء الہیہ کے اور حقائق اسماء الہیہ ظل میں شیون ذاتیہ کے۔

مضامات میں المحضرات والا کو ان یعنی اکوان مرتب ہوتے ہیں حضرات ثلثہ (۱) حضرت وجوب (۲) حضرت امکان (۳) حضرت جامع وجوب و امکان پر لہذا عالم اکوان میں سے جس شے کی نسبت حضرت وجوب سے زیادہ ہوگی وہ بہت لطیف ہوگی جیسے ملائکہ۔ ارواح افلاک اور جس کی نسبت حضرت امکان سے زیادہ ہوگی۔ وہ کثیف ہوگی۔ جیسے عنصریات اور مرکبات عنصریات آگ پانی مٹی ہوا۔ جہاوت۔ نباتات حیوانات اور جس کی نسبت حضرت جامع سے زیادہ ہوگی وہ انسان ہے۔

اب انسان میں سے جس کا میلان حضرت امکان کی طرف زیادہ ہوگا اور اس میں کثافت امکانیہ بہت ہوگی وہ کافر ہوگا اور جس کا میلان حضرت وجوب کی طرف بہت ہوگا اور اس میں لطافت وجوبیہ غالب ہوگی وہ انبیاء علیہم والیہم وکرام میں سے ہوگا اور جس کا میلان وجوب و امکان کی طرف قریب قریباً و ات کے ہوگا وہ عام مومنین سے ہوگا۔

مطالعہ سالک کو توفیق آہی کا حاصل ہونا۔ اور شروع مشاہدہ کو بھی مطالعہ کہتے ہیں مطلع تلامذت قرآن شریف کے وقت سالک پر تجلی حق کا وارد ہونا روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق نماز میں بیہوش ہو کر گر پڑے لوگوں نے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ ایک آیت کا ذوق سے تکرار کر رہا تھا تو میں نے وہی آیت حق سبحانہ تعالیٰ سے سنی اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت امام موصوف کی زبان مثل شجر موسیٰ علیہ السلام کے تھی جس میں سے نثار انی انالہ آئی۔ نیز حضرت امام موصوف علیہ الرضوان فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں واسطے اپنے بندوں کے تجلی کی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ما من ایت الا ولہا ظہر و باطن و کل حرف حد و لکل حد مطلع ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور ہر حرف کی حد ہے اور ہر حد کا مطلع ہے اگرچہ ہر شے مشہود حق کا مطلع ہے لیکن اس حدیث میں آیت قرآنی کی تجلی حق کو مطلع فرمایا گیا ہے اس لئے صوفیائے کرام نے اپنی اصطلاح میں اسی کا نام مطلع مقرر کر دیا ہے۔

معالم اعلام الصفات یعنی نام بنام صفات کے ظاہر ہونے کے نشانات اور جائے ظہور وہ اعضا ہیں جیسے آنکھ کان زبان وغیرہ صفت بصیر کا ظہور و نشان

صفت سماعت کا کان صفت تکلم کا زبان۔

معلم اول آدم علیہ السلام ہیں۔ بموجب اس آیت پاک (اِنَّهُمْ بآسَاءِ فَاعِلٍ) معلم مکمل آدم خبردار کر ان فرشتوں کو ناموں سے، کیونکہ ملائکہ کو آدم علیہ السلام نے اسماء الہیہ کی تعلیم فرمائی تعلیم سے پہلی تعلیم ہے اس کے بعد سے سلسلہ تعلیم جاری ہوا ہے۔

مغرب الشمس سے مراد ذات حق سبحانہ کا تعینات میں پوشیدہ رہنا اور روح کا جسم میں پوشیدہ رہنا ہے۔ گویا ذات حق سبحانہ اور روح بمنزلہ شمس اور مغرب یعنی جاہ غروب تعینات اور اجسام ہیں۔

مفتاح سر القدر سے مراد یہ ہے کہ ازل ہی میں ایمان مکمل نہ تھکتا الاستعداد ہیں۔ پھر اسی استعداد کے مطابق خارج میں انکا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

مفتاح اول یعنی تمام اشیاء جو نفس الامریہ ہیں ذات حق میں مندرج ہیں جس طرح تمام درخت مع پھل پھل برگ و شاخ وغیرہ تنم میں مندرج ہے اور یہاں ان اشیاء کا نام حروف اصلی ہے۔

المفیض حضرت سرور کائنات علیہ السلام ایک اسم ہے کیونکہ ذات حق سبحانہ کے نور ہدایت کا فیضان مخلوق پر آپ ہی کے وسیلہ سے ہوتا ہے نیز فیضان وجود حقانی بھی جملہ موجودات پر حقیقت محمدیہ کے ہی وسیلہ سے ہوا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک اس کی دلیل ہے۔

مقام منزل رحمانی سے مراد نفس رحمانی یعنی مرتبہ واحدیت ہے۔ مکانات سب سے اعلیٰ اور ارفع منزل کو مکانتہ کہتے ہیں اور کبھی اس سے متعدد مقام لیتے ہیں۔

مکر معشوق کا عاشق پر اپنی کیتانی ظاہر کرنا اور اپنی بنیال خوبی پر مغرور ہونا کبھی

یہ بطریق لطف ہوتا ہے۔ اس سے عاشق پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے اور کبھی بطریق تہر و جلال ہوتا ہے اس سے عاشق کو اپنی بے نصاعتی اور بیکسی محسوس ہو کر یہ حاصل ہوتا ہے کہ میں اور میری خدمت کچھ نہیں بدن توجہ و فضل و کرم معشوق کے کچھ بن نہیں آ سکتا۔ اس حالت میں ماسولے اللہ سے بیزار اور محو معشوق ہو جاتا ہے اور کبھی مکر سے فریب و استدراج بھی مراد لیتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا نافرمان و بے ادب بندہ کو نعتیں عطا فرمانا۔ اور اس سے کرامت ظاہر کرنا

**ملک** عالم شہادت یعنی عالم اجسام کا نام ہے۔  
**ملکوت** بعض عالم ادراج کو اور بعض مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں  
**مالک الملک** حق سبحانہ تعالیٰ ہی سزا دہندہ والا ہے وہی مالک الملک ہے۔  
**محمد الیہم** حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لئے کہ باعث ظهور ذات و تخلیق خلق آپ ہی کی ذات بالکمال ہے چنانچہ ارشاد ذوالجلال ہے  
 لولاک لما خلقت الافلاک و نیز تمام عالم کے لئے آپ ہی کی ذات مقدس چراغ ہدایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیعہ ہی سے جملہ عالمیان کو نور ہدایت عطا ہوتا ہے۔

مناصفہ حق سبحانہ تعالیٰ اور خلق کے ساتھ حسن معاملہ رکھنا یعنی حقوق الہی اور طاعات الہی میں خلوص و محبت سے مصروف رہنا اور حقوق العباد کو پورے طور سے ادا کرنا منہج اول ذات احدیت کا مرتبہ تفصیل اسماء و صفات میں نزول فرمانا یعنی مرتبہ واحد میں ظہور کرنا۔ منہج اول ہے۔

**منقطع وحدانی** سے مراد حضرت جج ہے جہاں غیر کا کوئی اثر اور دخل نہیں اور جملہ اعتبارات و مراسم ہاں منقطع ہیں اسے عین الجمع و حضرت وجود و منقطع الانشا

بھی کہتے ہیں۔

منتهی المعرفۃ یہ سب نام مرتبہ واحدیت کے ہیں۔ وحدت ذاتیہ یعنی تعین اول سے نزول  
 منشاء السوی ہر مرتبہ واحدیت بنا ہے اس لئے پہنچ اول نام ہوا۔ اور تفصیل اسماء و  
 منزلة التدلی صفات میں ہوتی ہے اور صور علیہ اعیان ثابتہ یہیں متعین و متمیز ہوتی  
 منزلة التدلی ہیں۔ اس لئے منشاء السوی اور منبعث الجود نام ہوا۔ اور حق سبحانہ  
 منہج اول نقالی اسی مرتبہ واحدیت میں نزول فرما کر حق الاشیاء میں جلوہ گر ہو کر  
 منبعث الجود صور خلق کے قریب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وحدت سے صور علیہ اعیان  
 ثابتہ اس مرتبہ واحدیت میں متعین ہوتی ہیں اور پھر اعیان ثابتہ سے عالم  
 ارواح بنتا ہے ارواح سے مثال مثال سے اجسام اس لئے اس کا نام  
 منزلة التدلی ہوا۔ اور اسی مقام میں خلق حق سبحانہ تعالیٰ کے قریب ہوتی ہے  
 کیونکہ اس کے بعد ذات بحت ہے۔ جملہ مراتب صفات و اسماء یہاں ختم ہیں  
 جب سالک عرف ج کر کے مرتبہ واحدیت میں پہنچتا ہے تو حق سبحانہ کے قریب  
 ہو جاتا ہے۔ اس لئے منزلة التدلی و منتهی المعرفۃ کہتے ہیں۔

مناسبت ذاتیہ یعنی عہد اور رب بنیائیں بہت اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ظلمت کثرت  
 و ریمان حق و عہد عہد پر نور وحدت حق سبحانہ غالب ہو جائے یعنی جملہ یا بعض  
 صفات عہد و احکام تعین و کثرت جملہ یا بعض احکام و بوب و وحدت حق  
 تعالیٰ سے متاثر ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ عہد صفات لبشریت و عبدیت کو فنا  
 کر کے تمام یا بعض صفات و اسماء حق تعالیٰ سے مستصف ہو جائے جس عہد میں  
 دونوں صورتیں مناسبت کی جج ہوں وہ کامل و اکمل ہے۔ اور جس میں صرف  
 پہلی صورت ہو وہ عہد محبوب و مقرب ہے اور دوسری صورت بلا اول کے  
 حاصل ہی نہیں ہو سکتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس عہد پر جس قدر احکام و بوب



کا غلبہ ہو گا۔ (صورت اول میں) یا جس عہد نے جس قدر صفات و اسماء حق میں  
 قنایت حاصل کی ہوگی (یہ صورت ثانی میں) آتنا ہی وہ اعلیٰ دارفع ہے  
 مجسموں وہ ملائکہ ہیں جو شہود و محال حق میں ایسے متفرق ہیں کہ ان کو اسوائے اللہ کی  
 کچھ خبر نہیں ہے۔ ان کو کر وین بھی کہتے ہیں۔ ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ حق تعالیٰ  
 نے کیا کیا عالم بنائے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ملائکہ سجدہ آدم علیہ السلام سے  
 مستثنیٰ تھے ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ آدم کیا ہے اور کب پیدا کیا گیا ہے۔  
 میزان وہ عدل الہی ہے جس کے ذریعہ سے نیکی بدی، صفات حمیدہ و ذمیرہ۔  
 حق و باطل میں تمیز کیا جاتی ہے اور یہ عدل الہی ظل وحدت حقیقت ہو مجرب  
 جب تک انسان سلوک تمام کر کے مرتبہ احدیت المحجج مع الفرق یعنی حقیقۃ  
 علی صابجا السلام نہ پہنچے گا۔ یہ عدل الہی اسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ظلمت  
 مصحیت و نورانیت حسنات نظر بصیرت سے نہیں دیکھ سکتا اسی لئے  
 اس کو حق الیقین کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور وہ نہیں جانتا کہ ارکان  
 شریعت کے روحانی فوائد کیا ہیں۔ صبح کی وہ سنت سے کیا ہوتا ہے ظہر  
 کے چار فرض سے انسان کی کیا ترقی ہوتی ہے مغرب کے تین فرض اسے  
 کہاں پہنچاتے ہیں تیمم سے کیونکر پاک ہو جاتا ہے۔ مسح قائم مقام دھونے  
 کے کیسے ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا احکام شریعت و طریقت و رموز معرفت و اسرار  
 حقیقت وغیرہ۔ اس بیان سے دو امر ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ علم شریعت  
 و علم حقائق یعنی طریقت و معرفت حقیقت میں وہی انسان کامل مجتہد اور  
 قابل تقلید ہو سکتا ہے۔ جو سلوک پورا کر کے حقیقت محمدیہ میں پہنچے۔ اور ثانی اس  
 ہو کر باقی بالعد ہو جائے اور عین ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہو کہ ذات ہی کی طرف  
 نقیسات میں نزول کرے اور ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہو اور بتوجہ الٰہی الخلق ہو

تاکہ خلق کو بہتر تم کا فائدہ پہنچے۔ جیسے حضرات صحابہ کرام و ائمہ اربعہ و پیران سلاسل  
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ پاک ہستیاں مخلوق کیلئے حضرت باری میں  
 وسیلہ ہیں اور وارث خاتم النبیین علیہ السلام میں علم لدنی سے مالا مال ہیں۔ نور نبوت  
 سے منور ہیں۔ علم ظاہری و باطنی سے مزین ہیں۔ دوسرے یہ کہ محض علم ظاہری  
 اجتہاد و علم شریعت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ  
 تمام ان اشخاص (جن کو علم ظاہری نہیں ہے۔ یا علم ظاہری ہے مگر علم  
 باطنی و علم لدنی حاصل نہیں ہے) پر ان حضرات کی تقلید فرض ہے شریعت  
 میں بھی اور طریقت میں بھی۔ یہ موٹی بات ہے ہر شخص کا دل مانتا ہے کہ  
 دنیاوی معاملات میں سہرا واقف۔ واقف کار کے کہنے پر نہ چلے گا تو نقصان  
 اٹھائے گا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شریعت یا طریقت میں ناواقف بھی  
 ہو اور اس راہ مستقیم کے تجربہ کاروں کی بات کو بھی نہ مانے اور امید فلاح  
 وہی ہو درکھے۔ خسر الدنیا و الآخرة۔ نعوذ بالمدین ذلک۔

یہاں ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ کہ یہ حضرات علیہم الرضوان مظهر  
 اسم ہادی ہیں۔ بعض ان میں سے اپنی تکمیل کے بعد بارادہ برائے خدمت  
 خلق ہدایت عامہ یعنی تفقہ فی الشریعت کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے اور نور  
 نبوت کی روشنی سے مسائل جزئیہ شریعت کے قرآن و حدیث سے استخراج  
 کئے اس لئے کہ سب سے پہلا فرض یہی ہے بلا شریعت کے طریقت محض  
 حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اس میں ایسے متاثر ہوئے کہ مسائل شریعت  
 میں کبار اولیاء کرام نے بھی ان کی تقلید کی۔ جیسے حضرات ائمہ اربعہ علیہم  
 الرضوان۔ اکابر اولیاء جیسے حضرت غوث الاعظم۔ حضرت خواجہ نقشبند  
 حضرت خواجہ سہروردی حضرت خواجہ اجمیر علیہم الرضوان۔ باوجود خود مجتہدین

ہونے کے انہیں ائمہ اربعہ کے دائرہ اجتہاد میں منسلک رہے۔ حضرت بابا صاحب شکر گنج علیہ الرحمۃ فخر کرتے ہیں کہ ہم مذہب امام ابوحنیفہ میں ہیں۔

المدالمدان حضرات ائمہ اربعہ کا ہدایت عامہ میں کیسا بلند مرتبہ ہے مظہریت اسم ہادی میں کیسا ارفع مقام ہے ساری و نافرذ ہے جملہ اہل اسلام پر۔

عوام الناس اور علماء ظاہری پر ان کی تقلید فرض ہے اور اولیاء کرام نے بھی ان کی تقلید کو احسن سمجھا۔ جو ان سے روگردانی کرے گا۔ بیشک وہ شریعت محمدی سے بہت دور جا کر گرے گا۔ اور بعض ان میں با مرام الہدایت خاصہ یعنی طریقت معرفت حقیقت کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے وہ سلسلہ بیعت و ارشاد میں ممتاز ہوئے۔ اور بندگان خدا کی تکمیل باطنی میں مصروف رہے اور مجاہدات و ریاضات و اوراد۔ ذکر و شغل کے خاص خاص طریقہ بذریعہ نبوت قرآن و حدیث سے استخراج کر کے مکمل کئے۔ جیسے حضرت جنید بغدادی حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت امام غزالی۔ حضرت ابن عربی و سرسلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و سہروردیہ علیہم الرضوان

اور بعض جامع دونوں ہدایتوں کے ہوئے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام و تابعین کے دور میں بھی ہوا ہے یہ حضرات وصول الی اللہ میں وسیلہ ہیں واصل بحق ہونا۔ سب سے بڑا فرض ہے لہذا ان باتوں پر بیعت فرض ہے اور ان حضرات کا حلقہ بگوش ہونا بڑی نعمت ہے۔ چونکہ عوام الناس و علماء علم ظاہری حق و باطل میں خود تمیز نہیں کر سکتے ان میں نور نبوت کی روشنی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ حق و باطل۔ نیکی و بدی میں امتیاز احکام شریعت سے کرتے ہیں یعنی شریعت میں جو امر ممنوع ہے اُسے برا سمجھیں اور جو مباح ہے اُسے اچھا سمجھیں اس لئے اُن کے واسطے میزان علم شریعت ہے ان پر مجتہدان شریعت کی تقلید فرض ہے اور ان مجتہدان شریعت کی میزان

نور نبوت ہے اس کے ذریعہ سے احکام شریعت کی ان کو تصدیق ہوتی ہے اور حق یقین حاصل ہوتا ہے اور قوت اجتہادی ان میں پیدا ہوتی ہے اور عدل الہی سے ان کو تائید حاصل ہوتی ہے اسی وجہ سے یہ لوگ مقتداء انام ہوتے ہیں میکدہ مقام مناجات (خدا سے فریاد کرنا) بطریق محبت (مراتب سلوک کے اعتبار سے) میخانہ و بیخانہ باطن عارف میں معارف و حقائق اور شوق الہی بہت ہوتا ہے اس لئے وخیانہ و شراب خانہ اس کے باطن کو کہتے ہیں۔ میخانہ عالم لاہوت سے بھی مراد ہے۔ شرب خانہ عالم ملکوت سے بھی مراد ہے۔

مستی اس کے چند معنی ہیں (۱) عاشق کا اپنی صفات کو فنا کر کے ہستی معشوق میں محو و مدہوشی مستغرق ہو جانا (۲) مشاہدہ جمال حق سے سالک پر حیرت طاری ہونی اور اس میں ولولہ پیدا ہونا (۳) پندار عاشق یعنی عاشق کا نشہ عشق سے سرور ہونا اور اپنے علو و علو عشق کو محسوس کرنا اور کچھ بول اٹھنا (۴) ہستی مجازی (۵) استغناء اور کسی طرف التفات نہ کرنا۔

منظر شیعونات ذاتیہ و تعینات و جملہ موجودات مظہرات حق سبحانہ ہیں۔ متشابہ قرآن شریف میں بعض آیات محکمات ہیں اور بعض متشابہات محکمات وہ محکم آیات ہیں جن میں صحت طور سے احکام و اوامر بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے اقمرو الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ وغیرہ۔ اور متشابہات وہ آیات ہیں جن کے صحیح معنی وہ ہی لوگ سمجھتے ہیں جو واصل بحق ہیں اور نور نبوت کی روشنی سے منور و علم لدنی سے بہرور ہیں جیسے الرحمن علی العرش استوی و محسن و کھسین وغیرہ مجاز جملہ موجودات ماسوائے اللہ مجاز کہلاتے ہیں اس لئے کہ حقیقی اور اصلی وجود تو حق سبحانہ تعالیٰ کا ہی ہے اور یہ سب اس وجود حقیقی کا ظل ہے انکا وجود مجازی ہے اور بعض کہتے ہیں صرف عالم اجسام کو عالم مجاز کہتے ہیں۔

مسجد تجلی جہالی کے منظر کو مسجد کہتے ہیں اور آستانہ پیرو مرشد کو بھی مسجد کہتے ہیں  
 مہر حق سبحانہ تعالیٰ سے ملنے کی طلب و خواہش رکھنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ  
 حق سبحانہ تعالیٰ سے خالص محبت رکھنا یہاں تک کہ ملنے نہ ملنے کی آرزو سے  
 بھی خالی رہنا مہر ہے۔

مثال عالم مثال برزخ ہے درمیان عالم ارواح و عالم اجسام کے ارواح سے کشف  
 اور اجسام سے لطیف ہے عالم مثال نفل ہے عالم ارواح کا اور عالم مثال کا نفل عالم  
 اجسام ہے جو کچھ انسان خواب میں دیکھتا ہے وہ عالم مثال کی صورت ہوتی ہیں۔

مژہ مشاہدہ و رویت حق سبحانہ تعالیٰ کے وقت سالک پر حجاب ہو جانا جس سے وہ  
 بچھین ہو جاتا ہے اور درو اشتیاق بڑھ جاتا ہے۔ اس تیز مژہ کا فائدہ بھی یہی ہے  
 سے حوت شین کی بحث میں شراب کے بیان میں دیکھو  
 مسخرہ وہ شخص ہے جو لوگوں میں مٹھیکرا نپی کشف و کرامات کا اظہار کرے اور معرفت  
 کی باتیں بتائے۔

مراد وہ شخص ہے جس کو جذبہ الہی نے اپنی طرف کھینچ لیا ہو۔ بلا کسب اس شخص کے  
 یعنی بندہ مقبول اور مجذوب

مرید وہ شخص ہے جو اپنے ارادہ کو ارادہ اللہ میں محو و فنا کر دے اور اُسے یقین حاصل  
 ہو کہ جو کچھ ہوتا ہے ارادہ حق سبحانہ سے ہوتا ہے یہ شخص راضی برضا حق ہوتا ہو  
 ابو حامد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرید پر اسما الہیہ کے دروازے کھل جاتے ہیں  
 اور ترقی کر کے زمرہ و اصلین میں ہو جاتا ہے اسی وجہ سے سبعیت کرنیوالے کو  
 شیخ کے ساتھ یہی نسبت ہونی چاہیئے۔ ورنہ محروم رہے گا۔

مخلص مخلص یعنی اللہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق سے شرک و جملہ  
 مخلصات سے پاک صاف کر دیا ہو۔ اور مخلص کسر اللام وہ شخص ہے جو عبادت

و طاعت الہی خلوص و محبت سے کرے آرزوئے جنت و خوفِ دوزخ سے غرض نہ رکھے۔

**مرشد** وہ شخص ہے جو لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانے کی کوشش کرے اور اسکے طریقے بتائے  
**محراب** مطلوب و مقصود ولی کو کہتے ہیں یعنی جس شے کی طرف دل متوجہ ہو  
موئے ظاہر ہویت یعنی وجود کو کہتے ہیں

**میل** یعنی شور و آگاہی و ارادہ سے مقصود اہلی کی طرف رجوع ہونا جو باطل و سلاک  
و اقدیت کے ساتھ منازلِ سلوک طے کرتا ہے اور میلان حق سبحانہ کی طرف  
رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ واصلِ حق ہو جاتا ہے۔

**مجلس** حضورِ جناب باری جل مجدہ  
ملاحضت بے نہایت کمال حق سبحانہ تعالیٰ ہے جس کی انتہا کو کوئی نہیں پاسکتا۔  
**منہجہ** جب سالک صفاتِ ذمیرہ و نفسِ امارہ سے پاک اور تصفتِ بصفاتِ حمیدہ و  
اخلاقِ جمیلہ ہو جاتا ہے تو اس کے باطن کو منہجہ کہتے ہیں۔

**میدان** مقامِ شہود ہے  
**چہم زلف** راز و اسرار کا منکشف ہونا  
**محنت** عاشق کو راہِ عشق میں جو تکلیف و رنج ہوتا ہے وہ محنت ہے وہ تکلیفِ رنج  
خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری  
**مہربانی** سے مراد صفتِ البیت ہے۔

**ماہِ روئی** تجلیاتِ صورتی پر سالک کا مطلع ہونا۔ نیز و تجلیاتِ مادی جو سالک پر  
خواب یا حالتِ بنجودی میں منکشف ہوں۔

**مست خراب** عشقِ محبوب میں عاشق کا محو و مستغرق رہنا اور اس محویت و استغراق  
کو پسند کرنا اور ہمیشہ اسی حالت میں رہنا۔

میان طالب و مطلوب میں جو جہا بات و اعتبارات غیریت میں وہ میاں کہلاتے ہیں  
مؤکیمیاں سالک کا اپنی سستی و اسوائے اللہ کی محبت ترک کرنا۔

ن

ناز صفت معشوق ہے یعنی معشوق کا اپنے عاشق سے ظاہر بے پردائی کرنا اور  
دل سے اس کی قدر کرنا اور اہل تصوف کے نزدیک ناز معشوق حقیقی یعنی  
حق سبحانہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ اپنے عاشقوں پر تجلّی ظاہری و باطنی  
فرماتا ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ معشوق کی طرف سے عاشق کی حوصلہ افزائی  
ہونا اور ذوق و شوق کو بڑھانا ناز ہے۔

نیاز یہ عاشق کی صفت ہے یعنی عاشق کو معشوق کی احتیاج ہے اور وہ اپنے  
آپ کو اس کے سامنے بیچ و ناچیز سمجھتا ہے یہی عاشق کی نیاز مندی ہے۔

نقباء یہ اولیاء کرام کا ایک خاص گروہ ہے جن کا حکم ربی یہ کام ہے کہ مخلوق کے باطنی  
حالات معلوم کریں اور حکم ربی کسی مصلحت کے لئے ان حالات کو ظاہر کریں  
ان کی تعداد تین سو ہوتی ہے اس گروہ کو اللہ تعالیٰ کے اسم باطن کی نسبت  
حاصل ہوتی ہے اس لئے مخلوق کے باطنی حالات ان پر روشن رہتے ہیں  
نخباء یہ بھی اولیاء کرام کا خاص گروہ ہے جن کا یہ کام ہے کہ خلق خدا کی حاجت  
روائی کریں اور اپنی حسنات کے بدلے حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں  
گنہگارِ دانِ بریت کی سفارش کریں اور ان کی مصائب و تکالیف اپنے  
پر لے لیں ان کی تعداد چالیس ہے یہ مردانِ غیب میں سے ہیں۔

نقباء اور نخباء و نیز دیگر مردانِ غیب سب قطب کے ماتحت کام کرتے ہیں اور  
بعض کہتے ہیں کہ نخباء سات تن ہیں انہیں کو رجالِ الغیب کہتے ہیں۔

نظر حق سبحانہ تعالیٰ کو پردہ صفات میں دیکھنا

نیست ہست نما۔ ممکنات و جملہ مخلوقات کو کہتے ہیں اس لئے کہ مخلوقات فی نفسہ موجود نہیں ہیں بلکہ ظل حق سبحانہ ہیں اسی کے وجود سے موجود و نمودار ہیں۔ خود موجود نہیں ہیں بلکہ موجود نما ہیں۔

نقطہ شک اس عالم فانی یعنی عالم اجسام کا نام ہے۔

نبوت { اس کی دو قسم ہیں ایک نبوت تعریفی دوسری نبوت تشریحی۔ نبوت تعریفی یہ ہے کہ جن واسطوں کو صفات حق و اسماء الہیہ سے آگاہ کرنا اور معرفت ذات حق سبحانہ و رموز حقیقت پر مطلع کرنا تاکہ وصل حق و قرب ذات (جو کہ

مقصود اصلی و باعث تخلیق عالم ہے) میسر ہو۔ نبوت تشریحی سے مراد تبلیغ احکام الہی و تادیب اخلاق حکمت و خلق سے اور قیام حدود و شرعیہ اور ان کا نفاذ سیاست سے جس کو نبوت تعریفی حاصل ہے وہ نبی ہے نبی کا مرتبہ تمام اولیاء اور جملہ مخلوقات سے اعلیٰ ہے اس لئے کہ نبوت تعریف مرتبہ ولایت میں کامل ہونے کے بعد عطا ہوتی ہے اور جو ولایت میں اکمل اور نبوت تعریفی میں ارفع و اعلیٰ ہوتے ہیں ان کو نبوت تشریحی عطا ہوتی ہے وہ رسول کہلاتے ہیں یہ صاحب کتاب ہوتے ہیں اور نبیوں میں اولوالعظم ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خلق کی ذمہ داریاں زیادہ عائد ہوتی ہیں ان کو حضرت حق کی طرف سے حکومت باطنی اور حکومت ظاہری دونوں مرحمت ہوتی ہیں اور ولیوں و نبیوں کی صرف حکومت باطنی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ رسولوں میں سے خاتم المرسلین علیہ السلام سبب افضل ہیں کیونکہ ان پر اتاری ہوئی کتاب ناسخ ہے مابقی کی اور حاوی ہے جملہ ضروریات دینی و دنیوی کو اور حضور اکرم علیہ السلام کا مقام سبب اعلیٰ ہے مرتبہ ولایت اور مرتبہ نبوت میں اور جبکہ یہ امر محقق ہے کہ صاحب ارشاد اولیاء و ان اولیاء



سے اعلیٰ میں جو صاحب ارشاد نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ خود بھی واصل بحق ہیں اور دوسروں کو بھی واصل بحق کرتے ہیں اور اسی خدمت خلق کی غرض سے مقام جمع سے نزول کرتے ہیں اور خلق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسی وجہ سے فنا فی اللہ سے بقا بالمد اعلیٰ مقام ہے اور یہ معنی ولایت سے نبوت میں درجہ اکمل و اتم ہیں لہذا نبوت ولایت سے اعلیٰ مقام ہے اور صوباً کا یہ جو قول ہے کہ (الولاية افضل من النبوة) ترجمہ ولایت افضل ہے نبوت اس کے معنی یہ ہیں کہ خود نبی کا مقام ولایت اس کے مقام نبوت تشریفی

سے اعلیٰ ہے اس لئے کہ نبی اپنے مقام ولایت میں واصل بحق و صفت عنیت محضہ ہوتا ہے اور انتہاء قرب میں پہنچتا ہے (لی مع اللہ) لا یعنی فیہ احد) ترجمہ اللہ کے ساتھ مجھے ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں کسی شے کی گنجائش نہیں ہے، اسی طرف اشارہ ہے تو نبی کا یہ حال اس کے دوسرے حال یعنی انتظام خلق سے ارفع ہے کیونکہ ذات احدیت کی طرف عروج مقام اعلیٰ اور احدیت سے صفات کی طرف نزول اس سے ادنیٰ ہے یہ تفصیل ایسی ہے جیسے کہ ذات احدیت کو ارفع کہتے ہیں اور مرتبہ صفات کو ادنیٰ حالانکہ صفات عین ذات ہیں اس کی ایک ہوئی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا چہرہ منزل مکان ہے جب وہ اوپر والے منزل میں بٹھتا ہے تو زمین منزل سے اونچا ہوتا ہے اور جب نیچے کی منزل میں بٹھتا ہے تو اوپر کی منزلوں سے نیچا ہوتا ہے حالانکہ چاروں منزل اسی کی ہیں اور اس شخص کی حیثیت میں حقیقت میں کچھ فرق نہیں ہوتا ہے۔

نفی یہ کئی قسم ہے ایک صفات و سمیہ کی نفی کرنا۔ دوسرے اپنی ہستی خودی کو شانائز و جلالہ اعتبارات غیریت اور مجاہبات کو اٹھا دینا۔

نور اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس کے چند معنی ہیں (۱) ذات حق سبحانہ (۲) مرتبہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ (۳) ظل ذات حق سبحانہ (۴) وجود ظاہری جو صورتوں کو ان میں ظاہر ہے (۵) واردات اعلیٰ ذاتیہ و واردات آہستہ جو سالک کے دل پر منکشف ہوں نور الانوار ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔

نفس کل یعنی حقیقت کل سے مراد حقیقت محمدیہ ہے کیونکہ جملہ عالم کی حقیقت و ماہیت یہی حقیقت محمدیہ ہے اسی سے سب کچھ بنا ہے۔  
نفس حیوانی یہ جو ہر لطیف مادی ہے حامل ہے قوت حیات و قوت حس و حرکت ارادی کا اسی کو فلسفے والے روح حیوانی کہتے ہیں۔ یہ نفس حیوانی برزخ ہے درمیان قلب یعنی نفس ناطقہ اور جسد کے یہ بوجہ لطافت کے قلب سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور بوجہ کثافت کے جسد سے اسی لئے ان دونوں کا ملانے والا ہے۔

نفس ناطقہ جو ہر نورانی ہے مجرد ہے مادہ سے برزخ ہے درمیان روح اور نفس حیوانی کے اپنی لطافت مجردہ کے سبب متصل ہے روح سے اور کثافت جو ہر تہ کے سبب متصل ہے نفس حیوانی سے اسی لئے ان دونوں کا ملانے والا ہے۔

یہی حقیقت انسانیہ ہے اور اسی کو قلب بھی کہتے ہیں جس طرح قاف کی بحث میں قلب کی چار اقسام بیان کئے ہیں۔ قلب مضغہ، صندوبری، قلب نیب، قلب سلیم۔  
قلب شہید

نفس امارہ اسی طرح نفس ناطقہ کی چار قسم میں قسم اول نفس امارہ ہے اس کا میلان طبیعت حبسیہ کی طرف ہوتا ہے اسی لئے انسان کو حیث سفلی و کثافت یعنی لذت اور شہوات کی رغبت دلاتا ہے۔ یہ نفس امارہ منبع اخلاق ذمبیہ و معصیات کا ہے چنانچہ آیہ پاک میں اس کی طرف اشارہ ہے (ان النفس الامارۃ بالسوء) قلب مضغہ سے اس کا تعلق ہے چہل خشم کہینہ جسد نفیض، نفاق کہ برنجیل کہ فروش کر

حرص۔ کذب۔ حرام۔ غیبت۔ کفر۔ طمع۔ ریا وغیرہ اس کی صفات ہیں۔ یہ غفلت سے  
بھل ہوا ہے نیکی سے بہت دور ہے ۵

گردل صاف خواہی پہچو آئینہ      وہ چیز بروں کن از دور وں سینہ  
حرص و حسد و کذب حرام و غیبت      مکر و طمع و کبر و ریا و کینہ

نفسِ لواۓہ شتم دومِ نفسِ لواۓہ ہے۔ اس کا تعلق قلبِ منیب سے ہے انسان کو نیکی کی  
طرف رجوع کرتا ہے۔ عبادت و تقویٰ و اعمالِ حسنہ اس کی صفات ہیں لیکن  
اس میں ابھی تک خنگی نہیں ہے اگرچہ بہت سی کثافتِ نفسِ امارہ سے پاک  
ہو چکا ہے۔ اگر احیاناً کوئی فعلِ معصیت سرزد ہو جاتا ہے تو اپنے پرلاست  
کرتا ہے اور خدا سے توبہ کرتا ہے اس میں نورِ ہدایت کی روشنی شروع ہو جاتی ہے  
یہ نفسِ صلحا کو حاصل ہوتا ہے اس آیتِ پاک (لا اضم بالنفس اللوۓ) میں اس  
کا بیان ہے اور جب اس میں پوری خنگی ہو جاتی ہے اور انسانِ معصیات  
کی طرف سے بالکل مقنّب ہو جاتا ہے اور حنات پر اس کی طبیعت راسخ  
ہو جاتی ہے اور نورِ ہدایت کی روشنی پوری ہو جاتی ہے اس کا نام

نفسِ مطمئنہ ہے یہ تیسری قسم ہے یہ قلبِ سلیم سے متعلق ہے صفاتِ ذمیہ سے بالکل  
پاک و صاف ہے اور اخلاصِ حمیدہ سے متصف ہے ذوقِ شوق سے عبادت  
و طاعتِ الہی میں مصروف ہوتا ہے اور حضرت قدس کی طرف رجوع ہو جاتا ہے  
اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے یعنی جہتِ مغلی کی طرف تنزل کرنے کا خطرہ جاتا  
رہتا ہے اس آیتِ پاک (یا ایہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راغیۃ مرضیۃ)  
ترجمہ اے نفسِ مطمئنہ والو رجوع کرو تم اپنے رب کی طرف خوشی و رغبت سے  
میں انہی لوگوں کی طرف خطاب ہے یہ نفسِ اولیا والد کو حاصل ہوتا ہے اسکے بعد  
نفسِ ملہمہ ہے یہ چوتھی قسم ہے قلبِ شہید سے متعلق ہے یہ سب اعلیٰ و ارفع ہے

کمال قرب حق بجا نہ اسے مسیر ہے۔ شریعت میں کامل طریقت طے کئے ہوئے علم معرفت سے خبردار۔ رموز و اسرار حقیقت سے آگاہ۔ خطاب الہی سے مخاطب کلام الہی سے مشرف الہام غیبی کا مورد ہوتا ہے نفس ملہم انبیاء علیہم الصلوٰات اور کامل اولیاء کو حاصل ہوتا ہے اور بعض اس کو نفس قدسیہ بھی کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ نفس حیوانی۔ روح حیات۔ روح حیوانی ایک ہی چیز کے نام ہیں اور یہ مادی چیز ہے اور قلب مضغہ بھی مادی جسمی چیز ہے اور نفس ناطقہ حقیقۃ انسانہ مادی نہیں ہے بلکہ غیر مادی اور لطیف شے ہے قلب مضغہ میں بہت سے پردے ہیں ہر پردے میں ایک ایک سرا الہی ہے اور ہر ایک پردے کے صفات جدا گانہ ہیں۔ پہلا پردہ سیاہ ہے۔ تمام خواہشات اور لذت فانیہ و معصیات و کفر و شرک کا مصدر یہی ہے۔ بعض صوفیاء کرام اس کو سودا بھی کہتے ہیں۔ اور منزل ناسوت نام رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کا تعلق عالم کشف یعنی عالم اجسام سے بہت گہرا ہے۔ سیاہ پردہ کے صفات غالب ہوتے ہیں تو نفس ناطقہ میں کثافت ہو جاتی ہے اور نفس ناطقہ نفس حیوانی کے قریب اور عالم لطیف سے دور ہو جاتا ہے اس وقت اس کا نام نفس مارہ ہے۔ نفس مارہ کے قلب مضغہ سے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں اس کے عقب میں بقیم قدرت (لا) لکھا ہوا ہے جب ذکر نفی لے کر اس کی سیاہی کو دور کر دیتا ہے تو خواہشات و لذت فانیہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور منزل ناسوت سے نکل جاتا ہے نفس مارہ کو دور کر دیتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا پردہ صندلی رنگ کا ہے اس کے عقب میں (الم) لکھا ہوا ہے جب سالک ذکر پردہ سیاہ کو صاف کر کے ذکر آلہ سے اس پردہ میں قائم ہوتا ہے تو اس کے قلب مضغہ کی سیاہی روشنی سے بدل جاتی ہے اور نورانیت پیدا ہوتی ہے۔

اور قلب میں متعدد صفات ذمیہ زائل ہو کر قابلیت اخلاق جمیلہ کی ہوتی ہے۔  
 اس وقت اس کو قلب منیب کہتے ہیں اور اس کی اس استعداد نورانی کی وجہ سے  
 نفس ناطقہ کی صفت امارہ قائم ہو کر اس میں صفت لواہہ حاصل ہو جاتی ہے۔  
 اور نفس ناطقہ کو عالم لطیف سے قرب ہونے لگتا ہے بعض صوفیاء اسی وجہ  
 سے اس پردہ کو منزل ملکوت کہتے ہیں اس وقت نفس ناطقہ کا نام نفس ثانیہ  
 ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نفس لواہہ کا قلب منیب سے تعلق ہے  
 اس کے بعد تیسرے پردہ سفید ہے اس کے عقب میں (الاولیٰ) لکھا ہوا ہے  
 جب ذکر اسے ملے کرتا ہے تو منزل جبروت میں پہنچتا ہے اس لئے بعض  
 صوفیاء اسی پردہ کو منزل جبروت کہتے ہیں۔ سالک یہاں اگر عالم لطیف سے  
 بہت قریب ہو جاتا ہے اور اس کا قلب مضغہ باہیت کثیفہ جسمیہ سے پاک  
 ہو کر لطیف ہو جاتا ہے اس وقت اس کو قلب سلیم کہتے ہیں اور اسی کے مطابق  
 نفس ناطقہ بھی آگے ترقی کرتا ہے اور مطمئن کہلاتا ہے یعنی ہیں کہ نفس مطمئنہ  
 متعلق قلب سلیم سے ہے۔ اس کے بعد چوتھا پردہ سبز رنگ ہے اس کے عقب  
 میں ہو لکھا ہے۔ سالک اس پردہ میں اگر منزل لاہوت میں آتا ہے اسی لئے  
 بعض صوفیاء اس پردہ کو منزل لاہوت کہتے ہیں اور ذکر کا قلب بالکل نور  
 ہی نور ہو جاتا ہے اسی لئے قلب شہید کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اسی کے  
 مطابق نفس ناطقہ کثافات اعتباریہ سے صاف ہو کر لطافت توحید سے فرین  
 ہو جاتا ہے اور نفس طہر کہلاتا ہے قلب شہید سے نفس طہر کا تعلق ہے۔

نکتہ عبد اور رب کے درمیان جو ایک بھید ہے اسے نکتہ کہتے ہیں اور وہ بھید یہ ہے  
 کہ عبد عین رب ہے فرق ایک تعین وہی اور اعتبار فرضی سے ہے۔ ورنہ

حقیقت ایک ہے بعض صوفیائے کلمۃ سے عبد مراد لیتے ہیں اور بعض خواطر کو نکتہ کہتے ہیں

نقطہ سے مراد ذات محبت ہو۔

نفس الامر اعیان ثابتہ یعنی صور علیہ کو کہتے ہیں۔

نون والقلم نون سے مراد علم اجمالی مرتبہ وحدت یعنی حقیقت محمدیہ ہے اور قلم سے علم تفصیلی یعنی مرتبہ واحدیت مراد ہے اس لئے کہ نون کے معنی ودات ہیں قلم اس میں سے روشنائی لیکر لکھتا ہے اور روشنائی کو بھیلانا ہے تو مرتبہ وحدت حقیقت محمدیہ جملہ کائنات کی محل حقیقت ہے۔ مرتبہ واحدیت نے اس سے روشنی لے کر جملہ حقائق و اسماء و صفات کی تفصیل کی تو نمبر لہ قلم کے ہوا۔ اور کبھی نون والقلم سے عالم دنیا بھی مراد لیتے ہیں۔

النکاح الساری (اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے تو ذات احدیت کو مرتبہ واحدیت کی فی جمیع الذراری) کثرت اسماء یعنی صور علیہ سے مرتبہ وحدت یعنی حب ذاتی (حقیقۃ

محمدیہ) نے ملایا ہے یعنی وہ ذات کثر مخفی اپنے حب ذاتی یعنی تعین اول حقیقۃ محبت کی وجہ سے کثرت اسماء و صفات میں ظاہر ہوئی اور حقائق عالم کی اپنے علم میں تفصیل فرمائی یہی مرتبہ واحدیت ہے اور پھر وہ ذات حقیقی اپنے اسماء یعنی صور علیہ کے مطابق مراتب کو ان میں جلوہ گر ہوئی اور وجود خارجی میں ظاہر ہوئی تو اس احدیت ذاتیہ کا اتر ان کثرت اسمائے مرتبہ واحدیت میں اور پھر اس کا اتر ان مراتب کو ان سے خارج میں بہمنزلہ نکاح ہے اور اس کا باعث وہی حب ذاتی یعنی حقیقت محمدیہ ہے اور یہ اتر ان ایسا ساری و نامذہب ہے کہ کوئی شے اس سے خالی نہیں ہو سکتی اور کس طرح خالی ہو سکتی ہے جب وہی ذات احدیت بعینہ تو جمیع کائنات و جملہ موجودات میں جلوہ گر ہے

اس کے سوا اور ہے کیا۔ ذرہ ذرہ میں وہی ہے بلکہ صاف ہی کہو سب کچھ وہی  
نوال انعامات الہی و عطیات جناب باری جو مقربین بندوں کو عطا ہوتے ہیں۔

نہایت السفر الاول اس کا مفصل بیان سفر و سیر کی بحث میں ہو چکا ہے تاہم مختصر  
والثانی الثالث طور پر ہر سفر کی نہایت اس جگہ بیان کی جاتی ہے سفر اولیٰ  
والرابع کی نہایت اقصیٰ میں۔ و مقام قلب ہے۔ سفر ثانی کی نہایت اقصیٰ یعنی  
مرتبہ واحدیت ہے۔ سفر ثالث کی نہایت عین الجمع و حضرت احدیت یعنی تعالیٰ  
قوسین اور اس سے آگے مقام اوادنی۔ یہ ولایت کی انتہا ہے سفر رابع کی  
نہایت فرق بعد الجمع یعنی مقام بقا بالسر

لقاب عاشق میں تجلی معشوق کی قابلیت کا کم ہونا۔ اس وجہ سے معشوق عاشق پر اپنی  
صفت تجلی وارد نہیں کرتا  
نقل پوشیدہ اسرار و باطنی معانی کا کشف ہو جانا۔

نور و مقام تفرقہ (حجابات کثرت میں وحدت دیکھنا) یعنی ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا  
ذرہ ذرہ میں مشاہدہ کرنا اور فرق مراتب رکھنا۔

ناقوس ہر ایسوں سے بچنا اور متنبہ ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ نیز وہ جذبہ الہی جو بندے  
کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔

ناموس عزت و قارحمت و جاہ  
نسیم یاد آوری عنایات و اکرامات الہی  
نزدیکی اسماء و صفات حق کی معرفت  
نسا عیش و عشرت

نظر بر قدم حضرات نقشبند علیہم الرحمۃ کی یا زودہ مصطلحات ہیں صطلح نظر بر قدم ہے  
نگاہداشت مراد قطع کرنا مسافات مہستی کا اور طے کرنا عقبات خود پرستی کا یکے بعد دیگر

سلسلہ طور پر نگاہداشت سے مراد مراقبہ خواطر۔ اس طرح پر کہ ایک سانس میں چند بار کلمہ طیبہ کہے اور اس سے خالی نہ رہے۔

نالہ زار سے مراد تلاش محبت و محبوب

نالہ ریزہ کرم و الطاف معشوق

نالہ مناجات عاشق

نلے پیغام محبوب

نقطہ خال سے مراد وحدت حقیقی ہے

نرگس اعمال حسنہ سے جو نتیجہ دل میں پیدا ہو

نماز سے مراد اطاعت معشوق حقیقی و توجہ الی الحق

نماز و روزہ ماسوائے اللہ سے اعراض کرنا اور حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہونا۔

نبیل دوستی حق سبحانہ تعالیٰ اور اس میں جدوجہد کرنا۔

نشستن سکینہ ہے۔ حزن سین میں دیکھو۔

نیمستی ذات حق میں مستغرق ہونا۔ اور اپنے اس استغراق کا شعور بھی رکھنا۔

نصیحت اصلاح اور مفید بات کی طرف توجہ دلانا اور بری بات سے نفرت دلانا۔

نصیح اخلاص عمل کا نام ہے

نے حضرت خواجہ حسین خوارزمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نے سے مراد ظلم و جبر و جبری

علی صاحب السلام کیونکہ اسی واسطہ سے سرکھنم۔ کٹر نخنی ظاہر ہوا ہے اور حضرت

شاہ فتح قلندر قدس سرہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ نے سے مراد ذات سرور کا نشانہ

علیہ السلام ہے اس لئے کہ آپ حق کی آواز ہیں اور آپ کے جملہ اقوال و افعال

حرکات و سکناات حق سبحانہ کی طرف سے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ نے سے مراد

کبھی درویش صاحب حال بھی ہوتا ہے۔





واو سے اشارہ وجہ مطلق یعنی وجہ اللہ اللہ کی طرف چنانچہ اس آیت پاک میں وارد ہے  
فانینا تو لا انتم وجہ اللہ

وجوب سے مراد ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے کہ وہ اپنے وجود کو آپ مقتضی ہے اور عدم  
اس کا محال ہے۔

واجب وہ ہے جو اپنے وجود بقا میں کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو ظاہر ہے کہ بجز ذات  
حق سبحانہ تعالیٰ کے کوئی شے واجب نہیں ہے کیونکہ جملہ کائنات و موجودات  
وجود و بقا میں ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے  
واقعہ سالک کے دل پر عالم غیب سے جو کچھ وارد ہو خواہ وہی طور پر یا کسب سالک  
سے لطف آمیز ہو یا قہر آمیز تجلی جالی ہو یا جلالی۔ بصورت خطاب ہو یا مبتال  
اور بعض کہتے ہیں کہ واقعہ وہ ہے جو مرید اپنے شیخ سے عرض حال کرے  
معاملات سلوک کے متعلق

وارد وہ ہے جو سالک کے دل پر بغیر اس کے کسب کے محض وہی طور پر معانی  
عالم غیب سے نازل ہوں۔

واقع محل صور علیہ یعنی اعیان ثابۃ۔ تقدیر الہی۔ علم الہی ہے۔

واجب الوجود وہ ہے کہ جس کی ذات خود اپنی مقتضی ہو اور خود بخود موجود۔ قدیم ہو۔  
اپنے وجود و بقا میں کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں اور کبھی  
واجب الوجود بمعنی لازم الوجود بولا جاتا ہے اس سے مراد جسم عنصری ہوتا ہے۔

وجود ذات حق سبحانہ تعالیٰ اپنے ماسوائے اس کے عدم ہے لیکن صوفیاء نے اپنی  
اصطلاح میں اس کے چند اقسام کئے ہیں (۱) واحد الوجود (۲) واجب الوجود  
حقیقی ذات حق سبحانہ تعالیٰ (۳) واجب الوجود بمعنی لازم الوجود اجسام عنصریہ

(۴) ممکن الوجود یعنی جسم مثالی متین الوجود یعنی روح اضافی (۵) عارف الوجود یعنی اعیان ثابۃ (۶) شاہد الوجود یعنی مرتبہ وحدت - حقیقت محمدیہ -

**وجد** جذبہ محشوق ہے یعنی کشش کرنا دل عاشق کو اپنی طرف  
**وجدان** - قلبی لذت یعنی سالک کا ذات حق سبحانہ کو ہر ذرہ میں مشاہدہ کرنا اور اس میں محو ہونا اور اس سے لذت و ذوق لینا۔

**وثقی** کے معنی مضبوط و استوار کے ہیں اور اس سے مراد اللہ کی مضبوط رسی ہے چنانچہ اس آیت پاک میں ہے فقد استمسک بالعروة الوثقی (عوام الناس کے لئے اللہ کی مضبوط و استوار رسی ایمان کے ساتھ عبادت و طاعت بجالانی ہے۔ اور خواص کے لئے محبت آہی ہے اور اخص ان خواص کے لئے وہ جذبات آہی ہیں جو ان کو فنا فی اللہ کر کے باقی باللہ بناتے ہیں۔

**وحدت الوجود** - یعنی جملہ موجودات کا وجود ایک ہے۔ اس کی تحقیق بحث توحید رحمت (ت) کے بیان میں گزری۔

**وحدت تعین اول** یعنی حقیقت محمدیہ کا نام ہے۔ اسے علم اجمالی حسب ذاتی - ہر نبی کبریٰ بھی کہتے ہیں اس کے بعد

**واحدیت** ہے یعنی ذات کا علم تفصیلی۔ اس مرتبہ واحدیت میں اسماء و صفات و خالق الہیہ و کیا نیہ مستعین ہوتی ہیں۔ اس کی تفصیل بحث تعین و تنزلات ستہ میں آگزر چکی ہے۔

**واحد** حق سبحانہ و تعالیٰ کا نام ہے باعتبار اسماء و صفات کے بعض کہتے ہیں کہ ذات کے تینوں مراتب داخلی (واحدیت - وحدت - واحدیت) پر اس اسم کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ یہ تینوں مراتب ایک ہی ہیں۔

**وجود عام** حق سبحانہ تعالیٰ کے ماسوائے جملہ موجودات کو وجود عام کہتے ہیں۔

واحد الوجود۔ مرتبہ احدیت ہے۔

وصلت عاشق کی صفت ہے یعنی معشوق کے وصال کی خواہش رکھنا۔

وصل کہ صوفیائے اس کے چند معنی لکھے ہیں (۱) حقیقت محمدیہ۔ کیونکہ سالک جب وصال سلوک تمام کر کے یہاں پہنچتا ہے۔ تو واصل بحق ہو جاتا ہے۔ (۲) سالک

کا اپنی صفات بشریت کو صفات حق سبحانہ میں فنا کر دینا۔ (۳) وصل وہ

حالت ہے کہ سالک ایک لمحہ حق سے غافل و جدا نہ ہو۔ زبان ذکر میں دل

فکر میں روح شاہد پر حق سبحانہ میں ہر وقت مشغول رہے۔ (۴) سالک کا

جملہ صفات و اعتبارات غیریت کو فنا کرنا۔ ماسوائے اللہ سے منقطع ہو جانا۔

اور انہی ہستی و خودی کو ذات حق میں فنا کرنا۔ اور عین ذات حق سبحانہ ہو جانا

یہاں پہنچ کر سالک کو قرب حق حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ حالت ایک ساعت ہی۔

کیوں نہ ہو بعض پر یہ حالت کبھی کبھی طاری ہوتی ہے اور بعض پر جلد جلد

اس طرح بعض دفعہ یہ حالت جلدی زائل ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ دیر

تک قائم رہتی ہے۔ حالت سکرا سی کا نام ہے اور بعض اسے تلوین بھی

کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے نزدیک تلوین۔ تکلیں سے اور سکرا سحر سے

اعلیٰ و ارفع ہے۔ لیکن جہور صوفیاء کرام کے نزدیک تکلیں اور صحو اعلیٰ ہے

وقت اور حال سالک کے حاضر زمانہ کو کہتے ہیں جو زمانہ گزر چکا وہ ماضی ہے

اس کی فکر ہی کیا جو آئندہ آنے والا ہے۔ مستقبل ہے اس کا کیا اعتبار۔

موجودہ حاضر زمانہ کو بیکار نہ کھونا چاہئے یہی وقت کہلاتا ہے۔ خواجہ عبداللہ

انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے عزیز۔ ماضی گزر گیا پہ نہیں آئیگا

مستقبل پر اعتماد نہیں۔ تو اسے پائے گا۔ یا نہیں وقت یعنی حاضر زمانہ

کو غنیمت جان کہ اس کا قیام نہیں ہے اسے بھی بیکار چھوڑا تو بجز افسوس اور

کیا حاصل ہوگا۔

وہاں کے ذات بحبت کو کہتے ہیں۔

ولایت بکسر الواد صفات و ذات کی فنائیت کر کے سالک کا باقی بالمدہ ہونا۔  
یہ انتہا و مقام قرب و تکمیل ہے اور ولایت بفتح الواو کے معنی مدد دینا۔  
خدمت خلق کرنا۔ پہلے معنی کی ولایت جس کو حاصل ہوتی ہے وہ دائمی ہے  
یعنی اس عالم میں بھی اور اُس عالم میں بھی۔ اور دوسرے معنی کی ولایت  
یعنی خود واصل بحق ہو کر دوسروں کی حاجت روائی کرنا اور خدمت مہم  
پر کمر بستہ ہو جانا۔ یہ اکثر اسی عالم کے ساتھ ہے جب ولی اس عالم سے  
منتقل ہو جاتا ہے۔ تو چالیس سال کے بعد یہ کام اس سے منقطع ہو جاتا  
ہے لیکن بعض انخاص اولیاء کرام اس عالم میں بھی اس خدمت خلق  
پر مامور رہتے ہیں۔ اور بعض اولیاء کو صرف پہلی ولایت ہوتی ہے۔

ولی وہ ہے جس کو ولایت حاصل ہو۔ خواہ صوف پہلے معنی کی ہو یا دونوں معنی  
کی ہو۔ اور ظاہر ہے دوسری معنی ولایت بلا پہلی کے ممکن ہی نہیں ہے  
اس کے چند اقسام ہیں (۱) حق تعالیٰ کے نزدیک ولی اور مخلوق اسے ولی  
نہیں جانتی ہو۔ بلکہ وہ خود بھی اپنی ولایت کو نہیں جانتا۔ (۲) حق سبحانہ  
کے نزدیک ولی ہے اور خود بھی اپنی ولایت کو جانتا ہے لیکن خلق  
نہیں جانتی۔ (۳) حق سبحانہ کے نزدیک بھی ولی ہے وہ خود بھی جانتا ہے  
اور مخلوق بھی جانتی ہے (۴) بعض نام کے ولی ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے  
آپ کو ولی سمجھتے ہیں اور مخلوق بھی ان کو ولی مانتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک وہ ولی نہیں ہوتے (۵) بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہ حق سبحا  
کے نزدیک ولی ہیں نہ خلق ان کو ولی سمجھتی ہو مگر وہ اپنے آپ کو ولی جانتے ہیں

واسطہ منقضی و مد و حضور نبی کریم علیہ السلام ہیں کہ آپ ہی کی ذات مبارک باعث تخلیق عالم اور منقضی وجودی ہے۔ آپ ہی کی شان میں لولا کہ لما خلقت الافلاک ہے۔ آپ ہی کی ذات پاک اور ذات احدیت سے واصل اور مخلوق سے شامل ہے دونوں کے درمیان واسطہ وبرزخ ہے بلا آپ کے واسطہ کے کوئی حق تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور ہر قسم کا فیضان ذات احدیت کی طرف سے بلا آپ کے واسطے کے مخلوق پر پہنچ نہیں سکتا۔

وثر سے مراد ذات بخت ہے بمرتبہ لاشترط شے و سقوط جمیع اعتبارات و مراسم وجہا الغایت یعنی غایت حق کی دو وجہیں وہ جذبہ سلوک ہیں انہیں دو طریقے سے اللہ تعالیٰ کی غایت اور اس کا قرب سالک کو حاصل ہوتا ہے۔

وجہا الاطلاق والتقیید یعنی ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی ایک وجہ اطلاق ہے دوسری وجہ تقیید۔ وجہ اطلاق یہ ہے کہ ذات سے جمیع اعتبارات و حجبہ صفات و افعال آثار کو ساقط کیا جائے اور غیریت و اضافت کو اٹھا دیا جائے تو وہ ذات حق سبحانہ اس حیثیت سے مطلق ہے۔ اور عین ہے جمیع موجودات کا۔ یعنی میں محیت حق کے (وہ ہیکلم) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ وجہ تقیید یہ ہے کہ اضافات اور اعتبارات ذات کے ساتھ منسوب کئے جاویں۔ اور اس کے ساتھ کوئی قید لگائی جائے۔ اس صورت میں بھی وہ مطلق عین ہے ہر شے مفید کا کیونکہ شے مفید وجود مطلق سے ہی موجود ہے۔ ورنہ بدون اس کے معدوم ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ وہ ذات حق سبحانہ جیسی احد و صمد مرتبہ گنج مخفی میں تھی ویسے ہی احد و صمد مرتبہ تعینات و عالم کثرت میں ہے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ الان کما کان۔ کے یہی معنی ہیں کثرت سے اسکی وحدت میں کچھ فرق نہیں آیا نہ آسکتا ہے حقیقت میں تو کثرت عین وحدت ہے اور

وحدت عین کثرت ہے۔

وجہ الحق یعنی ذات حق۔ اس لئے کہ وجہ الشئ کے معنی ذات شئ کے ہوتے ہیں۔  
اس آیت پاک (ذانیما تو لوافتم وجہ العلم میں یہی اشارہ ہے۔ یعنی ہر شئ ذات  
حق تعالیٰ ہے۔ ع بخدا غیر خدا در دو جہاں چیز سے نیست  
وجہ جمیع العابدین سے مراد حضرت الوہیت ہے۔

وراء اللبس سے مراد مرتبہ احدیت ہے کیونکہ یہ مرتبہ ذات کا سلب صفات و  
تعینات کا ہے اس کے بعد ذات لباس تعین میں جلوہ گر ہوتی ہے چنانچہ  
پہلا لباس تعین مرتبہ وحدت یعنی حقیقتہ محمدیہ ہے اس کے بعد مرتبہ  
واحدیت اس کے بعد ارداح پھر عالم مثال پھر عالم اجسام ہے۔  
وصف ذاتی حق سبحانہ سے مراد مرتبہ احدیت الحجج۔ وجوب ذاتی۔ اور غنی ذاتی  
ہے غنی عن العلمین سے یہی اشارہ ہے۔

وصف خلق سے مراد خلق کا امکان ذاتی ہے اور مخلوق کا فقر ذاتی۔ انتم الفقراء  
سے یہی اشارہ ہے۔

**وصل الفصل**۔ یعنی وحدت کا کثرت میں ظہور۔ اسی کو حجج الفرق کہتے ہیں کیونکہ کثرت  
باعث فصل اور فرق ہے اور وحدت اس تمام کثرت کی جامع اور وصل  
کرنے والی ہے۔

**وصل الوصل** سے مراد یہ ہے کہ سالک عالم کشیف جہانی سے عروج کرتا ہوا جمیع مراتب  
نزدل کو یکے بعد دیگرے طے کرتا ہوا احدیت الحجج میں پہنچے اور وصل بحق ہو جائے  
وفا بالعہد یعنی اللہ تعالیٰ نے الست برکم سے مخاطب کر کے ارواح سے عہد لیا تھا۔  
اس کے جواب میں جن روحوں نے بلی عرض کر کے عہد و اقرار ربوبیت  
کیا تھا۔ اس عہد کو پورا کرنا وفا بالعہد ہے۔ عوام الناس کا عہد ربوبیت پورا

کرنا عبادت بجالانا ہے یعنی ادا کرنا شریعت کی پابندی بامیہذبت اور  
 نواہی و معصیات سے پرہیز کرنا بخوف و وزر خ اور خواص کا عہد ربوبیت  
 پورا کرنا عبودیت ہے یعنی حق سبحانہ سے محبت کرنا اور خلوص نیت سے  
 اس کی عبادت کرنا۔ اور اخص ان خواص کا عہد ربوبیت پورا کرنا عبودیت  
 ہے۔ یعنی ماسواے اللہ سے منقطع ہو کر اپنے نفس کو حضور حق میں حاضر رکھنا  
 اور مقام جمع و فرق دونوں میں عبادت کرنا۔ اس کے آثار میں سے یہ ہے  
 کہ ہر کمال کو حق کی طرف منسوب کرنا۔ اور ہر نقص کو اپنے نفس کی طرف منسوب  
 کرنا۔ عبادت عبودیت۔ عبودت کی تشریح حرف عین کی بحث میں ہو چکی  
 ہے۔ مختصر طور پر یہاں بھی لکھ دی گئی ہے۔

وفا بخطط عہد التصرف۔ یعنی تصرفات و خرق عادات و کرامات کے وقت کا عین کا  
 اپنے آپ کو حضرت باری میں عجز و نیاز کے ساتھ پیش کرنا۔ اور باوجود کمال  
 کے اپنے اختیار اور تصرف کو ہیج و خاضع سمجھنا۔

وقت و انکم۔ یعنی آن و اتم۔ الف کی بحث میں مذکور ہوا۔

وقف۔ وقفہ یعنی سالک کا دو مقام کے درمیان کچھ ٹھہرنا۔ اس خیال سے پہلے مقام  
 طے شدہ کی کوئی بات باقی تو نہیں رہی۔ اور یہ کہ دوسرے مقام کو جس  
 وہ آگے ترقی کرنا چاہتا ہے، کی پوری تیاری اور قابلیت موجود ہے۔

وقوف صادق سالک کا ثانی الہ ہو کر قائم بحق اور بقا بالمد ہو جانا ہے۔

وقوف زمانی۔ حضرات نقشبند علیہم الرحمۃ کی یازہ مصطلحات میں سے ہے یعنی  
 اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا۔ اگر حسنات ہیں تو شکر حق بجالانا اور اگر کوئی فعل  
 مکروہ سرزد ہو گیا ہے تو توبہ و استغفار کرنا اور نفس کو اس کی سزا دینا۔

وقوف عدوی۔ یہی ان حضرات کی مصطلحات میں سے ہے یعنی ذکر قلبی میں بھی

عدو و شمار ملحوظ رکھنا۔

وقت قلبی یہ بھی ان حضرات کی اصطلاح ہے۔ یعنی حضرت احدیت میں حضور قلبی جاہل کرنا۔ اور دل سے ماسوائے اللہ کو دور کرنا۔

واصل وہ شخص ہے جس نے جملہ اعتبارات و اضافات کو اٹھا دیا۔ اور الائنس سوائے اللہ سے پاک ہو کر محذات و عین حق سبحانہ ہو گیا۔

وفا غایت ازلی کو کہتے ہیں جو بلا اکتساب عہد کے اسپر حق کی جانب محبت ہو۔

وجود شہود نور علم مطالب رشیدی میں لکھا ہے کہ ذات حق سبحانہ کا علم اجمالی یعنی اسماء و صفات سے مجملاً متصف ہونا۔ وجود ہے اور حق سبحانہ کا اپنی صفات کو خود بخود معلوم کرنا۔ علم ہے۔ اور حق سبحانہ کا اپنے جلال کو خود

بخود دیکھنا۔ نور ہے۔ اور خود بخود معلوم و شہود ہو جانا۔ شہود ہے یہ چاروں اعتبارات ذاتی ہیں۔ جب ذات نے مرتبہ گنج مخفی سے نزول فرما کر مرتبہ

وحدت یعنی تعین اول میں جلوہ فرمایا۔ تو یہ چار اعتبارات اس مرتبہ میں ملحوظ ہو گئے۔ صفات و اسماء کا یہاں گزر ہی نہیں ہے ذات ہی ذات

ہے مرتبہ صفات و اسماء کا اسماء کے بعد ہے یعنی مرتبہ واحدیت۔ اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ سالک کا اوصاف بشریہ کو قفا کرنا اور اپنی ہستی کو ٹسا کر ذات حق میں محو ہو جانا وجود ہے تو حیدر ابتدا ہے۔

وجود انتہا ہے اور وحدان دونوں کے درمیان واسطہ ہے۔

واوہی امین تصفیۂ قلب ہے تاکہ تجلی الہی کے قابل ہو جائے۔

واسطہ تصور شیخ ہے اسی سے محبت شیخ پیدا ہوتی ہے اور وہ دہل بہول

حق کر دیتی ہے

ورقائے نفس کلیہ یعنی لوح محفوظ ہے





ہیولی حکماء اور فلسفیوں کے یہاں ہیولی ایک جوہر ہے جو محل ہے صورت جسمیہ کا اور صوفیائے کرام اعیان ثابتہ کو ہیولی کہتے ہیں۔

ہیاء و حقائق کیانیہ کلیہ میں سے ہے عقل کل نفس کل طبیعت کل کے بعد اور جسم کل شکل کل سے پہلے۔ یہ مربوط ہے اس کا فاعل حقیقت کلی آسم آخر ہے۔ اور چچہ حقائق کیانیہ غیر مجسم ہیں۔ عالم اجسام کی جلد صور اس جوہر ہیاء میں متعین وقائم ہوتی ہیں۔ پھر اس کے مطابق عالم اجسام کا ظہور ہوتا ہے اور کبھی لفظ ہیاء سے اعیان ثابتہ مراد لیتے ہیں۔ اور کبھی اس سے ہیولی اجسام یعنی مادہ بھی مراد ہوتا ہے۔ اور کبھی ہیولی ہیاء سے حقیقت محمدیہ مراد لیتے ہیں۔ گو یادہ اصل اور ہیولی ہر شئی کی ہے۔ کیونکہ جلد عالم اس حقیقت محمدیہ سے ہی بنا ہے۔

صا سے مراد ذات حق سبحانہ باعتبار ظہور کے ہے۔

صو سے مراد ذات بحت بلا اعتبار صفات و ظہور یعنی ما بحیثیت ظہور حق سبحانہ کا نام ہے اور ہذا صا اور ذات بحت کا نام ہے جہاں کسی صفت و ظہور کا دخل نہیں ہے۔ یہ نقطہ ذات کا اسم ہے اس کے ذکر سے سالک کی صفات بشریت فنا ہو جاتی ہیں۔ اور جلد اعتبارات غیرت زائل ہو جاتے ہیں اور بجز ہستی حق سبحانہ کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے یہ جلالی اسم ہے خواص سالکین اس کا ذکر کرتے ہیں۔

ہست نیست تما وجود حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔ کہ وہ ہر جگہ اور تمام عالم میں موجود ہے مگر نظر نہیں آتا۔ دیکھنے میں تو وجود اضافی یعنی مخلوق آتی ہے جو کہ خود نیست ہے اسی لئے خلق کو ہست نیست نما کہتے ہیں۔

ہمہ ازوست یعنی سب کچھ اسی کی طرف سے ہوتا ہے وہی خالق کل افعال خیر و شر کا ہے اس کا یقین کرنا توحیدِ خدائی ہے یہ مرتبہ بشریت ہے۔

ہمہ باوست یعنی یقین کرنا حاجات - علم - قدرت - ارادہ - سمیع - بصیر - کلیم - خالقیت - رازیت وغیرہ تمامی صفات حق سبحانہ اس کی ذات کے ساتھ ہیں اور اس کے عین ہیں۔ یہ توحیدِ صفاتی ہے اور مرتبہ طریقت ہے۔

ہمہ اوست یعنی تمام عالم و جملہ موجودات و افعال و آثار و صفات سب کچھ عین حق سبحانہ تعالیٰ ہے بلکہ سب کچھ وہی ذات حق تعالیٰ ہے یہ توحیدِ حقیقی ہے معرفت و حقیقت ہی ہے۔

ہمہ براہ راست اند یعنی ہر شے اپنے مقررہ راستہ پر چلتی ہے جو کچھ تقدیر الہی میں مقرر ہے وہی ظہور ہوتا ہے ہر کارے و ہر مردے جواز میں مومن مقرر ہو چکا ہے وہ ایمان اور صراطِ مستقیم پر چلے گا۔ اور جو کافر مقرر ہو چکا ہے راہ ضلالت اختیار کرے گا۔

ہمت - دل سے خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ بغرض حصول کمال و وصال حق اور مرید کا ارادت میں مضبوط ہونا بھی ہمت ہے۔

ہمتہ الافاقہ - ہمت کا پہلا درجہ ہے اس میں سالک ماسوائے اللہ سے منقطع ہو کر ہمتن لقاد حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

ہمتہ الانفہ - یہ دوسرا درجہ ہے۔ اس میں سالک بلا کسی آرزو کے متوجہ حق ہوتا ہے اور جو باریا رضا حق ہوتا ہے۔

ہمتہ ارباب الہم العالمیہ یہ ہمت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس میں سالک ماسوائے اللہ سے بالکل منقطع ہوتا ہے اور سب آرزوئیں سے خالی محض ذات حق میں محو و مستغرق رہتا ہے۔

ہوئی خواہش نفسانی ولذات جسمانی کی طرف میلان رکھنا ہوا دھوس ہے۔  
ہوا جس خطرات نفسانیہ ہیں۔

ہوا اجماعی بوار دینی جو کچھ سالک کے دل پر بغیر کتاب عمل کے علی التواتر وارد ہو۔  
ہوش در دم اصطلاحات حضرات نقشبندیہ سے ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی  
سائنس یا د خدا سے غافل نہ ہو۔

ہویت سے مراد حقیقت تھے ہے جملہ اشیا کی حقیقت وہی وجود حقانی ہے۔  
ہیبت والش۔ یہ قلبی کیفیات ہیں۔ پہلے قلب میں خوف یا رجا کی کیفیت ہوتی ہے  
اس کے بعد کیفیت خوف سے قبض اور کیفیت رجا سے بسط ہوتا ہے۔  
اور کیفیت قبض سے ہیبت اور بسط سے انس پیدا ہوتا ہے بعض کہتے  
ہیں کہ ہیبت ایک کیفیت ہے جو مشاہدہ ذات حق سبحانہ سے حیرت و  
محویت کی سی حالت طاری ہوتی ہے جس سے سالک پر سکر غالب  
ہو جاتا ہے۔ اور انس ایک حالت ہے جس سے سالک سکر سے حالت  
صحو میں آ جاتا ہے۔

ہجرال معفوق و مطلوب سے جدائی و دوری اور غیر مطلوب کی طرف متوجہ  
ہونا ہجرال ہے۔

ہفت منزل حضرت خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اول منزل وادی طلب  
دوسری منزل وادی محبت و عشق تیسری منزل وادی معرفت چوتھی منزل  
وادی استغفار۔ پانچویں منزل وادی توحید چھٹی منزل وادی حیرت۔  
ساتویں منزل وادی فقر و غنا۔

سے مراد قرب حق اور ولایت ہے۔

ہشیاری حالت صحو کو کہتے ہیں۔

# ی

یا قوت حمراء نفس کلیہ کو کہتے ہیں۔

پیدان یعنی حق سبحانہ کے دوہات اس سے مراد وجوب اور امکان میں بعض کہتے ہیں اس سے مراد جلال و جمال ذات میں کیونکہ جملہ عالم کا ظہور انہیں دو صفات سے ہے۔ کوئی منظر جلال ہے کوئی منظر جمال کوئی جامع جلال و جمال ہے۔

یا د ماسوائے اللہ کو ذرا سوش کرنا اور مشغول بحق ہونا ہے۔

یا ر تجلی صفات کو کہتے ہیں

یوم الجمعہ سالک کا واصل بحق ہونا اور مرتبہ حج میں پہنچا یوم جمعہ و یوم عید ہے۔  
یا د کرو اصطلاحات حضرات نقشبندیہ علیم الرحمتہ سے ہے اس سے مراد ذکر سانی و ذکر قلبی ہے

یا د و اشرف اصطلاحات حضرات نقشبندیہ علیم الرحمتہ سے ہے اس سے مراد ذات حق سبحانہ میں محو فنا ہو کر بقا باللہ ہو جانا۔

## متفرقات

شان الہی تجلی حق سبحانہ اس اعتبار سے کہ وہ حق سبحانہ کی طرف سے عبد پنازل ہوئی  
شان الہی کہلاتی ہے اور اس اعتبار سے کہ تجلی کے نازل ہونے سے عبد پر ایک خاص اثر ہوتا ہے یہ تجلی عبد کا مال کہلاتی ہے۔

کمال ذاتی حق سبحانہ کا خود بخود موجود ہونا۔

کمال اسمانی منظر ہر عالم میں حق سبحانہ کا نزول فرمانا۔ اور جلوہ گر ہونا

سفر الحق - حق سبحانہ کا منزل اور تعینات میں نزول فرمانا اس کو قوس نزولی کہتے ہیں۔  
 قوس نزولی اس کی ابتدا نقطہ وحدت ہے اور انتہا مرتبہ جامع یعنی انسان  
 سفر العبد کے مرتبہ جامع سے ذات احدیت کی طرف عروج کرنا اور مراتب تعینات کو طے کرنا  
 قوس عروجی اسی کو قوس عروجی کہتے ہیں اس کی ابتدا انسان اور انتہا نقطہ وحدت ہے  
 شریعت طریقت شریعت صراط مستقیم ہے اس کے اتباع سے انسان صفات  
 حقیقت معرفت آدمیہ سے پاک اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہو کر واصل حق  
 ہوتا ہے۔ شریعت کے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ دوسروں سے  
 شکر اللہ تعالیٰ ہی کو معبود و برحق ماننا۔ اور اس کے احکام کی پیروی  
 کرنا۔ معصیات سے بچنا یہ عوام الناس کا تقلیدی اسلام ہے۔  
 دوسرا درجہ یہ ہے کہ عالم علمی و عقلی دلائل سے سمجھے کہ وہ ذات پاک  
 لاشریک ہے وہی معبود و برحق ہے یہ استدلالی اسلام ہے۔  
 تیسرا درجہ یہ ہے کہ عالم کے علمی و عقلی دلائل علم منقول کے بالکل  
 مطابق ہوں۔ اس وقت عالم کو پورا اعتماد اور یقین حاصل ہوتا ہے  
 اور اس کی عقل سلیم ہو جاتی ہے۔ اب اس قابل ہوتا ہے کہ طریقت  
 میں قدم رکھے۔ اس کا نام اسلام کامل ہے۔ اب تلاش مقصود کی  
 فکر ہوتی ہے۔

# کتاب ہدایہ کے متعلق ارباب فضل و کمال کا خیال

اصطلاحات صوفیہ کے متعلق محترم مشائخ و علماء نے جو خیالات ظاہر فرمے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں شامل کئے جائیں گے اس جگہ بوجہ عدم گنجائش صرف چند تقریبات درج کی جاتی ہیں۔ اور خاکسار ناشر کتاب ہذا اس حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

## از جناب مولانا مولوی حاجی محمد شتاق احمد رضا چشتی انجیٹوی ظالہ العالی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحابہ جمعین وعلی تابعہم باحسان الی یم الدین من الاولیاء والصالحین احابؤد عاجز گنہ گار مسکین خط و شمار محمد شتاق احمد چشتی انجیٹوی عرض کرتا ہوں کہ یہ عاجز جب مطالعہ کتابت مطاب اصطلاحات صوفیہ مولفہ حضرت زبۃ الصلحا عمۃ الکلماء کرمی حضرت محمد شاہ عبدالصمد صاحب دہلوی چشتی فریدی نظامی فخری سے مشرف ہوا تو نہایت دل خوش ہوا حضرت محدث نے یہ کتاب تالیف کر کے طالبان ارباب طاعت اور سرشاران اصحاب معرفت پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ اصطلاحات صوفیہ کرام کو بہترین سلیس عبارت میں اور فصیح اردو زبان میں شرح اور بسط کے ساتھ تحریر فرمادیا ہے۔ خصوصاً مراتب کلیہ یعنی تنزیلات ستہ کی شرح کیا اچھی لکھی ہے اور محیی الولاۃ افضل من النبۃ کو جمہور محققین علمائے راسخین کے مسلک کے موافق سمجھا یا ہے۔ اسی طرح کلمہ میزان اور کلمہ مطلق کی تشریح ایسی کردی ہے جو واضح ہے اور سلیم الطبع کے ذہن میں آجاتی ہے۔ جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء وادوصلہ الدالی مایرغناہ

کتبہ العبد المعاجز المحتاج الی رحمۃ اللہ الصمد

محمد شتاق احمد رضا الدین شتالہ التی لا تحصى ولا تعد

۹۔ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ

## از جناب لانا مولوی حاجی محمد سلیمان اشرف صاحب فہمیر علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

برادر محترم ذوالجود والکرم فرید احمد صاحب زید مجاہد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
حضرت اقدس عظیم البرکت کی تالیف نفیس مصطلحات صوفیہ کو دیکھ کر دیکھ کر کھینچ کر  
ہوئیں۔ اس حیثیت سے کہ مولیٰ تعالیٰ نے محض اپنے فضل عظیم سے سلسلہ عالیہ فہمیر سے منتسب  
ہونے کا اس فقیر مذکور کو فخر عطا فرمایا ہے۔ دل نے جلد ازت محسوس کی ہے۔ الفاظ اسے ظاہر نہیں کر سکتے  
مجھے اس پر ناز ہے کہ الحمد للہ اس وقت بھی حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے جانشین نے ختمہ نفیس کو  
اسی دریادلی سے روانہ فرمایا ہے جو حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے خاندان کی امتیازی خصوصیت  
اگرچہ میرا مطالعہ بہت ہی محدود ہے اور خاص کر اس دور کے تالیفات کا تو مطالعہ گویا نہیں ہے  
لیکن پھر بھی میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ ایسی جامع تالیف اس موضوع پر انشاء اللہ دوسری نسل  
خاص بات یہ ہے کہ اسرار و حقائق کا بیان اس انداز میں کیا ہے کہ بتدریج و منہجی  
دونوں اس سے بقدر استعداد مستفید و مستفیض ہو سکتے ہیں علوم شرقیہ کا عالم اگر اس قدر سادہ  
ہو گا تو علوم مغربیہ کا ماہر بھی اس سے سعادت حاصل کر لے گا۔ اسلوب بیان تحقیقانہ ہے۔  
اور طرز تحریر قدیمانہ اب آپ سے میری یہ التماس ہے کہ اس نفیس کو عام کرنے میں ایک  
لمحہ کی بھی تاخیر نہ فرمائیے جلد سے جلد طبع فرما کر اسے شائع فرمائیں زیادہ اللہ بس دباتی ہو  
حررہ تقیم فقیر محمد سلیمان اشرف غنی عنہ معلم علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

### از جناب میرزا عثمان اشرف صاحب گورگانی

نصرت۔ رب العالمین و معبود مطلق کی - پاک و صاف معرفت کلی کے علم کا نام ہے  
اور اوس کے مردانِ اہل کو صوفی کہتے ہیں - مومنین - صفا کے خلاف کد رہے  
اور صفا سے مراد حاصل ایک نئے لطیف ہے - اور کد لازمی صفات انسانی سے ہے  
اسی واسطے کہ ہر مسک صوفی فی الحقیقت یہ ہے جسے کد سے دوامی حذر ہے

صفا۔ یقیناً محدود صفات انسانی سے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بشرِ نازک خیال  
 خاک کا ایک بے جوہر تپلا ہے۔ صفا کیو اسطے صاحبِ حوصلہ انسان کو نہ نفس  
 اور بے ثنائیہ تصفیہ قلب لازم ہے۔ جن پر عمل پیرا ہو سکے بعد ایک خیم مزاج پاکیزہ فکر  
 اپنی اصلی صفات بشری سے۔ باتنزیہ خالی ہو کر تحفہ صفات یار سے  
 بدرجہ کمال متصف ہو جاتا ہے۔ یعنی حق یقین فانی الہی اور بقا بالہکادرجہ  
 بعنائیات ازلی حاصل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے پاک فہم صوفی انکو کہیں گے  
 جو علی الدوام اپنی صفات بشری۔ اور کدورات معمولی سے مبرا۔ خواہ شاہی و حاجی  
 اور اتحاد نفسانی سے بالکل محسرا ہو۔ یا یوں کہو کہ اس انسانکو دونوں جہان میں سوائے اللہ کے  
 کوئی چیز موجب حجاب نظر نہ آئے۔ اس محدود علم معرفت۔ یا تصوف کی دل آویز و صحیح تعلیم  
 تمام جلیل القدر صوفیائے کرام۔ جس تقدس و احسن طریقہ سے  
 ساطع و لامع دیا کرتے تھے۔ وہ اکثر صاحبِ دل مریدوں میں زبانی  
 منقسم ہوا کرتی تھی۔ یہی طریقہ مرسوم اب تک جاری ہے  
 لیکن بعض صوفیائے والا حسبِ رائے۔ تصوف کی عظیم البدل تعلیم  
 تقریرِ نجم آرا کے علاوہ۔ اوصافِ تحریر میں لاکر۔ بالتطعم شروع کر دی ہے  
 اس صاف صاف طریقہ تعلیم سے۔ جملہ حواں نصیب طالبین علم تصوف  
 دقیق استعارات۔ جامع کلام و باریک اشارات۔ تدبیہ اور مشکل اصطلاحات  
 جوالشک اس وقت تک۔ بے اندازہ باادب شعرائے مصوفین۔ اور متفرق مصنفین  
 کے مجموعہ کلام اور تصانیف میں موجود ہیں۔ باسانی اور بے کوشش مل کر لیں گے  
 چنانچہ حبیب جان قلبہ خواجہ شاہ میاں۔ بندہ بے عیال احمد محمد عبدالصمد صاحبِ حقیقت  
 فصل بیچ گلستانِ فریدی پھولِ تپیل باغِ کلیم الہی۔ گلابِ نایاب درگاہِ نظامی  
 صبحِ فوہبہ چمنِ خضریٰ۔ گلِ نایاب گلہ ستہ ستانِ سلیمانی



ملازمی اور آقا فی و لمجائی وادای و مولائی - مجمع احسان نے موجودہ زمانہ کی مشکلات کو  
 بہر کیفیت محسوس کر کے تصوف کے - مطلب و مقصد اصطلاحات مستداولہ  
 اور مرد و چم کا ایک نہایت مقدس مجموعہ - حال میں بسبب صواب تصنیف فرمایا ہے  
 اور ان کی پسندیدہ تشریح - کما حقہ سلیس و شہتہ و عام فہم  
 اردو زبان میں کاشف حقائق فرمائی ہے - اور اس مفصل ناوردنایاب تحفہ کا  
 پراگچاز نام - اصطلاحات صوفیہ رکھا ہو - ایندیل و علی مصنف و عارف اسرار کا سایہ  
 ہم سب ہیچچہ ان غلاموں - کے سروں پر بقیل بنی کابل الزمان قائم رکھے  
 اس نافع دہر کتاب کو پڑھ کر - لوگ مصوفین کے محیط عالم حال اور قال  
 لطیف ذوق و شوق - علمی کنایات رمزا اسرار - نافع زمان نکات و صفات  
 اور درویشی طور و طریق سے - ہر دم و آن متمتع ہوں گے  
 احقر نواز جناب قبلہ نے تصنیف کیا کی ہے - بلاشبہ نفع بحسن سلوک  
 جھیل دریا کیا ایک بھر ناپیدا کنار کو کوزہ آب میں بند کر دیا ہے  
 ایسی تفریح و جامع کتاب - بلا گمان ایک بے نظیر - اور زیبائی اضافہ ہونے کے علاوہ  
 کمال باب جناب مقدس کی جانب سے اپنے تابعداروں - کے حق میں ایک کنیز فیض عام  
 اور یقیناً ایک پائیدار عطیہ نعمت و دوام ہو - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد نیک حال بنوین و مسلمین  
 نیز والا جاہ میاں عبدالصمد صاحب کے تابعداروں کو - اس پھر انسر و تصنیف سے  
 روز افزوں استفادہ حاصل کرنے کی - بے انتہا تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا توفیق عطا فرمائے



